

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ

الهِيئةُ الصُّغرى

مع شرحها

مَدَارُ الْبُشْرَى

كلاهما لإمام المحدثين نجم المفسرين زبدة المحققين
العلامة الشيخ مولانا محمد موسى الروحاني البازي
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَطَيَّبَ آثَارَهُ

الهِئَةُ الصُّغْرَى

مع شرحها

مَدَارُ الْبُشْرَى

اسم الكتاب : الهيئة الصغرى مع شرحها مدار البشرى
اسم المؤلف : محمد موسى الروحاني البازي رحمته الله
الطبعة الثامنة : ١٤٤١ هـ - ٢٠٢٠ م
جميع الحقوق محفوظة

إدارة التصنيف و الأدب
العنوان : المكتب المركزي : ١٣/ دي ، بلاك بي ،
سمن آباد ، لاهور ، باكستان
هاتف : ٣٧٥٦٨٤٣٠ ٤٢ ٩٢٠٠
جوال : ٤٤٢٦٤٤٠ ٣٠٠ ٩٢٠٠
البريد الإلكتروني : alqalam777@gmail.com
الموقع على الشبكة الإلكترونية : www.jamiaruhanibazi.org

All rights reserved

Idara Tasneef wal Adab

(Institute of Research and Literature)

Alqalam Foundation

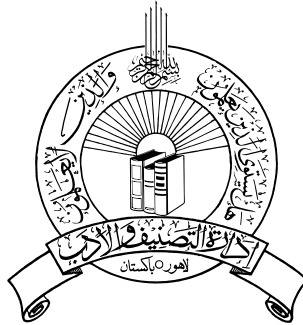
Address: Head Office: 13-D, Block B,
Samanabad, Lahore, Pakistan.

Phone: 0092-42-37568430

Cell: 0092-300-4426440

Email: alqalam777@gmail.com

Web: www.jamiaruhanibazi.org



الناشر

إدارة التصنيف و الأدب

كُلُّ فِي فَلَّيْ يَسْبَحُونَ

الهيئة الصغرى

مع شرحها

مدار البشرى

كلاهما لإمام المحدثين نجم المفسرين زبدة المحققين
العلامة الشيخ مولانا محمد موسى الروحاني البازي
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَطَيَّبَ آثَارَهُ

إدارة التصنيف والأدب

کتاب ہذا کے جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں۔



ناشر

إدارة تصنیف و ادب

جامعۃ محمد مہدی البنا

مقام تعمیر جامعہ: برہان پورہ، نزد اجتماع گاہ، عقب گورنمنٹ ہائی سکول، رائیونڈ، لاہور
منگوانے کا پتہ: «مرکزی دفتر: القلم ٹرسٹ، 13 ڈی، بلاک بی، سمن آباد، لاہور۔»

موبائل: +92-300-4101882 فون: +92-042-37568430

www.jamiaruhanibazi.org
Email: alqalam777@gmail.com

مصنّف کتابِ ہذا
محدثِ اعظم، مفسّرِ کبیر، مُصنّفِ اقصیٰ، ترمذی وقت
حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری
طیب اللہ آثارہ و اعلیٰ درجاتہ فی دارالسلام
کے بارے میں چند مختصر کلمات
اور ان کی زندگی کے مختصر حالات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ -
أَقَابَعُدْ!

هِيَ هَات لَا يَأْتِي الرَّقَانِ بِمِثْلِهِ
إِنَّ الرَّقَاتِ بِمِثْلِهِ لَبَخِيلُ

ترجمہ ”یہ بات بڑی بعید ہے، زمانہ ان جیسی شخصیت نہیں لائے گا۔ بیشک ایسی شخصیات کے لانے میں زمانہ بڑا بخیل ہے۔“

محدث اعظم، مفسر کبیر، فقیہ افہم، مصنف انجم، جامع المعقول والمنقول، شیخ المشائخ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی طیب اللہ آثارہ و اعلیٰ درجاتہ فی دارالسلام کی شخصیت علمی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اپنے عہد میں دنیا بھر کے ذہین لوگوں میں سے ایک تھے۔ آپ کی علمی مصروفیات قدرت نے آپ کی تسکین کیلئے پیدا کر رکھی تھیں۔

لاریب! ان کی شخصیت سدا یاد گار رہے گی۔ اس وقت ان کی موت سے چمنستانِ اسلام اجڑ گیا ہے، علماء یتیم ہو گئے ہیں اور اہل اسلام ان کے علم و فقہ سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان کی باتیں بے شمار ہیں، ان کے سنانے والے بھی بے شمار ہیں۔ ان کی زندگی کے مختلف گوشے لوگوں کے سامنے ہیں اور زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب کی مانند ہے۔

کچھ قسریوں کو یاد ہے کچھ بلبلوں کو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے میری داستاں کے ہیں

اللہ تعالیٰ کے دربارِ جلال و جمال میں حضرت محدث اعظمؒ کا مقام

حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو عند اللہ جو مقام و مرتبہ حاصل تھا اور اس سلسلے میں آپ کو جن کرامتوں اور خصائص سے اللہ تعالیٰ نے نوازا اس پر ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ ذیل میں اختصاراً ایک دو واقعات ذکر کئے جا رہے ہیں۔

(۱) حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی قبر مبارک سے جنت کی خوشبو کا پھوٹنا

تدفین کے بعد شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باریؒ کی قبر اطہر کی مٹی سے خوشبو آنا شروع ہو گئی جس نے پورے میانی قبرستان کو معطر کر دیا۔ دُور دُور تک فضا انتہائی تیز خوشبو سے مہکنے لگی اور یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل گئی۔ لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو اس ولی اللہ کی قبر پر حاضری دینے کیلئے اٹھ پڑا، ملک کے کونے کونے سے لوگ پہنچنے لگے اور تبرکاً مٹی اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے۔ قبر مبارک پر مٹی کم ہونے لگتی تو اور مٹی ڈال دی جاتی۔ چند ہی منٹوں میں وہ مٹی بھی اسی طرح خوشبو سے مہکنے لگتی۔ قبر کے پاس چند منٹ گزارنے والے شخص کا لباس بھی جنتی خوشبو سے معطر ہو جاتا اور کئی کئی دن تک اس لباس سے خوشبو آتی۔

یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ عالم اسلام کی چودہ صدیوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور کے بعد حضرت شیخ تیسری شخصیت ہیں جن کی مرقد اطہر سے جنت کی خوشبو جاری ہوئی جو الحمد للہ سات ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک جاری ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے کتنے برگزیدہ اور محبوب بندے تھے ان کی اس عظیم کرامت نے اس بات کی تصدیق کر دی۔ یہ عظیم الشان کرامت جہاں حضرت محدث اعظمؒ کی ولایتِ کاملہ کی واضح دلیل ہے وہاں مسلکِ دیوبند کیلئے بھی قابلِ صد فخر بات ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کی حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے محبت

اس زمین پر عرشِ بریں کے آخری نمائندہ رحمۃ للعالمین ﷺ سے حضرت محدث اعظمؒ کی محبت و عقیدت عشق کی آخری دہلیز پر تھی۔ درسِ حدیث میں یا گھر میں نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر فرماتے تو رقت طاری ہو جاتی، آنکھیں پر نم ہو جاتیں اور آواز حلق میں اٹک جاتی۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ بمعہ اہل و عیال حج کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ حج کے بعد چند روز مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ مولانا سعید احمد خانؒ (جو کہ تبلیغی جماعت کے بڑے بزرگوں میں سے تھے) کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو آپ کی بمعہ اہل خانہ اپنی مدینہ منورہ والی رہائشگاہ پر

دعوت کی۔ دعوت کے دوران والد محترمؒ، مولانا سعید احمد خانؒ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص (جو کہ مدینہ منورہ ہی کا رہائشی تھا) آیا، اس نے جب محدث اعظم شیخ الشیوخ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ کو اس مجلس میں تشریف فرما دیکھا تو انہیں سلام کر کے مؤدبانہ انداز میں ان کے قریب بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ حضرت میں آپ سے معافی مانگنے کیلئے حاضر ہوا ہوں، آپ مجھے معاف فرمادیں۔ والد ماجدؒ نے فرمایا بھائی کیا ہوا؟ میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں، نہ کبھی آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔ تو کس بات پر معاف کروں؟ وہ شخص پھر کہنے لگا کہ بس حضرت آپ مجھے معاف کر دیں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی وجہ بتلاؤ تو سہی؟ وہ شخص کہنے لگا کہ جب تک آپ معاف نہیں فرمائیں گے میں بتلا نہیں سکتا۔ تو اپنے مخصوص لب و لہجہ میں والد صاحبؒ نے فرمایا اچھا بھئی معاف کیا، اب بتلاؤ کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگا حضرت میری رہائش مدینہ منورہ میں ہی ہے۔ میں اپنے رفقاء اور ساتھیوں سے اکثر آپ کا نام اور آپ کے علم و فضل کے واقعات سناتا رہتا تھا چنانچہ میرے دل میں آپ کی زیارت و ملاقات کا شوق پیدا ہوا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تمنا بڑھتی گئی مگر کبھی زیارت کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔

اتفاق سے چند دن قبل آپ مسجد نبوی میں نوافل میں مشغول تھے کہ میرے ایک ساتھی نے مجھے اشرارے سے بتلایا کہ یہ ہیں مولانا محمد موسیٰ صاحب جن کے بارے میں تم اکثر پوچھتے رہتے ہو۔ میں نے چونکہ اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہیں تھا اس لئے میرے ذہن میں آپ کے بارے میں ایک تصور قائم تھا کہ پھٹا پرانا لباس ہوگا، دنیا کا کچھ پتہ نہیں ہوگا تو جب میں نے نوافل پڑھتے ہوئے آپ کا حلیہ اور وجاہت دیکھی (حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا لباس سادہ سا ہوتا، سفید لمبا جبہ نما کرتا پہنتے، شلوار ٹخنوں سے بالشت بھرا اونچی ہوتی، سر پر سفید پگڑی باندھتے اور پگڑی کے اوپر عربی انداز میں سفید رومال ڈال لیتے مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے علمی جلال کے ساتھ ساتھ ظاہری جمال اور رعب بھی بے انتہاء بخشا تھا، نیز نسبتاً دراز قامت بھی تھے اس لئے اس سادہ سے لباس میں بھی آپ کی وجاہت و شان کسی بادشاہ وقت سے کم معلوم نہ ہوتی اور آپ کو نہ جاننے والے بھی آپ کی شخصیت سے انتہائی مرعوب ہو کر ادب سے ایک طرف ہو جاتے۔) تو میرے ذہن میں جو پھٹے پرانے لباس کا تصور تھا وہ ٹوٹ گیا اور میرے دل میں آپ کے بارے میں کچھ بدگمانی پیدا ہو گئی چنانچہ میں آپ سے ملے بغیر ہی واپس لوٹ گیا۔

اسی رات کو خواب میں مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ انتہائی غصے میں ہیں۔ میں نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھ سے ایسی کیا غلطی

ہوگئی کہ آپ ناراض دکھائی دے رہے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

”تم میرے موسیٰ کے بارے میں بدگمانی کرتے ہو، فوراً میرے مدینے سے نکل جاؤ۔“

میں خوف سے کانپ گیا، فوراً معافی چاہی، تو نبی کریم ﷺ فرمانے لگے۔

”جب تک ہمارا موسیٰ معاف نہیں کرے گا میں بھی معاف نہیں کروں گا۔“

یہ خواب دیکھنے کے بعد میں بیدار ہو گیا اور اس دن سے میں مسلسل آپ کو تلاش کر رہا ہوں مگر آپ کی جائے قیام کا پتہ نہیں لگا سکا۔ آج آپ سے یہاں اتفاقاً ملاقات ہوگئی تو معافی مانگنے کیلئے حاضر ہو گیا ہوں۔ حضرت شیخؒ نے جب یہ واقعہ سنا تو آپ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ ان واقعات سے بخوبی علم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک نہایت بلند مقام و درجہ حاصل تھا۔ خاص طور پر مدینہ منورہ میں پیش آنے والا مذکورہ بالا واقعہ تو اس قدر عجیب و غریب ہے کہ قرونِ اولیٰ کے علماء و مشائخ کے تذکروں میں بھی اس جیسی مثال خال خال ہی ملتی ہے۔

آپ تصور تو کیجئے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا کیا مقام و مرتبہ ہو گا اور رسول اللہ ﷺ کو آپ سے کس قدر محبت ہوگی کہ آپ کے بارے میں مدینہ منورہ کے اس شخص کی معمولی سی بدگمانی پر رسول اللہ ﷺ نے انتہائی ناراضگی کا اظہار فرمایا بلکہ سخت غضب کی وجہ سے اسے مدینہ سے ہی نکل جانے کا حکم فرمایا۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں اور ان عالی مرتبت اولیاء میں سے تھے جن کے بارے میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔

مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُنِي بِالْحَرْبِ۔

ترجمہ ”جس شخص نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی، میں اس شخص سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔“

ذرا اس حدیث قدسی کو دیکھئے اور پھر مذکورہ واقعہ پر غور کیجئے بلکہ یہاں تو رنگ ہی نرالا ہے کہ اس شخص نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو نہ تو ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچائی، نہ استہزاء کیا، نہ اہانت و تحقیر کی، نہ

زبان سے کوئی برے الفاظ و کلمات ادا کئے بلکہ صرف دل ہی دل میں آپ کے بارے میں بدگمانی کی مگر دشمنی کے معمولی اثرات والی اس حالت و کیفیت پر بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا غضب حرکت میں آگیا اور اسے اپنے شہر کو چھوڑنے اور اس سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

مختصر حالاتِ زندگی

محدث اعظم، مصنف انجم، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی ڈیرہ اسماعیل خان کے مضافات میں واقع ایک گاؤں کٹہ خیل میں مولوی شیر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم عالم و عارف اور زاہد و سخی انسان تھے، انکی سخاوت کے قصے گاؤں کے لوگوں میں زبان زد عام ہیں۔ آپ کے والد محترم مولوی شیر محمد کی وفات ایک طویل مرض، پیٹ اور معدہ میں پانی جمع ہونے، کی وجہ سے ہوئی۔ حضرت شیخ کی عمر اس وقت پانچ سال یا اس سے بھی کم تھی۔

والد محترم کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش آپ کی والدہ محترمہ نے کی جو کہ بہت ہی صالحہ، صائمہ اور قائمہ للہ تعالیٰ خاتون تھیں۔ آپ نے والدہ محترمہ کی نگرانی ہی میں دینی تعلیم حاصل کی، یہی آپ کے والد محترم کی وصیت بھی تھی۔

والد محترم مولوی شیر محمد کی وفات کے بعد آپ ان کی قبر پر زیارت کیلئے حاضر ہوتے تو قبر میں سے قرآن حکیم کی تلاوت کی آواز سنائی دیتی خصوصاً ”سُورَةُ الْمُلْكِ“ کی تلاوت کی آواز آتی۔ حدیث شریف میں سورہ ملک کے بارے میں آیا ہے کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کیلئے شفاعت کا باعث بنتی ہے۔

یہ ان کی عجیب و غریب کرامت تھی جسے والد ماجد محدث اعظم مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی نے اپنی تصنیف کردہ کتاب ”آئینۃ التکمیل“ (یہ حضرت شیخ کی تصنیف کردہ بیضاوی شریف کی شرح ”آزہار التسمیل“ کا دو جلدوں پر مشتمل مقدمہ ہے، اصل کتاب تقریباً پچاس جلدوں پر مشتمل ہے) میں بھی تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔ حضرت شیخ کے جد امجد ”احمد روحانی رحمہ اللہ تعالیٰ“ بھی بہت بڑے عالم اور صاحب فضل و کمال انسان تھے۔ افغانستان میں غزنی کے مضافات میں پہاڑوں کے اندر ان کا مزار اب بھی مرجع عوام و خواص ہے۔

حضرت شیخ محدث اعظم مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی نے ابتدائی کتب فقہ اور فارسی کی تمام کتابیں مثلاً پنج گنج، گلستان، بوستان وغیرہ گاؤں کے علماء سے پڑھیں، اس دوران گھر کے کاموں میں والدہ محترمہ کا

ہاتھ بھی بٹاتے۔ گاؤں میں بارش کے علاوہ پانی کے حصول کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا، آپ بعض اوقات پانی لانے کیلئے تین تین میل کا سفر کرتے۔

گاؤں میں کتابیں پڑھنے کے بعد آپ بعض علماء کے حکم پر تحصیل علم کیلئے تقریباً گیارہ سال کی کم عمری میں عیسیٰ خیل چلے گئے۔ تحصیل علم کیلئے یہ آپ کا پہلا سفر تھا۔ یہاں پر چند ماہ میں ہی آپ نے علم الصرف کی کئی کتابیں زبانی یاد کر لیں۔

بعد ابا خیل ضلع بنوں تشریف لے گئے اور دو سال میں علم الصرف کی تمام کتب فصول اکبری تک اور نحو کی کتابیں کافیہ تک اور منطق کی ابتدائی کتب مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ اور خلیفہ جان محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیر نگرانی ازبر کریں۔

اس کے بعد مفتی محمود کے ہمراہ عبدالخیل آگئے اور یہاں پر دو سال میں ان سے شرح جامی، مختصر المعانی، سلم العلوم تک منطق کی کتابیں، مقامات حریری، اصول الشاشی، میبذی شرح ہدایۃ الحکمۃ، شرح وقایہ اور تجوید و قراءت کی بعض کتب پڑھیں۔

مزید علمی پیاس بجھانے کیلئے آپ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے تقریباً دو سال قیام کیا جس دوران آپ نے منطق کی تمام کتابیں ماسوائے قاضی مبارک اور فلسفہ کی تمام کتب، علم میراث، اصول فقہ اور ادب عربی کی کتب پڑھیں۔

سالانہ چھٹیوں کے دوران مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دورہ تفسیر میں شرکت کیلئے راولپنڈی آگئے۔ اس کے بعد مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں داخلے کیلئے تشریف لے گئے۔ قاسم العلوم میں داخلے کا امتحان صدر، حمد اللہ اور خیالی جیسی مشکل کتابوں میں زبانی دیا۔ امتحان نے حیران ہو کر قاسم العلوم کے صدر مدرس مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ کو بتلایا کہ ایک پٹھان لڑکا آیا ہے جسے سب کتابیں زبانی یاد ہیں۔ یہاں آپ تقریباً تین سال تک حصول علم میں مشغول رہے اور فقہ، حدیث، تفسیر، منطق، فلسفہ، اصول اور علم تجوید و قراءت سب کی تعلیم حاصل کی۔

حضرت شیخ کو اللہ جل شانہ نے بے انتہاء قوت حافظہ اور سریع الفہم ذہن عطا کیا تھا۔ زمانہ طالب علمی میں ہی آپ اپنے تمام ہم جماعتوں پر فائق رہے۔ آپ کے اساتذہ آپ کی شدت ذکاوت، قوت حافظہ اور وسعت مطالعہ پر حیرت و استعجاب کا اظہار کرتے۔ آپ مشکل سے مشکل عبارت اور فنی پیچیدگی کو، جس کے حل سے اساتذہ بھی عاجز آجاتے، ایسے انداز میں حل فرماتے اور فی البدیہہ ایسی تقریر فرماتے کہ یوں محسوس ہوتا جیسے اس مقام پر کوئی اشکال تھا ہی نہیں۔

تدریس سے وابستہ ہونے کے بعد تمام کتبِ فنونِ عقلیہ و نقلیہ کے دروس میں آپ طلباء و علماء کے سامنے اس فن کے ایسے مخفی نکات اور علومِ مستورہ بیان فرماتے کہ سننے والے یہ گمان کرنے لگتے کہ شاید آپ کی ساری عمر اسی ایک فن کے حصول و تدریس اور استحکام میں گزری ہے۔ تمام فنون میں آپ کے اسباق کی یہی کیفیت ہوتی اور آپ اس فن کی انتہائی گہرائی میں جا کر لطائف و بدائع کو ظاہر فرماتے۔

حضرت محدثِ اعظم مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو جن علوم و فنون میں مکمل دسترس و مہارت حاصل تھی اس کا ذکر وہ خود بطور تحدیثِ نعمت اپنی بعض تصانیف میں ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

”وَمِمَّا مَلَكَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ التَّبَحُّرُ فِي الْعُلُومِ كُلِّهَا النُّقْلِيَّةِ وَالْعَقْلِيَّةِ مِنْ عِلْمِ الْحَدِيثِ وَعِلْمِ التَّفْسِيرِ وَعِلْمِ الْفَقْهِ وَعِلْمِ أَصُولِ التَّفْسِيرِ وَعِلْمِ أَصُولِ الْحَدِيثِ وَعِلْمِ أَصُولِ الْفَقْهِ وَعِلْمِ الْعَقَائِدِ وَعِلْمِ التَّارِيخِ وَعِلْمِ الْفِرَقِ الْمُخْتَلِفَةِ وَعِلْمِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَعِلْمِ الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ الْمُشْتَمَلِ عَلَى اثْنَيْ عَشَرَ فَنًّا وَعِلْمًا كَمَا صَرَّحَ بِهِ الْأَدْبَاءُ وَعِلْمِ الصَّرْفِ وَعِلْمِ الْأَشْتِقَاقِ وَعِلْمِ النُّحُوِّ وَعِلْمِ الْمَعَانِي وَعِلْمِ الْبَيَانِ وَعِلْمِ الْبَدِيعِ وَعِلْمِ قُرْصِ الشُّعْرِ وَعِلْمِ الْمُنْطَقِ وَعِلْمِ الْفَلَسَفَةِ الْأَرِسْطَوِيَّةِ الْيُونَانِيَّةِ وَالْإِلَهِيَّاتِ مِنَ الْفَلَسَفَةِ الْيُونَانِيَّةِ وَعِلْمِ الطَّبِيعِيَّاتِ مِنَ الْفَلَسَفَةِ الْيُونَانِيَّةِ وَعِلْمِ السَّمَاءِ وَالْعَالَمِ وَعِلْمِ الرِّيَاضِيَّاتِ مِنَ الْفَلَسَفَةِ الْيُونَانِيَّةِ وَعِلْمِ تَهْذِيبِ الْأَخْلَاقِ وَعِلْمِ السِّيَاسَةِ الْمَدَانِيَّةِ مِنَ الْفَلَسَفَةِ وَعِلْمِ الْهَنْدَسَةِ أَيْ عِلْمِ أَقْلِيدَسِ الْيُونَانِيِّ وَعِلْمِ الْأَبْعَادِ وَعِلْمِ الْأَكْرُورِ وَعِلْمِ اللُّغَةِ الْفَارْسِيَّةِ وَالْأَدَبِ الْفَارْسِيِّ وَعِلْمِ الْعُرُوضِ وَعِلْمِ الْقَوَافِي وَعِلْمِ الْهَيْئَةِ أَيْ عِلْمِ الْفَلَكَ الْبَطْلِمُوسِيِّ الْيُونَانِيِّ وَعِلْمِ التَّجْوِيدِ لِلْقُرْآنِ وَعِلْمِ تَرْتِيلِ الْقُرْآنِ وَعِلْمِ الْقِرَاءَاتِ“۔

آپ دورانِ درس خارجی قصے سننا پسند نہیں فرماتے تھے مگر اس کے باوجود مشکل سے مشکل کتاب کا درس بھی جب شروع فرماتے تو مغلق سے مغلق عبارات و مقامات حل ہوتے چلے جاتے اور سننے والوں پر ایسی کیفیت طاری ہوتی کہ جی چاہتا کہ درس جاری رہے کبھی ختم نہ ہو۔ یوں معلوم ہوتا جیسے حضرت شیخؒ کے علم نے طلباء پر سحر کر کے انہیں مدہوش کر دیا ہے اور انہیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں۔ درس جس قدر بھی طویل ہوتا چلا جاتا طلباء پہلے سے زیادہ ہشاش بشاش و تازہ دم نظر آتے اور ایسا لگتا جیسے آپ نے ان میں ایک علمی قوت بھر دی ہو۔

سب سے زیادہ شہرت آپ کے درسِ ترمذی اور درسِ تفسیر بیضاوی کو حاصل ہوئی۔ دُور دراز سے

طلباء و علماء آپ کے درس میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کیلئے کچھ چلے آتے۔ آپ کا درس حدیث بعض اوقات پانچ چھ گھنٹوں تک مسلسل جاری رہتا۔ شدید سے شدید بیماری میں بھی، جبکہ حضرت شیخ کیلئے بیٹھنا بھی مشکل ہوتا، یہی صورت حال رہتی اور بیماری کے باوجود کئی کئی گھنٹوں کی تقریر کے بعد بھی آپ تھکسن کے آثار دکھائی نہ دیتے۔ طلبہ سے فرماتے ”بھئی یہ سب علم حدیث کی برکات ہیں۔“

خاص طور پر آپ کا درس ترمذی پورے پاکستان بلکہ پوری دنیا میں اپنی مثال آپ تھا جس میں آپ جامع ترمذی کی ابتداء سے لیکر انتہاء تک ہر ہر حدیث کا ترجمہ کرتے، مشکل الفاظ کی صرفی و نحوی تحقیق کرتے، ماخذ بتلاتے، محاورات عرب کی تفصیل سے مطلع فرماتے اور تمام مسائل پر انتہائی مفصل و سیر حاصل بحث بھی فرماتے۔ مسائل میں عام طریقہ کار کے مطابق دو یا چار مشہور مذاہب بیان نہ فرماتے بلکہ اکثر مسائل میں آپ سات سات یا آٹھ آٹھ مذاہب بیان فرماتے، ہر فریق کی تمام اذلہ ذکر کرتے اور پھر ہر دلیل کے کئی کئی جوابات احناف کی طرف سے دیتے۔ بعض اوقات فریق مخالف کی ایک ہی دلیل کے جوابات کی تعداد پندرہ بیس سے بھی بڑھ جاتی۔

آپ کے درس کی سب سے خاص بات ”قَالَ“ کیساتھ ”أَقُولُ“ کا ذکر تھا یعنی ”میں اس مسئلے میں یوں کہتا ہوں۔“ حضرت شیخ کو اللہ تعالیٰ نے استخراجِ جوابِ جدید کا بڑا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ اکثر مسائل و مباحث میں اپنی جانب سے دلائلِ جدیدہ و توجیہاتِ جدیدہ ذکر فرماتے اور وہی جوابات و توجیہات سب سے زیادہ تسلی بخش ہوتیں۔ بعض اوقات ایک ہی مسئلے میں صرف آپ کی اپنی توجیہات و جوابات کی تعداد اس مسئلے میں اسلاف سے مروی مجموعی توجیہات سے بڑھ جاتی اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے۔

”مولانا یہ میری اپنی توجیہات و اذلہ ہیں اس مسئلہ میں، روئے زمین کی کسی کتاب میں آپ کو نہیں ملیں گی۔ بڑی دعاؤں و آہ و زاری اور بہت راتیں جاگنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں ان کا اللقاء و الہام کیا ہے۔“

اس جلالتِ علمی کے باوجود عاجزی کا یہ عالم تھا کہ اپنے جوابات و توجیہات کی نسبت اپنی طرف کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی جانب فرماتے تھے کہ بندہ کچھ بھی نہیں، وہی ذات سب کچھ ہے۔ یہ عاجزی و انکاری ان کی سینکڑوں تصنیف شدہ کتابوں میں بھی نظر آتی ہے۔ مصنف حضرات عام طور پر اپنی تصنیفات پر اپنے نام کے ساتھ مختلف القاب بھی لگاتے ہیں مگر حضرت شیخ نے اپنی ہر تصنیف پر عاجزی

وانکساری کی راہ اپناتے ہوئے اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ عبد فقیر یا عبد ضعیف (کمزور بندہ) لکھا جو اُن کی انکساری کی واضح مثال ہے۔ عجز و انکساری کا ساتھ حالت نزع میں بھی نہ چھوڑا اور ایسی حالت میں بھی زبان ادب کا دامن پکڑے انکساری و عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اس ذات وحدہ لا شریک لہ کو اس انداز میں پکارتی رہی۔

”إِلٰهِي أَنَا عَبْدُكَ الضَّعِيفُ“

یعنی ”یا اللہ! میں تیرا کمزور بندہ ہوں“۔

حضرت محدث اعظمؒ کے اوقات میں اللہ جلّ جلالہ نے بہت زیادہ برکت رکھی تھی۔ آپ قلیل سے وقت میں کئی گنا زیادہ کام کر لیتے جس کا اندازہ آپ حضرت شیخؒ کے درس ترمذی سے لگا سکتے ہیں کہ ترمذی کی ہر حدیث کا ترجمہ بھی ہو، تمام مشکل الفاظ کی صرفی و نحوی تحقیقات و مآخذ کی توضیح بھی ہو، پھر تمام مسائل پر اتنی مفصل بحث ہو جیسا کہ ابھی بیان ہوا اور ان سب پر مستزاد یہ کہ آپ سب طلباء سے کاپیاں بھی لکھواتے، چنانچہ مسلسل تقریر کرنے کی بجائے ٹھہر ٹھہر کر املاء کے انداز میں طلباء کو مسائل لکھواتے جس دوران آپ ہر جملے کو کم از کم دو یا تین مرتبہ ضرور دہراتے مگر ان سب باتوں کے باوجود وقت میں اتنی برکت ہوتی کہ جامع ترمذی سالانہ امتحانات سے قبل ہی اطمینان و تسلی سے ختم ہو جاتی اور اس کے ساتھ ساتھ ہر طالب علم کے پاس آپ کی مکمل درسی تقریر بھی مستقبل کیلئے محفوظ ہو جاتی۔

آپ کی زندگی میں ہی آپ کے علمی تفوق کا اقرار بڑے بڑے علماء کرتے تھے۔ امام کعبہ شیخ معظم محمد بن عبد اللہ السبیل مدظلہ ایک مرتبہ علماء کرام کی مجلس میں فرمانے لگے۔

”میں اس وقت دنیا کے مرکز (مکہ مکرمہ) میں بیٹھا ہوں۔ دنیا بھر کے علماء

میرے پاس تشریف لاتے ہیں مگر میں نے آج تک شیخ روحانی بازی جیسا محقق و مدقق عالم نہیں دیکھا“۔

تصنیف و تالیف کیساتھ ساتھ وعظ و تبلیغ و ارشاد کے میدان میں بھی اللہ جلّ شانہ نے آپ سے بہت کام لیا۔ اس سلسلے میں آپ خود اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں۔

”واللہ تعالیٰ بفضلہ ومنّہ وفقنی للعمل بجميع أنواع الدعوة والإرشاد والحمد للہ

والمنّة.

فقد أسلم بإرشادى وجهدى المسلسل فى ذلك أكثر من ألفى نفر من الكفار وباعوا على يدى وآمنوا بأن الإسلام حق وشهدوا أن الله تعالى واحد لا شريك له ودخلوا فى دين الله فرادى وفوجًا.

حتى رأيت فى بعض الأحيان أسرة كافرة مشتملة على عشرة أشخاص فصاعدًا أسلموا وباعوا للإسلام على يدى بإرشادى فى وقت واحد وساعة واحدة والحمد لله ثم الحمد لله.

وفى الحديث لأن يهدى الله بك رجلًا واحدًا خير لك مما تطلع عليه الشمس وتغرب. خصوصًا أسلم بإرشادى وتبليغى نحو خمسين نفرًا من الفرقة الكافرة الملاحدة القاديانية أصحاب المتنبي الكتاب الدجال مرزا غلام أحمد.

وأسلم غير واحد من الفرقة الكافرة طائفة الذكريين بإرشادى ونصحى وبما بذلت مجهودى وقاسيت المشقة الكبيرة فى الإرشاد والتبليغ.

والفرقة الذكورية فرقة فى بلاد تال لا يؤمنون بكون القرآن كتاب الله تعالى ولا يحجّون إلى كعبة الله المباركة بل بنوا بيتًا فى ديار مكران من ديار باكستان يحجّون إليه ولهم عقائد زائغة.

وأنا إرشادى المسلمين العصاة التاركين لأداء الزكاة والصلوات والصوم وغيرها فله نتائج طيبة وأحسن. والله الحمد والفضل ومنه التوفيق. فقد تاب آلاف من المجرمين المجاهرين بالفسق من الرجال والنساء وأصبحوا من مقبى الصلوات و توجّهوا إلى أداء الزكاة والصوم والأعمال الصالحة.

وتبدلت حياتهم وانقلبت أحوالهم. ولا أحصى عدد هؤلاء التائبين لكثرةهم. دين اسلام كى سر بلندى كيلئے آپ نے منكرين حديث، اہل بدعت، روافض، قاديانيوں اور یہود و نصاریٰ سے كئى عظيم الشان مناظرے بھی كیے اور عالم اسلام كاسر فخر سے بلند كیا۔

ابتدائی حالات كا مشاہدہ كیجئے تو بظاہر اسباب كوئى شخص نہیں كہہ سكتا تھا كہ اس نونہال كا سايہ ايك عالم پر محیط ہوگا۔ اس سے واضح ہوتا ہے كہ مشیت الہی، حفظ دين اور پاسبانی ملت كا انتظام، ظاہرى اسباب سے بالاتر كرتى ہے اور لطف الہی خود ایسے افراد كا انتخاب كرتا ہے جن سے دين حنیف كى خدمت كا كام لیا جائے۔

وفات

بروز سوموار ۲۷ جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء عصر کی جماعت میں حضرت محدثِ اعظم کو دل کا شدید دورہ پڑا اور علم و عمل کے اس جبلِ عظیم کو اللہ تعالیٰ نے اس پُر فتن دنیا سے نجات دیتے ہوئے دارِ قرار کی طرف بلالیا اور اس دنیاوی آزمائش میں آپ کی کامیابی اور اپنی رضا کا اعلان آپ کی قبر سے پھوٹنے والی جنت کی خوشبو کے ذریعہ دنیا میں ہی کر دیا۔

تو خدا ہی کے ہوئے پھر تو چمن تیرا ہے
یہ چمن چیز ہے کیا سارا وطن تیرا ہے

حضرت شیخؒ نے تریسٹھ ۶۳ برس عمر پائی۔ آپ ایک عالم باعمل، عارف باللہ، باضمیر اور باکمال انسان تھے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ”مؤمن وہ ہے جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے“۔ آپ کی نگاہ پُر تاثیر سے دلوں کی کائنات بدل جایا کرتی تھی، آپ کی صحبت میں چند لمحے گزارنے سے اسلام کے عہد زریں کے بزرگوں کی صحبتوں کا گمان ہوتا تھا۔ حضرت شیخؒ میں قرونِ اولیٰ والی سادگی تھی۔ ان کو دیکھ کر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آنکھوں میں تدبر کی گہرائیاں، آواز میں سنجیدگی و متانت کا آہنگ، درمی پر گاؤتیکے کا سہارا لئے حضرت شیخؒ کو معتقدین کے سامنے میں نے اکثر قرآن و حدیث کے اسرار و رموز کھولتے دیکھا۔

یوں تو موت سنتِ بنی آدم ہے اور اس سے کسی کو مفر نہیں، یہاں جو بھی آیا جانے ہی کیلئے آیا۔ مگر کچھ شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی موت صرف فردِ واحد کی موت ہی نہیں بلکہ پوری ملت کی موت ہوتی ہے۔

”مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ“

خصوصاً اگر رخصت ہونے والے کا وجود دنیا کیلئے باعثِ رحمت ہو، ان کی ذات سے عالمِ اسلام کی خدمات وابستہ ہوں تو ان کی جدائی کا صدمہ ایک عالم کی بے بسی، بے کسی و محرومی اور یتیمی کا موجب بن جاتا ہے۔

فروغِ شمع تو باقی رہے گا صبحِ محشر تک
مگر محفلِ تویر و انوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

حضرت شیخؒ کی رحلت سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ محفل اجڑ گئی، ایک باب بند ہو گیا، ایک بزم ویران ہو گئی، ایک عہد ختم ہو گیا، ایک روایت نے دم توڑ دیا، زندگی کو حرکت و عمل دینے والا خود ہی اس دنیا میں جابسا جہاں سے کوئی واپس نہیں آیا اور جو دارالعمل نہیں دارالجزاء کی تمہید ہے۔

باغ باقی ہے باغبان نہ رہا اپنے پھولوں کا پاسباں نہ رہا
کارواں تو رواں رہے گا مگر ہائے وہ مسیرِ کارواں نہ رہا

ایسے وقت میں جبکہ اسلام ہر طرف سے طرح طرح کے فتنوں میں گھرا ہوا ہے اور ایسی حالت میں جبکہ اہل اسلام کو انکی رہبری کی مزید ضرورت تھی، وہ اپنے بے شمار چاہنے والوں کو روتا دھوتا چھوڑ کر اس ظالم دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے روٹھ گئے۔

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خاموش ہے

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ حجاج بن یوسف کے ”دستِ جفا“ سے شہید ہوئے تھے۔
حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ”البدایہ والنہایہ“ میں ان کے بارے میں حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول نقل کیا ہے۔

”سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ کا انتقال اس وقت ہوا جب روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو ان کے علم کا محتاج نہ ہو۔“

نیز امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ اس وقت شہید ہوئے جب روئے زمین کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو ان کے علم کا محتاج نہ ہو۔“

آج صدیوں بعد یہ فقرہ محدثِ اعظم شیخ المشائخ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر حرف بحرف صادق آ رہا ہے۔ وہ دنیا سے اس وقت رخصت ہوئے جب اہل اسلام ان کے علم و فقہ کے محتاج تھے، اہل دانش کو ان کے فہم و تدبیر کی احتیاج تھی اور علماء ان کی قیادت و زعامت کے حاجمند تھے۔

اُن کی تنہا ذات سے دین و خیر کے اتنے شعبے چل رہے تھے کہ ایک جماعت بھی اس خلا کو پُر کرنے سے قاصر رہے گی۔

آپ نے جس طور کُل عالم کی فضاؤں کو علمی و روحانی روشنی سے منور کیا اس کی بدولت اہل حق کے قافلے ہمیشہ منزلوں کا سراغ پاتے رہیں گے۔

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

عبدِ ضعیف محمد زہیر روحانی بازی عفا اللہ عنہ و عافاہ
ابن شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ
ربیع الاول ۱۴۲۰ھ مطابق جون ۱۹۹۹ء

پیش لفظ

از

مخدوم العلماء علامہ جامع المنقولات والمعقولات
صاحب اخلاقِ کریمہ محترم مولانا محمد عبید اللہ صاحب (زید مجدہ)
مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

محترم مولانا محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی ہمارے جامعہ اشرفیہ کے مایہ ناز استاد ہیں۔ آپ
منقولات و معقولات کے جامع ہیں۔

علم تفسیر، علم اصول تفسیر، علم حدیث، علم اصول حدیث، علم فقہ، علم اصول فقہ، علم کلام، علم منطق،
علم فلسفہ، علم نحو و صرف، علم ادب عربی، علم تاریخ، علم ہیئت قدیمہ یونانیہ، علم ہیئت جدیدہ کوبرنیکسیہ وغیرہ
تمام علوم و فنون میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ واللہ الحمد۔

ان علوم رائجہ و معروفہ کے علاوہ کئی ایسے علوم و فنون کے بھی ماہر ہیں جن سے عام اہل علم ناواقف
ہیں۔ علوم و فنون میں یہ جامعیت کاملہ اس عصر میں بہت کم علماء کو حاصل ہے۔

اکثر فنونِ اسلامیہ قدیمہ و فنونِ علومِ جدیدہ میں مولانا روحانی بازی صاحب نے تصانیف کی ہیں۔
تصنیف و تالیف میں انہیں خاص ملکہ حاصل ہے۔ واللہ الحمد۔

مولانا موصوف صاحب قلم جوال و سیار ہیں۔ ملکہ تالیف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم ممتاز
منقبت ہے۔ علوم و فنون میں جامعیت کے ساتھ ساتھ صاحب قلم سیار ہونا بڑی سعادت اور بڑی نعمت
ہے۔ کسی عالم دین میں ان دونوں اوصاف کا بطریق اکمل جمع ہونا عام نہیں بلکہ نادر و نادر ہے۔ اس لئے اس
سلسلے میں مولانا روحانی بازی صاحب کو ہمارے علماء کرام میں ممتاز حیثیت حاصل ہے۔

مولانا موصوف کے علمی کارنامے زمانہ حال میں نہ صرف قابلِ داد ہیں بلکہ قابلِ رشک بھی ہیں۔
مولانا روحانی بازی صاحب کی مختلف علوم و فنون میں تصنیفات و تالیفات سو (۱۰۰) سے متجاوز
ہیں۔

بعض تالیفات کئی جلدوں میں ہیں۔ بعض مطبوع ہیں اور بعض غیر مطبوع۔ طباعت کتب بہت
زیادہ اسباب کی مقتضی ہے۔ ایک عالم دین و مدرس کے پاس ان اسباب کا حاصل ہونا نہایت مشکل ہے۔
مولانا روحانی بازی صاحب کی اکثر تصانیف لغت عربیہ میں ہیں۔ بعض اُردو میں ہیں اور بعض
فارسی میں۔ ہمارے علم و جستجو و تحقیق کے مطابق اس وقت کل علماء ارض میں کوئی ایسا عالم دین موجود نہیں جو
مولانا روحانی بازی صاحب کی طرح محقق اور متنوع الفنون و متنوع التالیف ہو۔ ذلک فضل اللہ یؤتیه
من یشاء۔

پاکستان کے علماء کبار سے خراج تحسین حاصل کرنے کے علاوہ مولانا روحانی بازی صاحب کی
تصانیف علمیہ بیرون ملک افغانستان، ایران، ہندوستان، بنگلہ دیش، یورپ، مملکت سعودیہ اور دیگر ممالک
عربیہ کے علماء اور دانشوروں میں بھی بہت مقبول ہیں۔ اور نہایت اکرام و اعزاز کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔
ان کی تصانیف وسعت علمی کا شاہکار ہونے کے علاوہ ایسے حقائق حقیقہ، دقائق دقیقہ، لطائف
لطیفہ، غرائب غریبہ، عجائب عجیبہ، مسائل فریدہ، مباحث جدیدہ، استنباطات عظیمہ، اسرار فنیہ مخفیہ سے پُر
ہیں جن سے عام کتابیں خالی ہوتی ہیں۔ ان مباحث دقیقہ و استنباطات شریفہ کے مطالعہ سے کئی
صدیاں قبل ائمہ کبار و محققین عظام کی بے مثال تحقیقات و تدقیقات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں
چند علمی دلچسپ اقوال و واقعات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

پہلا واقعہ

مولانا روحانی بازی صاحب کی پُر از حقائق لطیفہ و دقائق شریفہ تصانیف کے بارے میں بعض
علماء کبار کا قول ہے کہ

”ہمارا خیال تھا کہ اس قسم کی دقیق اباحت و استنباطات کئی صدیاں قبل ائمہ عظام و علماء
محققین کی خصوصیات ہیں۔ لیکن مولانا روحانی بازی صاحب کی تصانیف سے معلوم ہوا کہ
موجودہ زمانہ میں بھی ایسے علماء محققین موجود ہیں۔“

دوسرا واقعہ

مکہ مکرمہ میں حرمین شریفین کے کبار علماء و شیوخ کے ایک طویل علمی اجتماع میں، جس میں چند

پاکستانی اور ہندوستانی علماء بھی شریک تھے، مولانا روحانی بازی صاحب کی بعض تصانیف کے مطالعہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا

”کہ یہ کتابیں حقائق علمیہ، مباحث دقیقہ، جدید استنباطات لطیفہ و نکات شریفہ کے علاوہ فصیح عربی اور دلکش اسلوب عربی میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔“

تیسرا واقعہ

مدینہ منورہ میں مولانا روحانی بازی صاحب کئی اسفار عمرہ و حج کے دوران فضیلۃ الشیخ عالم جلیل عبد اللہ فتح الدین مدنی مدیر وزارت الاعلام مملکت سعودی عرب کے گھر میں ان کی فرمائش اور درخواست پر مقیم رہے۔ ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ تک ان کی رہائش گاہ پر علماء و شیوخ کا عموماً رات کے وقت اور کبھی دن کو اجتماع رہتا تھا۔

شیخ عبد اللہ فتح الدین صاحب بڑے عالم و فاضل ہیں۔ شیخ عبد اللہ صاحب کی دعوت پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے شیوخ و اساتذہ اور شہر مدینہ طیبہ کے شیوخ و علماء کرام ان کے گھر آتے اور مولانا روحانی بازی صاحب سے علمی و فنی سوالات کرتے اور اپنی مشکلات علمیہ پیش کرتے رہتے تھے۔ علم حدیث، تفسیر، فقہ، اصول، علم کلام، منطق، فلسفہ، علم ہیئت، ہندسہ، تاریخ، ادب عربی وغیرہ فنون علمیہ سے متعلق سوالات و مباحث کے بارے میں مولانا روحانی بازی صاحب تسلی بخش جوابات و تفصیلات ان کی خدمت میں پیش فرماتے رہے۔

بعد میں شیخ عبد اللہ فتح الدین صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ ان سوالات و مباحث علمیہ سے علماء کرام کا مقصد مولانا روحانی بازی صاحب کے علمی مقام و علمی وسعت و جامعیت کا امتحان لینا تھا۔ اس لئے وہ علماء عظام شیخ عبد اللہ فتح الدین صاحب کے مشورے و ترغیب سے کافی غور و فکر کے بعد سوالات و موضوعات مباحث کا انتخاب کر کے اور تیاری کر کے آتے تھے۔ ان علماء کرام اور دانشوروں نے مولانا روحانی بازی صاحب کی وسعت علمیہ اور جامعیت فنون کو دیکھ کر مشہور کر دیا۔

هذا الشيخ محمد موسى البازي موسوعة متحركة من ذوات الأرواح.

یعنی یہ شیخ مولانا محمد موسیٰ بازی زندہ ذی روح متحرک انسائیکلو پیڈیا ہے۔

چوتھا واقعہ

مکہ مکرمہ کے عالم کبیر علامہ فنون شیخ امین کتبی مرحوم نے جب مولانا روحانی بازی صاحب کی بعض

تصانیف دیکھیں تو غائبانہ طور پر بغیر ملاقات کے اور بغیر سابقہ تعلق کے فرمایا

هذا الشيخ محمد موسى البازي نحوي عروضي صرفي جامع .

علامہ عصر مولانا شیخ امین کتبی مرحوم کا بلند عملی مقام و جامعیت علوم کل مملکت عربیہ سعودیہ میں مسلم ہے۔ وہ بہت کم کسی عالم کے علم سے متاثر ہوتے ہیں۔

پانچواں واقعہ

امام حرم شریف شیخ معظم و کرم محمد بن عبد اللہ السبیل مدظلہ مختلف مجالس علمیہ میں مولانا روحانی بازی صاحب کی تصانیف کی تعریف و مدح کرتے رہتے ہیں۔ ایک مجلس میں فرمایا :

رأينا في كتب الشيخ الروحاني البازي من العلوم والحقائق بدائع وفوائد علمية عجيبه لم نرها في كتاب آخر .

چھٹا واقعہ

چند سال قبل پاکستان کے علماء کبار بصورت وفد عرب ریاستوں کے دورے پر گئے تو ریاستہائے عربیہ کے علماء، قضاة و وزراء صاحبان نے اس وفد کے سامنے پاکستانی علماء کی علمی خدمات و جامعیت علوم و فنون کا اعتراف کرتے ہوئے بار بار انہوں نے بطور دلیل و مثال مولانا روحانی بازی صاحب کی تصانیف جامعہ کا ذکر کیا اور کہا کہ ہم علماء عرب مولانا بازی صاحب کی تالیفات کی جامعیت علوم و اسلوب حسین و فصیح و بلیغ عربی سے بہت متاثر ہیں۔

یہ بات پاکستان کے بعض جرائد میں بھی شائع ہوئی تھی اور اراکین وفد نے بھی واپسی پر بیان کی تھی۔

ساتواں واقعہ

مملکت سعودی عرب اور دیگر ممالک عربیہ کی جامعات (یونیورسٹیوں) میں پاک و ہند وغیرہ عجمی ممالک کے کئی طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ وہ طلبہ بطور فخر و بطور اظہار مسرت بتاتے ہیں کہ دیار عرب کے شیوخ و علماء جب بطور اعتراض کہتے ہیں کہ عجمی علماء یعنی پاک و ہند کے علماء فصیح و بلیغ عربی لکھنے سے قاصر ہوتے ہیں تو ہم ان کی تردید کرتے ہوئے مولانا روحانی بازی صاحب کی بعض عربی تصانیف دکھاتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک عجمی کی عربی تصانیف ہیں۔

وہ شیوخ اور علماء ان کتابوں کی فصیح و بلیغ عربی دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولانا شیخ روحانی بازی صاحب دیار عرب کے ادیب اریب عالم ہیں۔

آٹھواں واقعہ

محقق عصر جامع العلوم والفنون مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ ایک بڑے عظیم الشان جلسہ میں جس میں بہت سے علماء و دانشور اور خواص و عوام موجود تھے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ انگریز، یورپی مستشرقین اور علماء دشمن انگریزی خوانوں کو اپنے دانشور سب سے بڑے نظر آتے ہیں۔ علماء اسلام کی علمی شان اور ان کی عظیم الشان تحقیقات سے وہ انکار کرتے ہیں۔

پھر مولانا افغانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے دعویٰ کرتے ہوئے فرمایا کہ کتاب ”منجد“ کا مصنف انگریز ہے۔ لوگ لغت عربیہ میں اس کی مہارت کی تعریف کرتے ہیں۔ اور میں نہایت وثوق سے کہتا ہوں کہ ہمارے (آپ نے اپنے خطاب میں لفظ ”ہمارے“ ہی استعمال فرمایا) مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی صاحب عربی دانی میں اور عربی لکھنے میں کسی طرح صاحب منجد سے کم نہیں ہیں، بلکہ ادب عربی کے پیچ و خم اور اسرار جاننے میں وہ صاحب منجد سے اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

نواں واقعہ

مولانا محترم شیخ ابوتراب ظاہری مدظلہ ساکن جدہ سعودی عرب بلکہ کل ممالک عربیہ میں علامۃ الدہر جامع علوم و فنون و صاحب علم و وسیع شمار ہوتے ہیں۔ بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ روزنامہ ”البلاد“ جدہ کی منتظمہ کمیٹی کے رکن ہونے کے علاوہ ”البلاد“ میں مسلسل لکھتے رہتے ہیں۔ ریڈیو جدہ کے علمی امور آپ کے سپرد ہیں۔

سنہ ۱۴۰۳ھ یا سنہ ۱۴۰۲ھ میں آپ نے اشہر حج میں مولانا محترم محمد حجازی صاحب مدظلہ (آپ پاکستانی ہیں) مدرس حرم مکہ شریف کو اطلاع دی کہ مولانا روحانی بازی صاحب کی تصانیف، جو کہ اسرار مکتومہ و حقائق مستورہ و دقائق غریبہ سے لبریز ہیں اور دیگر کتابیں ان سے خالی ہیں، سے ممالک عربیہ کے اور خصوصاً مملکت سعودیہ کے بعض علماء و دانشور مباحث عظیمہ و اسرار شریفہ و مسائل بدیعہ چُرا کر انہیں وہ اپنے نام سے اخبارات و رسائل اور کتابوں میں شائع کرتے رہتے ہیں اور لوگوں پر اپنے مسروقہ علم کا رعب قائم کرتے ہیں۔

مولانا علامہ ابوتراب ظاہری صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مولانا بازی صاحب (اتفاق سے اس وقت مولانا بازی صاحب سفر حج پر حرمین شریفین میں موجود تھے اور بغیر ملاقات کے دونوں کے مابین صرف کتابوں کے مطالعہ کی وجہ سے غائبانہ تعارف تھا) اگر اجازت دیں تو ہم ان سارقین دانشوروں کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کرتے ہیں۔ مولانا بازی صاحب سے جب اس علمی سر قہ کا ذکر کیا گیا اور

تفصیل سے مطلع کر دیا گیا تو آپ نے اس علمی خیانت اور علمی سر قہ پر افسوس کا اظہار کیا۔
تاہم تحمل، عفو و وسیع القلبی سے کام لیتے ہوئے موصوف نے عدالت میں مقدمہ قائم کرنے کی اجازت نہیں دی۔

دسواں واقعہ

علامہ ابوتراب ظاہری صاحب کا ایک اور واقعہ بھی سننے کے قابل ہے۔ وہ نہایت عجیب اور دلچسپ ہے۔ یہ سنہ ۱۴۰۷ھ کے حج کے بعد ذوالحجہ کے اواخر کا واقعہ ہے۔ اس وقت مولانا بازی صاحب مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مکہ شریفہ میں مقیم تھے۔

مکہ مکرمہ کے مشہور دینی مدرسہ یعنی مدرسہ صولتیہ (مدرسہ صولتیہ کی اور اس کے موجودہ مہتمم مولانا محمد مسعود شمیم صاحب کی اور ان کے خاندان کی دینی، علمی، سماجی اور دیگر متنوع خدمات شمار سے باہر ہیں) کے کئی علماء کرام نے مولانا بازی صاحب کو بتایا کہ رواں و جاری ہفتہ کے بعض سعودی اخبارات و جرائد میں آپ کا اور آپ کی بعض تصانیف خصوصاً کتاب ”فتح اللہ بخصائص الاسم اللہ“ کا ذکر بطور مدح و ثناء شائع ہوا ہے۔ ان علماء کرام نے بتایا کہ مولانا ابوتراب ظاہری صاحب کی خدمت میں برائے تبصرہ اور ان کی رائے معلوم کرنے کیلئے (مولانا ابوتراب صاحب چونکہ عظیم محقق و وسیع المطالعہ ہیں۔ اس لئے وقتاً فوقتاً دور ممالک کے علماء بھی ان کی خدمت میں ان کی رائے معلوم کرنے کیلئے کتابیں بھیجتے رہتے ہیں) بعض علماء برطانیہ نے برطانیہ سے دو کتابیں بھیجیں۔

علامہ ابوتراب ظاہری صاحب نے اخبار ”البلاد“ اتوار، ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۶ اگست سنہ ۱۹۸۷ء عدد ۸۶۳۷۔ میں اپنی تحقیق و رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھا جس کا حاصل یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں کے مؤلفین علمی سارق (علمی چور) اور ان کے مضامین جدیدہ مبتکرہ و مسائل جدیدہ کتاب ”فتح اللہ بخصائص الاسم اللہ“ مؤلفہ مولانا روحانی بازی صاحب سے بعینہ مسروق و ماخوذ ہیں۔ علامہ ابوتراب ظاہری صاحب نے مذکورہ صدر محققانہ رائے سے علماء برطانیہ اور مملکت سعودیہ کے کُل دانشوروں اور اصحاب علم کو (کیونکہ وہ ان دو کتابوں کے جدید مباحث سے نہایت متاثر تھے) ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

اپنے مضمون میں علامہ موصوف نے اس قسم کے سرقاتِ علمیہ کو عظیم فتنہ قرار دیا (یاد رکھئے کہ ذوالحجہ سنہ ۱۴۰۷ھ تک مولانا ابوتراب صاحب اور مولانا بازی صاحب کی آپس میں ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ صرف کتابوں کے مطالعہ کے ذریعہ غائبانہ تعارف تھا) مذکورہ صدر دو کتابوں میں سے ایک کتاب کے

٧ قال ابو تراب
ارسل إليّ صديق الاستاذ
هانيء الطاهر من لندن كتيباً يحمل
عنوان : «دراسة علمية في أوائل
السور في القرآن» . الفه على نصوح
الطاهر يأخذ رأيي فيه فأقول أولاً :
ان هذه الدراسة التي ادعاها
مؤلف الكتيب وأنه مبتكرها
وملهمها ليست له ، بل سبقه اليها
محمد موسى السروحاني البازي
المدرس بالجامعة الاشرفية
بلاهور ، وأورد الكلام المفضل
الطويل بهذا الصدد في كتابه :
«فتح الله بخصائص اسم الله»
وطبع بمثلان الباكستان سنة
١٣٩٩ هـ .

٢٠ قال أبو تراب :
ثانياً — وقد أخذ على هذا
النهج رجل قبل صاحب هذا الكتيب
اسمه رشاد خليفة وهو بانكترا
فقد نشر رسالة سرقتها أيضاً من العالم
الباسكيتانسى المشار إليه ،
وسأكشف لكم سر هذه الفتنة في
يوميات قادمة ان شاء الله .
وكتب أبو تراب الظاهري
عفا الله عنه

٤ مَوَاقِفُ يَتَلَقَّبُ
 ٥ وَغَوَا يَتَلَقَّبُ
 ٦ يَخُفُّ فَمَ يَتَقَرَّبُ
 ٧ إِلَيْهِ وَيَسْرَعُ
 ٨ إِلَيْهِمَا وَيَتَلَقَّبُ
 ٩ وَيَتَجَسَّبُ
 ١٠ وَلَا يَتَلَقَّبُ
 ١١ أَلَا يَتَلَقَّبُ
 ١٢ أَعْدَادُ لِيُخَرَّبُ
 ١٣ فِي السُّرَى أَتَلَقَّبُ
 ١٤ وَمُؤَدَّبُ
 ١٥ أَوْ يَتَهَرَّبُ
 على حسين عامر
 جدة ١٩/٩/١٤٠٧

مدينة البصرة في سنة ١٢٤٠ هـ

تتأخر على الاسلام والمسلمين .. واما
موسم الغلات .. فكان مغالبة خاصة

143625

گیارہواں واقعہ

مجاہد کبیر جامع معقولات و منقولات محقق سید شیخ عبد اللہ بن عبد الکریم غزنوی شارح جامع ترمذی و شارح قاضی مبارک (منطق) نے مولانا بازی صاحب کی کتاب فتح العلیم و فتح اللہ کی طویل تقریظ میں لکھا ہے کہ

”مولانا روحانی بازی صاحب علم الجلالہ (اسم اللہ و لفظ اللہ کے اسرار و خصائص و لطائف سے متعلق علم و فن) کے مؤسس و مخترع و موجد ہیں۔“

وہ لکھتے ہیں کہ اگر سینکڑوں علماء جمع ہو جائیں تو وہ بھی کتاب ”فتح اللہ“ کی طرح اور موضوع علم الجلالہ میں کوئی ایسی جامع و محقق کتاب تصنیف نہیں کر سکتے۔ ہزار ہا علماء کبار گزرے ہیں۔ انہوں نے بے شمار قیمتی مفید کتابیں لکھی ہیں جزا ہم اللہ عنا خیراً لیکن ان میں سے کسی نے کتاب ”فتح اللہ“ کی طرح کوئی کتاب نہیں لکھی۔ یہ موضوع اور یہ فن ”فن علم الجلالہ“ اور اس میں بے مثال کتاب تصنیف کرنے کی سعادت ازل میں اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد موسیٰ بازی صاحب کیلئے چھپا رکھی تھی۔ حق ہے کہ ترک الاول للآخر۔

وہ لکھتے ہیں۔ ہم اس دعویٰ میں حق بجانب اور سچے ہیں کہ علماء اسلام میں دو عالم مخترع و موجد فن جدید ہیں۔

اول قدماء میں سے ہیں یعنی امام کبیر خلیل بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، وہ علم عروض کے موجد و مخترع ہیں، بالفاظ دیگر مظہر ہیں۔

دوم متاخرین میں سے ہیں یعنی مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی صاحب جو علم الجلالہ کے مخترع و موجد ہیں۔ بعبارات اُخریٰ وہ مظہر علم الجلالہ ہیں۔

اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ علم الجلالہ کا مقام و مرتبہ نہایت بلند ہے بمقابلہ علم عروض کے۔ علم الجلالہ و علم عروض کے مرتبوں میں وہ فاصلہ ہے جو ثریا اور ثری کے مابین ہے۔

بارہواں واقعہ

مولانا روحانی بازی صاحب نے ایک دانشور، جو سعودی عرب جا رہا تھا، کے ہاتھ اپنی چند تصانیف بطور تحفہ و ہدیہ سعودی عرب کے رئیس القضاة (سپریم کورٹ کے جج) محترم شیخ عبد اللہ بن حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ کو بھیجیں۔ یہ سعودی عرب کے سب سے بڑے عالم اور مشہور و مقبول بزرگ ہیں (چند سال قبل ان کا انتقال

ہوا۔ رحمہ اللہ) اس دانشور کا قول ہے کہ کتابیں پیش کرنے کے بعد شیخ عبد اللہ بن حمیدؒ نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا

هل الشيخ محمد موسى البازي هو الذي يقال أنه أشهر علماء الدنيا في علم الفلك
وله تصانيف كثيرة في هذا الفن وفي جميع العلوم .

میں نے اثبات میں جواب دیا۔

شیخ ابن حمیدؒ نے پھر فرمایا أها أعطاك لي شيئاً من كتبهم وتصانيفهم في علم الفلك؟
میں نے کہا۔ نہیں۔

بعدہ محترم شیخ عبد اللہ بن حمیدؒ نے موصوف مولانا روحانی بازی کے نام ایک خط میں ہدیہ کتب کا شکریہ بھی ادا کیا اور اس کے ساتھ ساتھ علم ہیئت کی بعض تصانیف بھی موصوف سے طلب فرمائیں۔
مولانا موصوف اور شیخ ابن حمیدؒ کے مابین مراسلت کا سلسلہ جاری رہا۔
ان کے ایک خط کا عکس (فوٹو) درج ذیل ہے۔

محترم شیخ ابن حمید کے ایک خط کا فوٹو درج ذیل ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

المملكة العربية السعودية

وزارة العدل

مجلس القضاء الاعلى

الرقم ۱/۱۲۷۱
التاريخ ۱۲۹۷/۸/۱۷
المشروعات ۲ نسخ ۶

من عبد الله بن محمد بن حميد الى حضرة الأخ المكرم الشيخ محمد موسى استاذ الحديث والتفسير والفقه وسائر العلوم في الجامعة الاشرفية سلمة الله لاهور : باكستان

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته . . وبعد :

فقد وصلني خطابكم الكريم المتضمن للافادة عن صحتكم وعافيتكم نحمد الله على نعمه ونسأله شكرها والمزيد منها .

هديتكم القيمة وهي مؤلفكم الثمين كتابان قيما وصلا شكر الله لكم واكثر فوائدكم النافعة وسأقرأ الكتابين ان شاء الله وأكتب لكم عن مرثياتي فيهما ويصلكم هدية ارجو قبولها الا وهي كتاب (التبيان في اقسام القرآن) للعلامة ابن القيم . وكتاب (السياسة الشرعية والحسبة) لشيخ الاسلام ابن تيمية وهي كتب نافعة في بابها وان امكنكم بعث شيئا من مؤلفاتكم في علم الفلك اكون شاكرا .

والسلام عليكم

رئيس مجلس القضاء الاعلى



عبد الله بن محمد بن حميد

مولانا موصوف اور قدیم و جدید علم ہیئت

قدیم و جدید علم ہیئت میں یعنی ہیئت بطلموسیہ و ہیئت کوبرنیکسیہ میں مولانا روحانی بازی صاحب کی مہارت تامہ مسلم ہے۔ اس دعوے کی دلیل

اولاً

موصوف کی فنِ ہذا میں کثرتِ تصانیف ہے۔ علم ہیئت جدیدہ و قدیمہ میں مولانا موصوف کی تالیفات تیس (۳۰) سے زائد ہیں۔ کسی ایک فن میں اتنی زیادہ تصانیف لکھنا نہایت مشکل کام ہے۔ اس قسم کا رتبہ کل تاریخ اسلام میں معدودے چند علماء کو حاصل ہے۔

ثانیاً

اس کی دلیل یہ ہے کہ فنون ہیئت میں موصوف کی مہارت نہ صرف پاکستان میں مسلم ہے بلکہ بیرون پاکستان بھی مشہور و مسلم ہے۔ پاکستان میں علماء کرام یا دیگر دانشوروں کے مابین جب بھی علم ہیئت سے متعلق (مثلاً اوقاتِ صلوٰۃ، وقتِ فجر صادق، ابتداءِ فجر کاذب و صادق، انتہائے لیل و سحر، وقتِ ابتداءِ صوم، مقدارِ وقتِ مغرب، یکم کے چاند کی ضروری و واجبی عمر کتنی ہے؟ یکم کو آفتاب سے کتنے درجے بعد پر چاند نظر آنے کے قابل ہوتا ہے۔ تیسری رات کا چاند کتنی دیر تک اُفق سے بالا رہتا ہے؟ کیونکہ بعض احادیث میں اس کے غروب کے ساتھ عشاء کا وقت مربوط کیا گیا ہے۔ اختلافِ مطالع و مغارب کی بحث، دیارِ عرب کی عید یا قمری تاریخِ پاک و ہند کی عید و قمری تاریخ سے دودن یا ایک دن مقدم ہو سکتی ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ) کسی مسئلہ کی بحث و تحقیق مشکل اور نزاعی صورت اختیار کر لیتی ہے تو علماء و دانشور، عوام و خواص اس مسئلہ کے حل و تحقیق کیلئے مولانا روحانی بازی صاحب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور پھر ان کی تحقیق اور احقاقِ حق پر اعتماد و اطمینان کا اظہار کرتے ہیں۔

تیسرے ہواں واقعہ

کئی سال قبل پاکستان بھر میں مقدارِ وقتِ فجر و ابتداءِ وقتِ فجر صادق و منتہائے لیل کا مسئلہ نہایت پیچیدہ ہو کر موجبِ نزاع بلکہ باعثِ جدال بن گیا تھا۔ قدیم علماء و سلف کبار کی تحقیقات اور نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر صادق سے طلوعِ شمس تک وقفہ قدرے طویل ہے۔

مگر بعض معاصر علماء کرام کی تحقیق و تفتیش یہ ہے کہ یہ وقت درحقیقت سلف کے نقشوں میں

مندرج وقت سے کم ہے۔

اس اختلاف سے کئی اہم فقہی مسائل (مثلاً رمضان شریف میں سحری کا منتہی وغیرہ) میں بھی شدید اختلاف پیدا ہوا۔

اسی طرح فجر صادق کی ابتداء میں بھی بڑا اختلاف رونما ہوا اور یہ تحقیق مشکل ہوئی کہ فجر صادق کے وقت آفتاب کا افق سے انحطاط (افق سے نیچے ہونا) کتنے درجے ہوتا ہے اور صبح کا ذب کے وقت انحطاط آفتاب از افق کتنے درجے ہوتا ہے۔ کئی سال تک یہ نزاع پاکستان کے مختلف شہروں میں جاری رہا۔ بعض معاصرین علماء کبار فجر صادق کے وقت افق سے آفتاب کے انحطاط کے کم درجے بتلاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر ان کا دعویٰ ہے کہ فجر صادق سے طلوع شمس تک وقت بنسبت اس وقت کے جو سلف کے نقشوں اور تحقیقات سے واضح ہوتا ہے بہت کم ہے۔

یہ اختلاف علم ہیئت کے اصولوں پر متفرع ہے طرفین سے متعدد ماہرین نے اپنی تحقیقات پیش کیں لیکن عام علماء کبار کے نزدیک وہ موجب تسلی نہ تھیں۔

اور مولانا روحانی بازی صاحب اختلافی مسائل میں دخل بہت کم دیتے ہیں۔ علماء کے احترام و اکرام کی خاطر وہ ایسے مسائل میں کنارہ کشی پسند کرتے ہیں۔

مذکورہ صدر نزاعی بحث کی وجہ سے پاکستان کے دیندار عوام بالعموم اور علماء کرام بالخصوص نہایت حیران و پریشان تھے۔ کیونکہ مذکورہ صدر نزاعی بحث پر یہ اختلاف متفرع و مرتب ہے کہ رمضان شریف میں سحری کا وقت کتنے بجے تک ہے؟ نیز عشاء کی نماز کتنے بجے تک صحیح اور درست ہے؟ کتنے بجے صبح صادق نمودار ہو کر صبح کی نماز پڑھنا جائز ہو سکتا ہے؟

آخر کار پاکستان کے علماء کبار میں سے شیخین کبیرین مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع (رحمہ اللہ) مہتمم دارالعلوم کراچی، اور مولانا سید محمد یوسف بنوری (رحمہ اللہ) مہتمم جامعہ نیوٹاؤن کراچی (اس وقت یہ دونوں شیخ زندہ اور حیات تھے) نے بے شمار علماء اور دانشوروں کی مسلسل درخواست پر مولانا روحانی بازی کو مراسلہ لکھ کر اور بھیج کر دونوں شیوخ نے مولانا موصوف سے اس مختلف فیہ مسئلہ و بحث میں احقاقِ حق و اظہارِ صواب مطابق اصول ہیئت کی درخواست کی اور تاکید فرمائی کہ۔

مولانا روحانی بازی صاحب نے شیخین مکرمین مذکورین کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس مسئلہ کی تشریح و حل میں نہایت مغلق مبنی بر اصول ہیئت رسالہ لکھا اور اصول ہیئت کی روشنی میں رفقارِ آفتاب پر بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ فجر کا وقت قدرے طویل ہے جیسا کہ ہمارے مشائخ قدام کے قدیم

نقشوں میں درج ہے۔

اس سلسلے میں موصوف نے کراچی کا سفر کیا اور وہاں شیخین مکر میں کی خدمت میں اپنا رسالہ پیش کیا۔ وہاں کئی دن تک علماء اور دانشوروں کے شیخین مذکورین سمیت) اس سلسلے میں کئی اجتماعات ہوئے اور رسالہ مذکورہ میں درج تحقیقات پر غور کیا گیا۔ شیخین مکر میں اور دیگر تمام علماء کبار نے رسالہ مذکورہ میں درج نتائج کو صحیح اور تسلی بخش قرار دیا اور مولانا روحانی بازی صاحب کو دعائیں دیں۔

بعدہ شیخین مذکورین رحمہما اللہ تعالیٰ نے فوراً اخباروں میں یہ اعلان شائع کرایا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فخر صادق کے بارے میں مولانا روحانی بازی صاحب کی تحقیق ہی صحیح اور برحق ہے اور اس کے مطابق ہی عمل کرنا چاہئے۔

شیخین محترمین کے اعلان کے بعد پاک و ہند میں مذکورہ صدر اختلافی مسئلہ کے بارے میں نزاع و جدال والی حالت بالکل ختم ہوئی اور آج تک ختم ہے۔ واللہ الحمد۔

اگر مولانا روحانی بازی مسئلہ مذکورہ کے سلسلے میں تحقیق نہ کرتے اور اس کا حل تحریر نہ کرتے تو اس مسئلہ کا نزاع پاک و ہند میں اور دیگر نزدیک اور قریب ملکوں میں بڑھتے بڑھتے سنگین صورت پیدا کر سکتا تھا۔

چود ہواں واقعہ

ہندوستان و جنوبی افریقہ اور برطانیہ کے عام مسلمانوں اور علماء کی طرف سے علم ہیئت سے متعلق کئی پیچیدہ مسائل کے حل و تحقیق و احقاق حق کے سلسلہ میں مولانا روحانی صاحب کے پاس بہت سے خطوط استفسارات آتے رہتے ہیں۔ بالخصوص علماء برطانیہ کی طرف سے بہت زیادہ خطوط برائے استفسار مسائل آتے رہتے ہیں۔ اگر گاہے موصوف انہیں جواب دینے میں کثرتِ اشغالِ علمیہ و دینیہ یا تکرارِ مسئلہ مرسلہ کے سبب کچھ تاخیر کر دیں تو حل سوالات و تحقیق مسائل مسئلہ کے بارے میں توجہ دلانے اور اس مقصد کیلئے وقت دینے اور جلدی سے جوابات ارسال کرنے کے سلسلے میں ان خطوط کے ساتھ کئی علماء کبار اور بزرگوں کی سفارشیں بھی شامل ہوتی ہیں۔

مسلمانانِ برطانیہ علم ہیئت سے متعلق کئی مسائل سے دوچار ہیں کیونکہ عرض بلد زیادہ ہونے کی وجہ سے وہاں وقتِ عشاء کی ابتداء و انتہاء کی تعیین کرنا ماہ جون و جولائی میں بہت مشکل ہے۔ پھر عشاء کے منتہی میں ابہام اور پیچیدگی کی وجہ سے ماہ رمضان شریف میں سحری کے منتہی کے تعیین اور فخر صادق (صبح کی نماز کے درست ہونے) کی ابتداء کی شناخت کا عظیم اشکال بھی درپیش ہوتا ہے۔

الغرض ماہ رمضان شریف میں خصوصاً یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ سحری کس وقت تک کھائی جاسکتی ہے؟ اور کس وقت سحری کا کھانا پینا بند کیا جانا چاہئے؟ نماز فجر کس وقت جائز ہو سکتی ہے اور کس وقت ناجائز؟ دخول وقت فجر کا معاملہ بھی برطانیہ میں نہایت پیچیدہ ہے۔ اس قسم کے مسائل کا حل علم ہیئت جدیدہ و قدیمہ کے ماہر کا کام ہے۔

مولانا روحانی بازی صاحب اس زمانہ میں دنیا کے واحد شخص ہیں جو ہیئت جدیدہ و قدیمہ کے اصول کی روشنی میں اس قسم کے مسائل حل کر سکتے ہیں۔

تصنیف کتب ثلاثہ برائے وفاق المدارس العربیہ پاکستان

وفاق المدارس پاکستان کی کمیٹی برائے نصابی کتب جو کبار علماء پاکستان پر مشتمل ہے کے حکم و فرمائش پر مولانا روحانی بازی نے علم ہیئت جدیدہ میں یہ تین کتابیں بلغۃ عربی مع مبسوط اردو شرح تالیف کیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

(۱) الہیئۃ الکبریٰ مع شرحہا بالاردو - سماء الفکری۔

(۲) الہیئۃ الوسطیٰ مع شرحہا بالاردو - النجوم النشطی۔

(۳) الہیئۃ الصغریٰ مع شرحہا بالاردو - ملار البشری۔

موصوف کی مؤلفہ یہ تینوں کتب ہر لحاظ سے نہایت جید، سہل، جامع، محقق و معتمد علیہ ہیں۔

ان کی تالیف و تحقیق میں مؤلف کی مشقت و محنت لائقِ صد آفرین ہے۔

علماء، فضلاء اور طلبہ کی ترغیب اور انکی معلومات میں اضافے کی خاطر مولانا روحانی بازی صاحب

کی مذکورہ بالا تین تالیفات کے خاص فوائد و اہم خصوصیات کے سلسلہ میں چند امور پیش خدمت ہیں۔

امراؤل

موصوف نے علماء و طلبہ مدارس عربیہ کے اتمام فائدہ کے پیش نظر ایک کی بجائے تین کتابیں

تالیف کیں۔ اول صغیر۔ دوم اوسط۔ سوم کبیر۔ کتاب کبیر دو جلدوں میں ہے۔

مقتضائے عقل و تجربہ بھی یہی ہے۔ تجربہ اس بات کا شاہد عدل ہے کہ کسی فن میں مہارت کیلئے

صرف ایک کتاب کا پڑھنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس فن کی متعدد کتابوں (کم از کم دو یا تین) کا پڑھنا اور

مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

امردوم

تینوں کتابوں کا اسلوب بیان و افہام جدا جدا ہے۔ تاکہ اسلوب بیان کے تعدد کے ذریعہ ہر کتاب کے مطالعہ میں الگ الگ علمی لطف و سرور حاصل ہونے سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو جائے۔

امرسوم

ہیت جدیدہ بالکل نیا فن ہے۔ عام علماء مدارس اسلامیہ اس فن کے ماہر نہیں ہیں۔ اس لئے اس فن کی تسہیل کی طرف توجہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اس ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے مصنف روحانی بازی صاحب نے تینوں عربی کتابوں کی اردو میں مفصل شرح لکھی ہیں۔

ہر کتاب کی اردو شرح اتنی آسان اور عام فہم ہے کہ اس سے ہر صاحب ذوق سلیم اور مشتاق و طالب فن بڑی آسانی سے اس فن کے مغلق مسائل سمجھ سکتا ہے۔ پس یہ تینوں کتابیں بنظر انصاف اس کی مستحق ہیں کہ ان کا لقب سہل متنوع رکھا جائے۔

امر چہارم

مزید خوشی اور لطف کی بات یہ ہے کہ شرح و متن صفحہ وار ہیں۔ ہر صفحہ کی ابتداء میں عربی متن ہے اور بقیہ حصہ اردو شرح پر مشتمل ہے۔ متن و شرح کی صفحات میں یہ یگانگت ہمارے مشائخ کا مختار قدیم طریقہ ہے جو بہت مفید و سہل ہے۔ اس طریقہ میں متن و شرح کا ارتباط و انطباق سہل ہوتا ہے اور کتاب کا فہم و مطالعہ آسان ہو جاتا ہے۔

امر پنجم

تینوں کتابوں کا عربی متن نہایت فصیح و بلیغ، رواں، عام فہم و سہل ہے۔ نہایت سلیس اور پیاری عربی ہے۔ گویا کہ ہر صفحہ کے الفاظ و کلمات موتیوں کا حسین اور دلکش ہار ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ دلکش طریقے سے مربوط اور پیوستہ ہیں۔ اتنا مشکل فن اور اتنی سلیس، فصیح، سہل، دلربا و لطف افزا عربی عبارات مولانا موصوف کا خاصہ اور بے مثال کارنامہ ہے۔ کتاب کا مطالعہ شروع کرنے کے بعد دل چاہتا ہے کہ ہر صفحہ کی دلکش عربی عبارت بار بار پڑھی جائے۔

امر ششم

یہ فن ممالک عربیہ کے علماء نے جدید عربی میں منتقل کیا ہے۔ لیکن جدید عربی کی مغلق ترکیب اور بے ڈھب الفاظ و اسالیب بیان کا فہم و ادراک ہمارے لئے یعنی پاک و ہند کے علماء مدارس عربیہ کیلئے بہت مشکل ہے۔

اگر اس دعویٰ میں شک ہو تو ممالکِ عربیہ میں سے کسی ملک کا اخبار دیکھئے۔ جدید اسالیب و جدید عربی کی وجہ سے اخبار میں درج خبروں کا پوری طرح سمجھنا آپ کیلئے یقیناً مشکل ہوگا۔ علماء برصغیر کا عربی لغت سیکھنے سے اولین مقصد قرآن و حدیث سمجھنا ہے۔ باقی فنون کو وہ قرآن و حدیث کے تابع سمجھ کر پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے علماء کرام قدیم طرز کی عربی تراکیب و اسالیب بیان پسند فرماتے ہیں۔ نیز وہ قدیم طریقہ عبارات ہی آسانی سے سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اسالیب قدیمہ و طرق تعبیرات قدیمہ ہی قرآن و حدیث کے طریقہ تعبیر و طرز ادا کے قریب ہیں۔

مولانا روحانی بازی صاحب کی مذکورہ صدرتینوں کتابوں کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ان میں اس جدید فن کو اور اس کے جدید مسائل کو قدیم عربی اسالیب اور قدیم منہاج عبارات میں نہایت سہل طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ جدید عبارات و اسالیب کو قدیم طرز بیان کے سانچے میں ڈھالنا بہت مشکل اور محنت طلب کام ہے۔ اس سلسلے میں مولانا روحانی بازی صاحب نے یقیناً بڑی محنت کی ہوگی۔ ان کی یہ بے مثال مشقت و محنت قابلِ صد تحسین ہے اور یہ ان کا علماء و طلبہ پر عظیم احسان ہے۔

امر ہفتم

تینوں کتب مضامین و مسائل کے لحاظ سے بہت جامع ہیں۔ ان کی ترتیب ابواب و انتخاب مسائل نہایت مفید و قرین عقل و باعثِ اطمینان ہے۔

امر ہشتم

یہ تینوں کتابیں کتبِ مدارس عربیہ کی منتخب نصابی کتابوں کے منہاج کے مطابق منتخب مباحث و اہم مسائل فن پر مشتمل ہونے کے علاوہ نہ تو زیادہ مختصر ہیں کہ مسائل کا سمجھنا دشوار ہو اور نہ زیادہ طویل و مطول ہیں کہ پڑھنے پڑھانے والوں کیلئے بوجھ بنیں۔ انکی تالیف میں خیر الامور اوسطاً سے کام لیا گیا اور یہی امر نصابی کتب کی خصوصیت ہے۔ موصوف نے اس سلسلے میں انتخابِ مسائل، تحقیقِ مباحث اور تزئینِ عبارات کے طور پر نصابی کتب کا پورا پورا حق ادا کیا ہے۔

امر نہم

تینوں کتب بہت زیادہ رنگین اور غیر رنگین تصاویر نجوم و سیارات و مجرات وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ یہ تصاویر ان کتب کی افادیت میں اضافہ اور فہم مسائل میں آسانی کی موجب ہیں۔ بہر حال ہر سہ کتب میں کواکب، نجوم، مجرات، امار، شہب، نیازک، مذنبات اور زمین کے احوال سے متعلق بہت زیادہ تصاویر

یہ بات مزید موجب سرور ہے کہ رنگین تصاویر میں سے بعض تین تین۔ بعض چار چار اور بعض سات سات رنگوں والی تصاویر ہیں۔ ان تصاویر کے بنانے اور بنوانے میں مصنف نے بڑا وقت اور بڑا سرمایہ لگانے کے علاوہ بہت زیادہ محنت کی ہے۔ یہ بات معلوم ہو کر حیرت بھی ہوئی اور مصنف کی انتھک محنت و مشقت کی داد بھی دینی پڑی کہ بعض تصاویر کے تکمیلی مراحل طے کرنے پر کئی کئی ماہ لگے۔ ان تصاویر کی تکمیل اور ان کی طباعت پر یقیناً بہت زیادہ مصارف اٹھانے پڑے ہوں گے۔ ان تصاویر میں بعض نہایت نادر تصاویر بھی ہیں۔

امردہم

ہیئت جدیدہ میں نئے نئے آلات کی ایجاد اور خلائی گاڑیوں کے فضا میں بھیجنے کی وجہ سے نئے نئے مسائل و حقائق کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔

موصوف نے تینوں کتابوں میں جدید سے جدید مسائل کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس سے تینوں کتابوں کی افادیت اور جامعیت کا مقام نہایت بلند ہو گیا حتیٰ کہ ان میں طباعت سے صرف چند ماہ قبل کے انکشافات مہمہ کا ذکر بھی موجود ہے۔

اس سلسلے میں وائینجر اول و دوم امریکی خلائی گاڑیوں کا سفر نہایت اہم ہے۔ دس بارہ سال سے ماہرین اور سائنسدان وائینجر اول اور دوم کے نئے انکشافات کے منتظر ہیں اور ان کی بھیجی ہوئی تصاویر کے مطالعہ میں مشغول ہیں۔

انتظار کا آخری وقت اگست سنہ ۱۹۸۹ء تھا کیونکہ اس ماہ میں وائینجر دوم نظام شمسی کے بعید ترین سیارے نیپچون پر گزرنے والا تھا (یاد رکھئے آجکل پلوٹو کی بجائے نیپچون ہی بعید تر سیارہ ہے) سائنسدان منتظر تھے کہ وائینجر دوم نیپچون کے چاندوں اور اس کی سطح کے دیگر احوال کے بارے میں کیا انکشاف کریگا؟ یہ بات نہایت تازہ اور نئی ہے۔

موصوف نے تینوں کتابوں میں وائینجر دوم کی وساطت سے نیپچون کے چاندوں کی تعداد اور دیگر اہم انکشافات کو بھی درج کیا ہے۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

امریازدہم

لغت عربیہ میں ممالک عربیہ کے علماء و ماہرین کا علم ہیئت میں کتاب تصنیف کرنا کوئی نادر کام نہیں۔ کیونکہ عربی زبان ان کی مادری اور ملکی زبان ہے۔ اپنی ملکی زبان اور مادری زبان میں بولنا اور لکھنا کوئی بڑا کمال نہیں ہے۔

لیکن ممالک عربیہ سے باہر نجی ممالک کے علماء میں سے کسی عالم دین کا علم ہیئت میں بلغتِ عربیہ کتاب تصنیف کرنا کئی وجوہ سے مشکل کام ہے۔

مولانا روحانی بازی صاحب ممالک عربیہ سے باہر کل دنیا اور کل براعظموں (ایشیا۔ یورپ۔ جنوبی امریکہ۔ شمالی امریکہ۔ آسٹریلیا) میں پہلے عالم دین ہیں جنہیں سب سے پہلے فنِ علم ہیئت جدیدہ میں بلغتِ عربیہ کتاب تصنیف کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔

اور وہ بھی ایک کتاب کی تصنیف نہیں بلکہ متعدد کتابوں کی تصنیف کا اعزاز ہے۔ کیونکہ علم ہیئت میں موصوف نے کئی کتابیں بلغتِ عربی تصنیف کی ہیں۔ **وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمُنَّةُ .**

امردواز دہم

مذکورہ صدر کتب درحقیقت چھ کتابیں ہیں کیونکہ ہر کتاب کے ساتھ مبسوط اردو شرح ہے۔ اُردو شرح کی وجہ سے عربی متونِ ثلاثہ کا پڑھنا، پڑھانا اور مطالعہ آسان اور سہل تر ہو گیا ہے۔ **وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمُنَّةُ .**

اللہ تعالیٰ مؤلف مولانا روحانی بازی صاحب کی یہ محنت شاقہ اور خدمتِ علمیہ قبول فرما کر علماء و طلبہ کے لئے مفید و نافع بنائے۔ آمین۔

امید ہے کہ اپنے وعدہ کے مطابق وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی نصابی کمیٹی اور مجلس شوریٰ کے معزز و محترم علماء کرام و مشائخ عظام، نیز تمام منتظمین مدارس عربیہ و جامعات عربیہ اور سرکاری کالج ان تینوں کتابوں کو شاملِ نصاب فرما کر ان کتابوں کی قدر دانی فرمائیں گے۔

والسلام

(محترم مولانا) محمد عبید اللہ (صاحب) مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

تعارف

سینکڑوں سال سے کل ایشیا کی درسگاہوں میں عموماً اور برصغیر کی درس گاہوں اور مدارس اسلامیہ میں خصوصاً دیگر علوم اسلامیہ و فنون علمیہ کے ساتھ ساتھ علم ہیئتِ قدیمہ یونانیہ (ارسطویہ: بطلموسیہ) بھی پڑھایا جاتا رہا۔ موجودہ زمانے میں ہیئتِ قدیمہ کے بہت سے اصول باطل اور غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ اس لئے مدارس اسلامیہ کے نصابِ کتب میں ہیئتِ جدیدہ کو برنیکسیہ داخل کرنا ناگزیر ہے۔ ہیئتِ جدیدہ کو مدارس اسلامیہ کے نصابِ کتب میں داخل کرنا اور اس کی تدریس کو باقاعدہ جاری کرنا انسب بلکہ لازم ہے۔

اولاً

تو اس لئے کہ ہیئتِ جدیدہ وقت کی اور زمانہٴ حال کی اہم ضرورت ہے۔

ثانیاً

اس لئے کہ ہیئتِ جدیدہ کے بہت سے اصول و مسائل نہ صرف قرآن و حدیث کے موافق ہیں بلکہ ان میں قرآن و حدیث کے کئی مغلق مباحث کی مکمل توضیح و شرح اور حل موجود ہے۔ اس ضرورت کے پیش نظر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ اور اس کی نصابی کمیٹی میں شریک معزز علماء کرام و مشائخ عظام نے بالاتفاق میری کتاب ”فلکیات جدیدہ“، جو اردو میں ہے، کو تمام مدارس پاکستان میں پڑھنے پڑھانے کیلئے اور نصابی کتب میں شامل کرنے کیلئے منتخب فرمایا۔ شاید اس کی وجہ اولاً یہ ہے کہ کتاب ”فلکیات جدیدہ“ کے ابواب و مسائل کی ترتیب اور اس کا اسلوب بیان نہایت مناسب و اعلیٰ ہے۔

ثانیاً اصول فن و مسائل فن کے پیش نظر جامع و کامل ہونے کے علاوہ اس کا اسلوب بیان

نہایت سہل ہے۔ اگر اسے سہل ممتنع کہا جائے تو یہ دعویٰ بے جا نہ ہوگا۔

اس بندہ فقیر تک غائبانہ طور پر معتبر راویوں کے ذریعہ یہ بات پہنچی ہے کہ فن ہذا کے کئی ماہرین پروفیسروں کا کہنا ہے کہ کتاب ”فلکیات جدیدہ“ کا اسلوب بیان اتنا آسان اور زبان اتنی دلچسپ اور عام فہم ہے کہ اب اس کتاب کے طفیل یہ فن عوامی فن بھی بن گیا اور خواص و ماہرین سے فن ہذا کا اختصاص باقی نہ رہا اور یہ بے مثال کمال ہے جو مصنف کتاب ہذا کو حاصل ہے۔

ثالثاً

فن ہذا میں کتاب ”فلکیات جدیدہ“ کے علاوہ برصغیر کے علماء اسلام میں سے کسی اور عالم دین نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔

چنانچہ اراکین وفاق المدارس العربیہ کے انتخاب کے بعد کتاب ”فلکیات جدیدہ“ بہت سے مدارس میں پڑھائی جانے لگی۔

یہ فن نیا ہے اور اکثر علماء مدارس اسلامیہ اس فن سے نا آشنا ہیں۔ اس واسطے بہت سے مدارس کے اساتذہ وقتاً فوقتاً کچھ وقت نکال کر میرے پاس سبقاً سبقاً کتاب ”فلکیات جدیدہ“ پڑھنے کیلئے آتے رہتے ہیں۔

چند سال قبل (شاید ۱۹۸۴ء میں) شہر ملتان میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی کمیٹی برائے نصاب کتب (جس کا ایک رکن یہ عاجز فقیر بھی ہے) کے معزز اراکان کے کتب نصاب کے انتخاب پر غور و فکر کرنے کیلئے کئی اجتماعات اور نشستیں ہوئیں۔

کمیٹی کے معزز اراکین نے اس فقیر عاجز سے اس بات کی خواہش کا اظہار فرمایا کہ کتاب ”فلکیات جدیدہ“ اگرچہ نصابی کتب میں داخل کر دی گئی ہے لیکن وہ اردو میں ہے اور مدارس عربیہ کیلئے نصابی کتب کا لغت عربی میں ہونا زیادہ مفید اور زیادہ مناسب ہے۔

چنانچہ انہوں نے اس بندہ فقیر کو حکم دیا کہ میں مدارس عربیہ کیلئے علم ہیئت جدیدہ میں لغت عربی میں نصابی کتب کے طرز و منہاج پر کتاب تالیف کروں۔

ان علماء کرام و افاضل عظام نے یہ بھی فرمایا کہ کسی فن میں مہارت حاصل کرنے کیلئے ایک کتاب کافی نہیں بلکہ کم از کم دو کتب تو چاہئیں۔ ایک صغیر اور دوسری کبیر۔

نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اردو میں ان کی شرح بھی ضروری ہے کیونکہ علم ہیئت جدیدہ علماء کیلئے نیا فن ہے۔ لہذا اس فن کے یڑھنے یڑھانے اور مطالعہ کی تسہیل کیلئے اردو شرح بہت ضروری ہے۔

فن ہذا میں اس سے قبل اس فقیر بندہ نے کئی کتب عربی میں تالیف کی تھیں لیکن نصابِ مدارس عربیہ کیلئے جیسا کہ علماء کرام جانتے ہیں خاص منہاج اور مخصوص طرز جو نصابی کتب کی خصوصیت ہے کی کتاب ہونی چاہئے۔ چنانچہ بزرگوں کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے توکلاً علی اللہ وعلیٰ توفیقہ اس عاجز فقیر نے ہیئت جدیدہ میں تین کتب مع مبسوط اردو شرح تالیف کیں۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے ان کی تکمیل کی توفیق بخشی۔

یہ تینوں کتب نصاب کتب کمیٹی کے معزز اراکین اور جملہ علماء و منتظمین مدارس عربیہ و جامعات اسلامیہ و اصحاب علم و دانش کی خدمت میں پیش ہیں۔

- (۱) اول کانام ہے ہیئتِ صغریٰ۔ اس کی شرح کانام ہے مدارُ البُشریٰ۔
- (۲) دوم کانام ہے ہیئتِ سَطویٰ۔ اس کی شرح کانام ہے النجوم النشطیٰ۔
- (۳) سوم کانام ہے ہیئتِ کبریٰ۔ اس کی شرح کانام ہے سماءُ الفکریٰ۔

ان کتابوں کی تالیف میں کئی مرتبہ نہایت عظیم و طویل الزمان موانع درپیش ہوئے جن کا ذکر یہاں مناسب نہیں۔ ان ناگزیر اعذار کی وجہ سے ان کتابوں کی طباعت میں کافی تاخیر ہوئی ”دیر آید خوب آید و درست آید“ کا محاورہ مشہور ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ تینوں کتابیں (بلکہ یہ چھ کتابیں) علماء و طلبہ و اہل فن میں مقبول ہو کر نافع بن جائیں۔ آمین ثم آمین۔

امید ہے کہ وفاق المدارس العربیہ کی مجلس شوریٰ اور نصابی کمیٹی کے ارکان علماء کرام و مشائخ عظام ان کتب ثلاثہ کو پسند فرمائیں گے اور حسب وعدہ نصاب کتب مدارس عربیہ میں داخل کر کے مدارس عربیہ و جامعات اسلامیہ میں ان کتب ثلاثہ کی تقرری اور ان کے پڑھنے پڑھانے کی تاکید فرمائیں گے۔

والسلام

فقیر محمد موسیٰ روحانی بازی، عفا اللہ عنہ

استاذ جامعہ اشرفیہ، لاہور

شب جمعہ ۱۳ شعبان ۱۴۱۱ھ ہجری

۲۸ فروری ۱۹۹۱ء

كُلُّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ

الهيئة الصغرى

مع شرحها

مدار البشرى

كلاهما لإمام المحدثين نجم المفسرين زبدة المحققين
العلامة الشيخ مولانا محمد موسى الروحاني البازي
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَطَيَّبَ آثَارَهُ

إدارة التصنيف والأدب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ
الْمَجْتَبَىٰ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ نَحْمُ الْهُدَىٰ أَمَّا بَعْدُ
فَهَذَا كِتَابٌ صَغِيرٌ فِي عِلْمِ الْفَلَكَ الْحَدِيثِ سَمِّيَتْهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَجْدَةٌ وَنُصْلَىٰ وَنُسَلِّمُ عَلَىٰ رَسُولِ الْكَرِيمِ - أَمَّا بَعْدُ - اہل علم و اصحاب فن ہیئت
کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ کتاب موسوم بہ ”مدار البشریٰ“ میری کتاب ہیئت
صغریٰ کی اردو شرح ہے۔ لغت اردو میں اس کی شرح تالیف کرنے کا مقصد یہ ہو
کہ طلبہ و اہل علم کے لیے فن ہذا کا سمجھنا آسان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی وسیع رحمت
سے متن و شرح دونوں کو طلبہ علم کے لیے نافع و مفید اور علماء کے مابین مقبول و محبوب
بنادے۔ آمین

قولہ فی علم الفلك الحدیث الخ۔ حدیث کا معنی ہے جدید۔ نیا۔ علم الفلك
نام ہے علم ہیئت کا۔ علم الفلك الحدیث سے علم ہیئت جدید مراد ہے۔ علم ہیئت دو قسم پر ہے

بِالْهَيْئَةِ الصَّغْرَى جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى مَقْبُولًا فِي الْمُعَلِّمِينَ وَنَافِعًا لِلْمُتَعَلِّمِينَ اِنَّهُ رَحِيمٌ الدَّاعِينَ وَ رَاحِمُ الْمُسْتَزَحِّينَ ۝

ایک علم ہیئت قدیم ہے۔ اور دوسرا علم ہیئت جدید ہے۔ ہیئت قدیم کو ہیئت یونانیہ کہتے ہیں۔ ارسطو و بطلمیوس ہیئت یونانیہ کے بڑے امام سمجھے جاتے ہیں۔ اور ہیئت جدید کا مؤسس کوپرنیکس پولینڈی ہے۔ ہیئت جدید و ہیئت قدیم کے اصول و فروع میں کئی وجوہ اور کئی امور کے لحاظ سے تفاوت و فرق ہے۔ یہاں چند امور فرق و تفاوت کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

امر اول۔ جدید ہیئت کا بانی و مؤسس کوپرنیکس فلکی پولینڈی (۱۵۴۳ء) شمار کیا جاتا ہے اگرچہ یہ صحیح نہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ نظریہ مسلمان علماء نے پیش کیا تھا۔ ابواسحاق ابراہیم بن یحییٰ زرقالی اندلسی قرطبی (۱۰۲۹ء - ۱۰۸۷ء) نے ہی یہ نظریہ ۸۰۰ء میں پیش کیا تھا۔ باقی قدیم ہیئت ارسطو و بطلمیوس وغیرہ فلاسفہ یونان کے نظریات پر قائم ہے۔

امر دوم۔ قدیم ہیئت میں زمین کو سارے عالم کا مرکز مانتے ہیں۔ اور جدید ہیئت والے کہتے ہیں کہ عالم جسمانی کا کوئی مرکز نہیں۔ البتہ نظام شمسی کا مرکز آفتاب ہے نہ کہ زمین۔ امر سوم۔ قدیم ہیئت والوں کی رائے میں سارا عالم جسمانی (کواکب و افلاک) زمین کے گرد متحرک ہے۔ اور جدید ہیئت والے اس دعویٰ کے منکر ہیں۔

امر چہارم۔ قدیم والے زمین کو ساکن و غیر متحرک مانتے ہیں۔ اور جدید والے کہتے ہیں کہ زمین بیک وقت دو حرکتوں سے متحرک ہے۔ اول محوری حرکت۔ دوم آفتاب کے گرد حرکت۔

امر پنجم۔ قدیم والے کہتے ہیں کہ شب و روز کے وجود اور کواکب کی یومیہ حرکت از مشرق بطرف مغرب کا سبب اصلی فلک افلاک (نویں آسمان) کی حرکت ہے۔ فلک افلاک از مشرق بجانب مغرب گردش کرتے ہوئے ایک دورہ ۲۴ گھنٹے میں مکمل کرتا ہے۔ اس کی متابعت میں تمام آسمان مع جملہ کواکب و نجوم کے از مشرق ۲۴ گھنٹے میں دورہ

پورا کرتے ہیں۔ اور جدید ہیئت والے کہتے ہیں کہ کو اکیب کی یومیہ حرکت از مشرق بطرف مغرب کا سبب زمین کی محوری حرکت (از مغرب بطرف مشرق) ہے۔
 امر ششم۔ قدیم والوں کے نزدیک سالانہ گردش یعنی سال کے ظہور کا سبب آفتاب کی و فلک آفتاب کی حرکت ہے۔ اور جدید والوں کی رائے میں اس کا سبب آفتاب کے گرد زمین کی گردش ہے۔

امر ہفتم۔ قدیم والوں کے نزدیک تمام سیارے و ثوابت تارے ایک بڑے جسم (آسمان) جو زمین پر چاروں طرف سے محیط ہے میں ایسے مرتکز اور گارے ہوئے ہیں جس طرح نگینہ انگوٹھی میں ثبت ہوتا ہے۔ اور جدید والوں کے نزدیک تمام اجرام فلکیہ مٹلی فضا میں معلق ہیں بغیر کسی ظاہری سہارے کے۔



صورة اصطرلاب من مجلة صومر (ج ۱۳) سنة ۱۹۵۷

فصل

فِي النَّظَامِ الشَّمْسِيِّ

○ الشمسُ نجمٌ مثلُ سائرِ النجومِ السماويَّةِ مضيئٌ

فصل

قولہ فی النظام الشمسی لہ۔ ہم اور ہماری زمین جس عالم کے تابع ہیں وہ عالم شمسی اور نظام شمسی کہلاتا ہے۔ عالم شمسی آفتاب اور نویساروں۔ چالیس سے زیادہ اقمار (چاند) بے شمار شہب ثاقبہ اور سیکیڑوں دُم دار تاروں پر مشتمل ہے۔ یہ عالم شمسی اپنے ارکان سمیت کہکشاں کا جز ہے۔ رات کو افق کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک مدھم رونی کی ایک پٹی فضا میں نظر آتی ہے۔ یہ مجرہ اور کہکشاں کہلاتی ہے۔ دور بین سے اس میں واضح طور پر لاکھوں اور اربوں ستارے نظر آتے ہیں۔ زیادہ فاصلے پر واقع ہونے کی وجہ سے

بضیائہا الذاتی کما ان سائر النجوم مضیئۃ بضیائہا
الذاتی

إلا أن للشمس نظاماً مستقلاً من أجرام سماویۃ
تابعۃ للشمس حیث تدور حول الشمس فی طُرُق
فضائیۃ اہلیدجیۃ تسعۃ کواکب وھی السیارات
التسع

ویدور حول اکثر السیارات فی طُرُق فضائیۃ

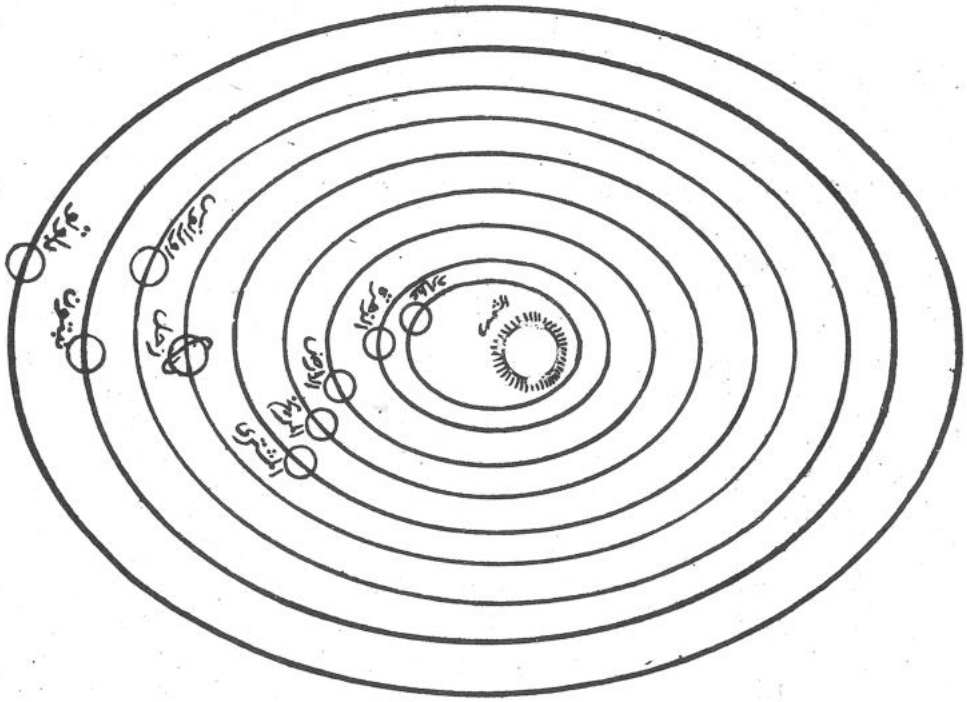
یہ ستارے گنجان نقطوں اور خطوط کی طرح نظر آتے ہیں۔

اس کمکشاں میں ہزاروں ستارے ہمارے سورج کی طرح سیاروں کا الگ نظام
رکھتے ہیں۔ یعنی کئی کئی سیارے ان کے تابع ہو کر ان کے گرد گھومتے رہتے ہیں۔ ماہرین
کہتے ہیں کہ ہماری اس کمکشاں سے آگے فضا بیسیاں ساڑھے تین کروڑ کمکشاں میں موجود ہیں جن میں
ہر ایک اربوں ستاروں پر مشتمل ہے۔ ہماری اس کمکشاں میں بقول جارج گیو ایک کھرب ستارے موجود ہیں۔

قولہ کما ان سائر النجوم إلّا۔ فصل ہذا میں سورج اور نظام شمسی کی حقیقت بتلائی گئی ہے۔ سائر کا معنی
کل۔ باقی۔ لہذا سائر النجوم کا معنی ہر کل ستارے۔ یا سورج کے علاوہ بقیہ ستارے۔ اجرام کا معنی ہر جسم۔
حاصل کلام یہ ہے کہ رات کو بلند فضا میں جو بے شمار چمکتے ہوئے ستارے نظر آتے ہیں ہمارا سورج بھی ان
ستاروں کے قبیل سے ہے۔ اور وہ بھی ان ستاروں کی طرح اپنی ذاتی روشنی سے روشن ہے۔ لہذا ذاتی روشنی پر مشتمل
ہونے کے وصف میں سورج اور یہ تمام ستارے مشترک ہیں۔ البتہ ظاہری طور پر سورج اور ان ستاروں میں یہ
فرق ہو کہ سورج کے علاوہ ستاروں کے بارے میں ہم قطعی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ ان میں سے کون سا ستارہ مستقل
نظام سیارگان رکھتا ہے۔ لیکن ہمارا سورج بلاشبہ ایک مستقل نظام رکھتا ہے۔ اس نظام کے تحت
کئی اجرام سماویہ یعنی سیارات و اقمار سورج کے تابع ہیں۔

قولہ حیث تدور إلّا۔ عبارت ہذا میں اجرام سماویہ کی تفصیل کے علاوہ یہ بتایا گیا

أَقْنَأُرُ وَمِنْ تَلَكِ الْاَقْنَأُرَقْمُرُنَا الْمَعْرُوفِ الَّذِي يَدُورُ
 حَوْلَ الْاَرْضِ
 وَهَذِهِ الطَّرِيقُ الْفَضَائِيَّةُ تُسَمَّى مَدَارَاتِ فَلَكَلِّ
 سَيَّارٍ مَدَارٌ عَلَيْهِ حِدَّةٌ كَمَا أَنَّ لِكُلِّ قَمَرٍ مَدَارًا
 بِرَأْسِهِ



السيَّارات حول الشمس في مداراتها الاهليلجية

ہے کہ وہ اجرام سماویہ کس طرح سوچ کے تابع ہیں۔
 خلاصہ کلام یہ ہے کہ اجرام سماویہ جو سوچ کے تابع ہیں سے مراد نوسیارے اور متعدد

فَالْكُوكِبُ الدَّائِرُ حَوْلَ الشَّمْسِ التَّابِعُ لَهَا يُسَمَّى عِنْدَهُمْ سَيَّارًا وَالْكُوكِبُ الدَّائِرُ حَوْلَ أَحَدِ السِّيَّارَاتِ التَّسْعِ التَّابِعُ لِبَعْضِهَا يُدْعَى قَمَرًا

چاند ہیں۔ شنب اور دُوم دارتارے بھی سوُج کے تابع ہیں۔ لیکن اختصار کے پیش نظر فصل ہند میں ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ پس سوُج کے گرد بیضوی فضائی راستوں میں نوکوکب علی الدوام گھومتے رہتے ہیں۔ یہ نوکوکب نویساروں کے نام سے مشہور ہیں۔ ان سیاروں میں سے اکثر کے گرد فضائی راستوں میں ایک چاند یا ایک سے زیادہ چاند گردش کرتے ہیں۔ ان چاندوں میں یہ ہمارا معروف و مشہور چاند بھی داخل ہے۔ جسے ہم دیکھتے رہتے ہیں کہ وہ ایک مہینے میں زمین کے گرد گردش مکمل کرتا ہے۔

یہ فضائی راستے جن میں سیارات و اقمار گردش کرتے ہیں مدارات کہلاتے ہیں پس ہر سیارے کی حرکت کا مدار الگ ہے جس میں وہ گردش کناں ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر چاند الگ مدار رکھتا ہے۔

طرق جمع طریق ہے۔ راستہ۔ مدار۔ فضائیہ نسبت ہے فضاء کی طرف۔ فضاء اوپر خلا اور کھلی جگہ کو کہتے ہیں۔ اہلیجیہ سے مراد ہے بیضوی راستے۔ یہ نسبت ہے اہلیج کی طرف۔ اہلیج کا معنی ہے ہلیہ۔ ہلیہ معروف چیز ہے۔ مقصد یہ ہے کہ سیارات کے مدار پوری طرح گول نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں انڈے اور ہلیہ کی طرح کچھ طول ہے اسی وجہ سے یہ سیارات گاہے سوُج کے قریب ہوتے ہیں اور گاہے سوُج سے دور تر۔

قولہ فالکوکب الدائر الخ۔ یاد رکھیے کہ لغت عربی میں کوكب و نجم دو مترادف لفظ ہیں۔ دونوں کا مصداق ایک ہی ہے۔ ہیئت قدیمہ کی کتابوں میں بھی یہ دونوں متحد المعنی ہیں۔ اسی طرح ہیئت جدید کے بہت سے ماہرین بھی اپنی کتابوں میں یہ دونوں لفظ بطریقہ ترادف استعمال کرتے رہتے ہیں۔

لیکن زمانہ حال کے کسی ماہرین ان دو لفظوں میں یہ فرق کرتے ہیں کہ ثوابت پر نجم و نجوم کا اطلاق ہوتا ہے نہ کہ کوكب و کواکب کا۔ اور سوُج کے تابع سیارے اور سیارات پر

وَيُسَمَّى مَجْمُوعُ الشَّمْسِ وَالسِّيَّارَاتِ التَّاسِعِ وَالْأَقْمَارِ
بِالنِّظَامِ الشَّمْسِيِّ وَبِالْعَالَمِ الشَّمْسِيِّ فَإِنَّ الشَّمْسَ مَرَكْزُ
هَذَا النَّظَامِ كُلِّهِ

وَقَدْ أَثْبَتُوا بَعْدَ الْبَحْثِ الدَّقِيقِ أَنَّ كُلَّ جَرْمٍ
مِنْ أَجْرَامِ النَّظَامِ الشَّمْسِيِّ كَانَ قِطْعَةً مِنَ الشَّمْسِ

کوکب وکواکب کا اطلاق کرتے ہیں نہ کہ نجم ونجوم کا۔

بعد ازیں تحقیق عبارتِ ہذا کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کوکب سورج کے تابع ہو کر
اس کے گرد گھومے اُسے وہ سیارہ کہتے ہیں اور جو چھوٹا کوکب یعنی سیارچہ کسی سیارے
کے گرد گھومے اس کے تابع ہو کر وہ قمر کہلاتا ہے۔ پس سیارہ وہ ہے جو سورج کے گرد
گھومتا ہے۔ اور قمر (چاند) وہ ہے جو سیارے کے گرد حرکت کرے۔ اس طرح آفتاب
نویسیاروں اور چاندوں کا مجموعہ نظامِ شمسی و عالمِ شمسی سے موسوم ہے۔

قولہ فان الشمس مرکزہ۔ یہ سیبہ بالنظام الشمسی کی دو وجوہ کا بیان ہے عبارت
ہذا میں تفصیل کلام یہ ہے کہ اس عالم کا نظامِ شمسی سے موسوم ہونے کی دو
وجوہ ہیں۔

۱۔ وجہ اول یہ ہے کہ آفتاب اس نظام کا مرکز ہے اور تمام سیارے آفتاب کے
گرد گھومتے ہیں۔ پس آفتاب کو اس نظام میں ایسی حیثیت حاصل ہے۔ اس لیے یہ عالم
نظامِ شمسی سے موسوم ہوا۔ آگے عبارت میں دوسری وجہ کا بیان ہے۔

قولہ وقد اثبتوا بعد البحت الدقیق سے مراد ہے گہری و تحقیقی بحث و تفتیش
قطعہ کا معنی ہے ٹکڑہ۔ زبانِ سچین یعنی قدیم تر زمانہ۔ عبارتِ ہذا میں تسمیہ بالنظام الشمسی کی
دوسری وجہ کا ذکر ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ماہرینِ سائنس میں سے ایک بڑے گروہ نے دقیق بحث و
تفتیش کے بعد یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ نظامِ شمسی کے تقریباً تمام اجسام یعنی کل سیارات

فان فصلت هذه القطعات عنها في الزمن السحيق ثم صارت كل قطعة من هذه القطعات كوكباً تابِعاً للشمس متحرّكاً في النظام الشمسي والسيارات بحذاقها والاقتمار بأسرها خاليت

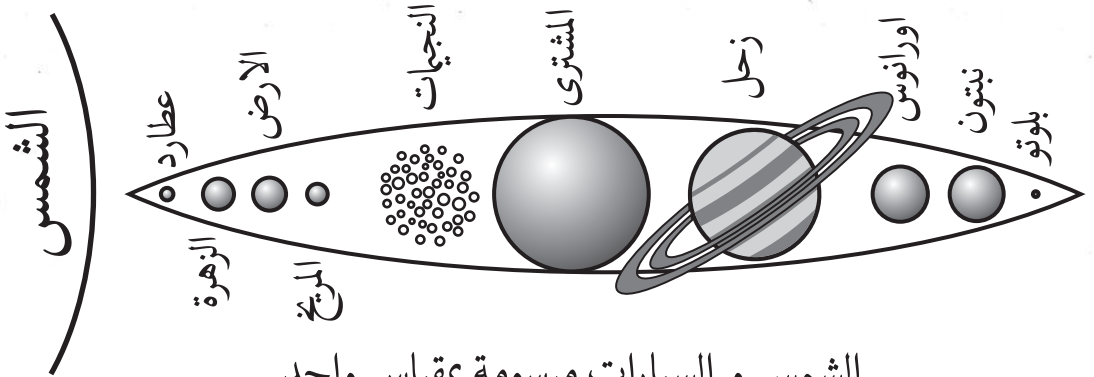
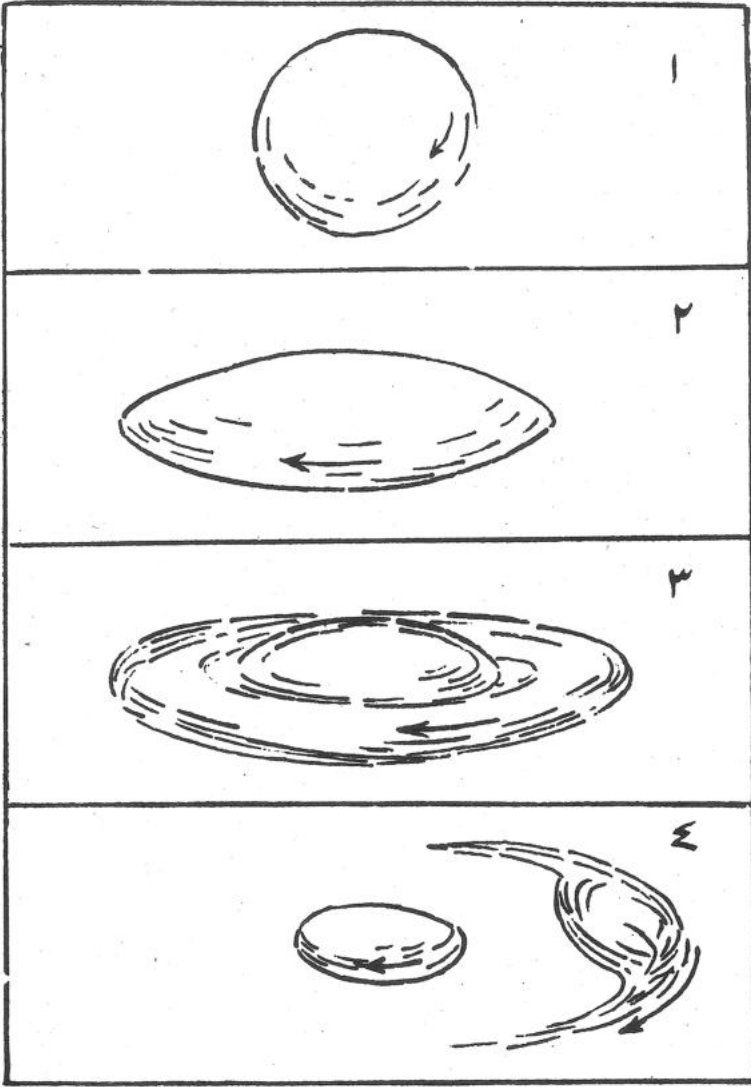
واقمار ماضی بعید میں یعنی اربہا سال قبل جسم شمس کے حصے و اجزاء تھے۔ ہر سیارہ جسم شمس کا ایک ٹکڑا تھا۔ پھر کسی بڑے کائناتی حادثہ (ستاروں کے تصادم یا ان کے تجاذب) کی وجہ سے مادے کے بڑے بڑے ٹکڑے جسم شمس سے جدا ہوئے۔ پھر یہ آتشی ٹکڑے سورج کی قوت کشش سے سورج کے تابع ہو کر اس کے گرد خاص خاص مداروں میں گردش کرنے لگے اور پھر مدتِ طولیہ کے بعد ہر ایک قطعہ مادہ نے تیارہ کاروبہا لیا۔ اس طرح نویسیاروں کی حرکت اور سیاروں کے گرد اپنے اپنے مداروں میں اقمار (چاند) کی گردش و نظام شمسی کی تشکیل مٹی پس نظام شمسی کے تمام اجرام چونکہ دراصل سورج کے اجزاء و قطعات ہیں اس لیے یہ نظام عالم شمسی و نظام شمسی سے موسوم ہوا۔

قولہ والسیارات بحذاقها الخ۔ حذاقہا ای کلھا۔
بأسرها ای بجمیعہا۔ عبارت ہذا میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ تمام سیارے اور چاند اگرچہ ظاہر ہمیں سورج کی طرح چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ ذاتی روشنی سے خالی ہیں۔ ان کی یہ نظر آنے والی روشنی عکس ہے سورج کی اُس روشنی کا جو ان پر واقع ہوتی ہے۔

پس یہ تمام سیارے اور چاند روشنی بھی سورج سے حاصل کرتے ہیں، اور حرارت یعنی گرمی بھی سورج سے حاصل کرتے ہیں۔

ماہرین کہتے ہیں کہ اگر انسان کسی سیارے پر یا چاند پر پہنچ جائے، تو اسے زمین اسی طرح چمکتی ہوئی دکھائی دے گی سورج کی روشنی کے انعکاس سے جس طرح ہمیں زہرہ یا مشتری محکما ہوا دکھائی دیتا ہے۔ حالانکہ آپ دیکھتے ہیں کہ زمین مٹی سے بنی ہوئی ہے اور ذاتی روشنی سے خالی ہے ۛ

هذا الشكل يمثّل نظرية الابلانس
في تكون العالم الشمسى



الشمس و السيارات مرسومة بمقياس واحد

السيارات مرتبة حسب بعدها عن الشمس و منها نرى كيف تتزايد أقدارها حتى المشتري ثم تتناقص . و المرسوم تبعاً لمقياس واحد هو الأقدار فقط لا المسافات لأن هذه لو روعي فيها مقياس واحد لكانت الأرض على بعد ١١ ياردة و بلوتو على بعد $\frac{1}{4}$ ميل من الشمس .

عن النور الذاتي و انما نورها عكس الضياء الشمسي الواقع عليها في تستفيد النور والحاراة من الشمس *

قولہ و انما نورها عکس۔ سیارات و اقمار کی طرف اضافہ نور اور شمس کی طرف اضافہ
ضیاء میں نور و ضیاء کے فرق کی طرف اشارہ ہے۔ نور و ضیاء کے فرق میں لغت عربیہ کے ماہرین کے
اقوال مختلف ہیں:-

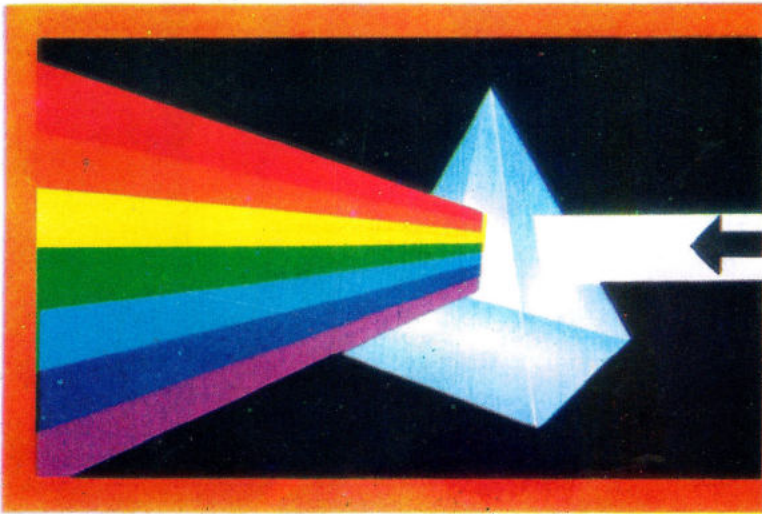
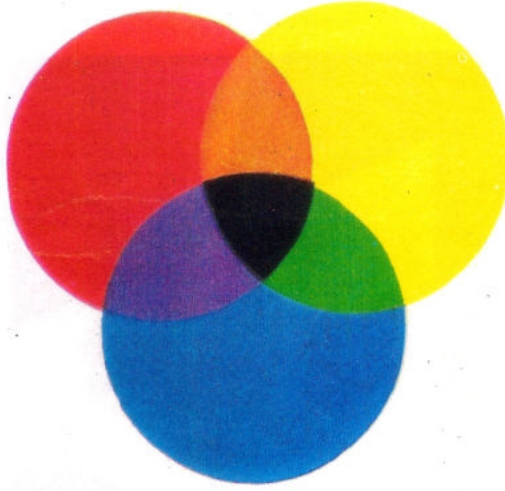
قول اول۔ بعض ماہرین فرق کے قائل نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دونوں مترادف ہیں۔

قول دوم۔ بعض کہتے ہیں کہ خانہ زاد یعنی اصل روشنی ضیاء ہے اور غیر سے مستفاد و مآخوذ
روشنی کا نام نور ہے۔ اس لیے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَ
الْقَمَرَ نُورًا سَوَّجَ کی روشنی ذاتی ہے اور چاند کی روشنی آفتاب کے مآخوذ ہے۔ اس لیے شمس پر
ضیاء کا اور چاند پر نور کا حمل کیا گیا۔ **قول سوم**۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ تیز اور شدید روشنی کا نام ضیاء ہے
کمایدل علیہ کلام القاضی البیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اور کم روشنی کو نور کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن میں
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَ الْقَمَرَ نُورًا۔ **قائدہ**۔ قدیم فلاسفہ کی رائے یہ تھی
کہ روشنی امر بسیط ہے۔ یعنی وہ کسی سے مرکب نہیں ہے۔ مگر سراسحاق نیوٹن برطانوی نے ثابت کیا کہ
روشنی سات رنگوں کے امتزاج و اختلاط سے بنتی ہے۔ وہ سات رنگ یہ ہیں۔ بنفشی۔ نیلا۔ آسمانی۔
سبز۔ زرد۔ نارنجی۔ سرخ۔



حلل نيوتن ضوء الشمس إلى ألوان الطيف ثم ضم ألوان الطيف بعضاً إلى بعض و ردها جميعاً إلى اللون الأبيض

الألوان الثلاثة الأولية
للاصباغ وهي الأصفر
والأحمر والأزرق ،
يخلط اللونان منها
فينتجان الأخضر أو
البرتقالي أو الأرجواني ،
وإذا خلطت الثلاثة
خرج منها لون أسود ،
الألوان تتساوى النسب
المطلوبة لظهور السواد ،
فيظهر مكانه اللون البني
عند زيادة الصفرة ، أو
اللون الرمادي عند
غلبة البياض .



المنشور الزجاجي ، وقد سقطت عليه أشعة الشمس البيضاء ، وهي
مؤلفة من ألوان كثيرة انكسرت داخل الزجاج على درجات مختلفة ،
وخرجت هكذا على زوايا مختلفة فتفرقت و بسقوطها على ستار من
ورق ظهر لونها . وهي لا ترى الا بسقوطها على مثل هذا الستار ،
أما ما تراه بالصورة من ألوان ، فيدل ، لا على ما تترأى به الأشعة ،
ولكن على ما سوف تترأى به إذا سقطت على الورقة البيضاء .

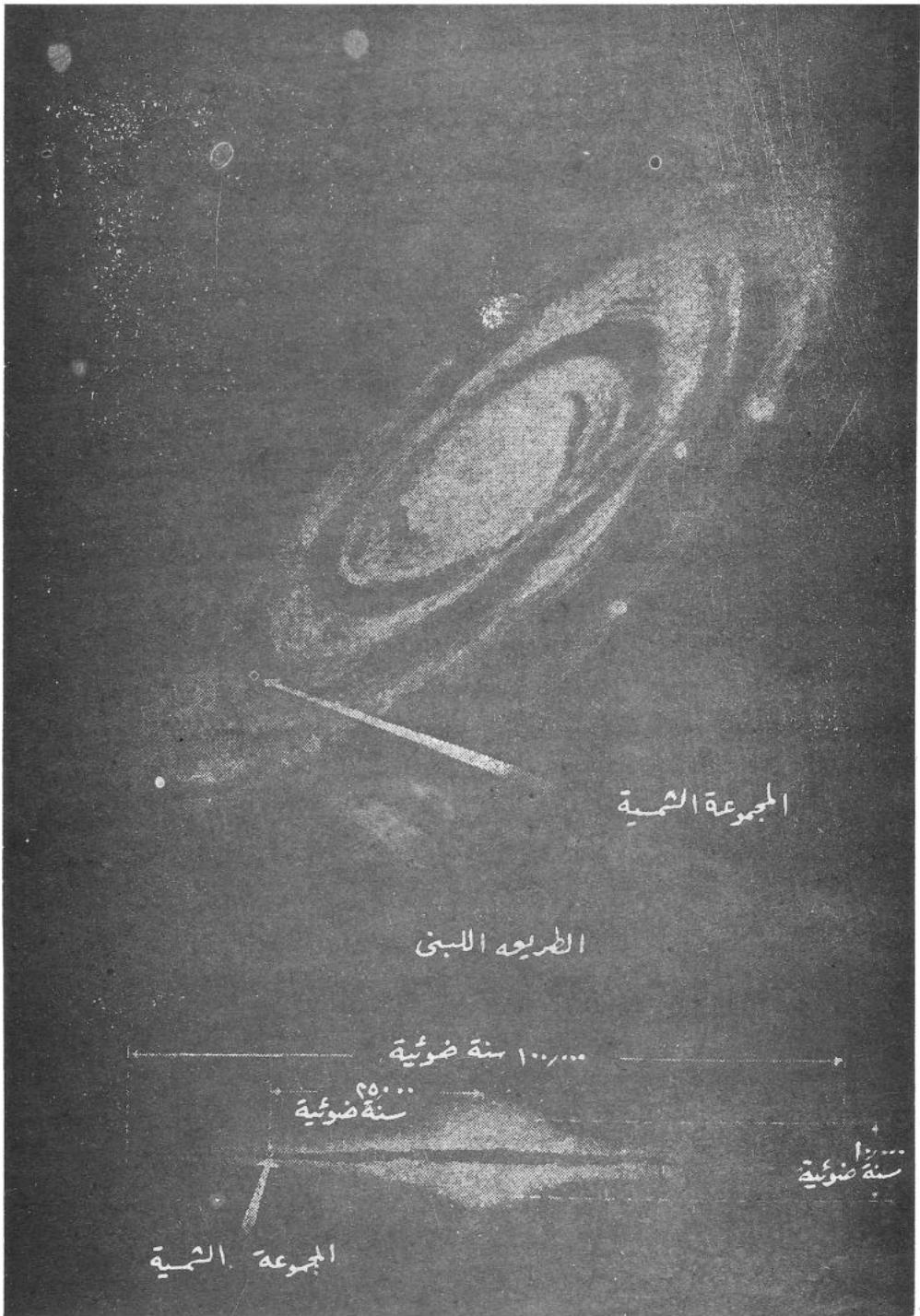


صورة الألوان الثلاثة الاولى للطيف الأخضر و الأحمر و الأزرق و ترى
فيها تولد النيلي من مزج الأزرق و الأخضر و تولد الأصفر من مزج
الأحمر و الأخضر و تولد الأرجواني من مزج الأحمر و الأزرق و تولد
الأيض من مزج الثلاثة .



صورة ألوان قوس قزح





هذه صورة مجرتنا والنظام الشمسى جزء منها

وتلك المجرة تدور حول مركز لها والشمس تبعد عن مركزها ... ٢٥ سنة ضوئية

وَطُولُ قُطْرِ هَذِهِ الْمَجْرَةِ اسْنَتَيْ خَمْسِئَيْتِي وَسَمَمُهَا يَبْلُغُ ٢

سَنِيًّا ضَوْئِيًّا وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ

وقالوا في الفضاء وراء حجرتنا... مليون بحجرة تشتمل كل مجرة

منہا علی بنی مِ لا تُحْصٰی

قولہ وتلك المجرة لہ۔ مجرۃ بفتح میم وحجم وتشدید لہ کا معنی ہے کمکشاں۔ رات کو آسمان کی ایک جانب سے دوسری جانب تک پھیلی ہوئی سفید شرک نما پٹی نظر آتی ہے یہ کمکشاں کہلاتی ہے۔ دُوربین کے ذریعہ اس میں ایک کھرب تارے نظر آتے ہیں۔ بحکمۃ بفتح عین وفتح جیم اعن البعض جیم ساکن ہے کٹاڑی کا ہیبتہ سَمَك مَوثائی۔ عرض صد طول۔ سَنَتہ ضوئیتہ وہ فاصلہ جسے روشنی ایک سال میں قطع کرتی ہے۔ روشنی کی رفتار فی سیکنڈ ہے ۱۸۶۰۰۰ میل۔ ملین دس لاکھ۔

حاصل کلام یہ ہے۔ کہ عالم شمسی اور رات کو نظر آنے والے جملہ ستارے ہماری کہکشاں کے اربوں اجزاء ہیں۔ یہ کہکشاں بڑے پیمانے پر روٹی کی شکل کی ہے۔ یہ کہکشاں سورج اور تمام ستاروں سمیت ایک مرکز کے گرد گھومتی ہے۔ جو تقریباً ۲۰ کروڑ سال میں ایک دورہ پورا کرتی ہے۔ سورج اس کے مرکز سے ۲۵ ہزار نوری سال کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کہکشاں کا قطر ایک لاکھ نوری سال طویل ہے۔ اس کی موٹائی اور عرض ۲۰ ہزار نوری سال ہے۔ کہکشاں کے طول و عرض کی مقدار میں کچھ اختلاف ہے۔ دُور بین میں ہماری کہکشاں سے دُور ویر بہت سی کہکشاں نظر آتی ہیں۔

بقول ماہرین ان کہشاؤں کی تعداد ہزار ملین یعنی دس کروڑ ہے۔ ان میں سے ہر ایک کہکشاں ہماری کہکشاں کی طرح ارب ہستاروں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح ہر ایک کہکشاں دوسری کہکشاں سے لاکھوں نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے۔

اندازہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ عالم کس قدر وسیع ہے۔ ان کے علاوہ مزید سی کہکشاںیں وقتاً فوقتاً دریافت ہوتی رہتی ہیں۔

چنانچہ روزنامہ جنگ ۱۱ دسمبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت ہے کہ ”سانسداؤں نے ایک اور کھکشاں دریافت کر لی ہے جو اب تک کی دریافت شدہ کھکشاؤں میں سب سے بڑی اور روشن ترین ہے۔ یہ کھکشاں بہت دور ایک ہزار کھکشاؤں کے جھرمٹ کے درمیان واقع ہے۔ اندازہ ہے کہ نو دریافت کھکشاں میں (ہماری کھکشاں سے ہمیں زیادہ) کھکھوں ستارے ہیں۔“



فصل

فی بعض احوال السیارات

○ هذه أسماء السیارات التسع وفقاً لترتيب أبعادها
عن الشمس عطارد - الزهرة - الأرض - المريخ - المشتري -
زحل - اورانوس - نبتون - بلوتو

فصل

قولہ هذه أسماء السیارات الخ - فصل ہذا میں نویسیارات اور اقمار سے
متعلق بعض اہم احوال کا بیان ہے۔ اس میں اجمالاً سیارات و اقمار کی حرکت محوری و
حرکت حول مرکز کے بیان کے علاوہ ایک اہم تفصیلی نقشے و جدول کا بھی ذکر ہے۔
بالفاظ دیگر فصل ہذا میں ارکان و افراد نظام شمسی کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔

والثلاثۃ الاخیرۃ اکتشفها علماء هذا القرن

بعد صنع التلسکوب سنت ۱۶۰۹ م فاورانوس
اکتشفوه سنت ۱۷۸۱ م ونبتون اکتشفوه
سنت ۱۸۴۶ م وبلوتو اکتشفوه سنت ۱۹۳۰ م

نظام شمسی کے اہم ارکان نو سیارے ہیں۔ جو آفتاب کے گرد اپنے اپنے مداروں میں گھومتے ہیں۔
آفتاب سے ان سیارات کے مدارات کی ترتیب کے موافق ان کے نام یہ ہیں (۱) عطارد (۲) زہرہ (۳)
زمین (۴) مریخ (۵) مشتری (۶) زحل (۷) یورینس (۸) نیپچون (۹) پلوٹو۔

قولہ والثلاثۃ الاخیرۃ الخ۔ حامل کلام یہ ہے کہ ہیئت یونان کے ماہرین کے نزدیک
سیاروں کی تعداد سات ہے۔ وہ زمین کو سیارہ نہیں مانتے تھے۔ البتہ قمر و شمس کو سیاروں میں شمار
کرتے تھے۔

زمین ان کی رائے میں مرکز عالم ہے۔ پس مرکز سے فاصلے کی ترتیب کے مطابق سات
سیارے یہ ہیں۔ قمر۔ عطارد۔ زہرہ۔ شمس۔ مریخ۔ مشتری۔ اور زحل۔ زحل فلاسفہ یونان کے
نزدیک آخری اور بعید تر سیارہ ہے۔

ہیئت جدیدہ کے ماہرین اولین کے نزدیک سیاروں کی تعداد ایک مدت تک چھ
تھی۔ یعنی عطارد۔ زہرہ۔ زمین۔ مریخ۔ مشتری۔ اور زحل۔ جدید ہیئت والوں کے نزدیک
قمر سیارہ نہیں ہے۔ اور شمس بھی سیارہ نہیں ہے بلکہ وہ مرکز ہے نظام عالم شمسی کا۔

لہذا زحل سے آگے تین سیاروں کا انکشاف علماء نے دورین کی ایجاد کے بعد کیا۔
سے پہلے دورین ۱۶۰۹ء میں یا ۱۶۱۰ء میں بنائی گئی۔ اس کا مؤجد مشہور سائنسدان گلیلو
ہے۔ گلیلو کا سن وفات ہے ۱۶۴۲ء۔

چنانچہ یورینس کو مشہور فلکی سائنسدان ہرشل نے ۱۳ مارچ ۱۷۸۱ء کو انگلینڈ میں
دریافت کیا۔ نیپچون کی دریافت برلن (جرمنی) کی رصد گاہ کے منتظم گیلے نے ۲۳ ستمبر ۱۸۴۶ء میں کی



هيل تلسكوب مرصد بالومار
كاليفورنيا قطر عدسته

← ٢٠٠ بوصة

شكل تلسكوب انعطافي
قطره ٤٠ بوصة



وَأَصْغُرُ السِّيَّارَاتِ كُلَّهَا عَطَارُ ثُمَّ بِلُتُو ثُمَّ
الزَّهْرَةُ ثُمَّ الْمَرْيَخُ ثُمَّ الْأَرْضُ ثُمَّ أَوْرَانُوسُ وَأَكْبَرُهَا الْمُشْتَرَى
ثُمَّ زَحَلُ ثُمَّ نَبِطُونُ ثُمَّ أَوْرَانُوسُ كَمَا تَرَى فِي هَذَا الشَّكْلِ
وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنَ السِّيَّارَاتِ يَتَحَرَّكُ بِحَرَكَتَيْنِ
إِحْدَاهُمَا حَرَكَتُ السِّيَّارِ فِي مَدَائِرٍ مُتَعَيَّنَةٍ حَوْلَ
الشَّمْسِ وَمَدَّةَ دَوْرَتِهَا بِهَذِهِ الْحَرَكَتِ تُسَمَّى سَنَةً هَذَا
السِّيَّارِ

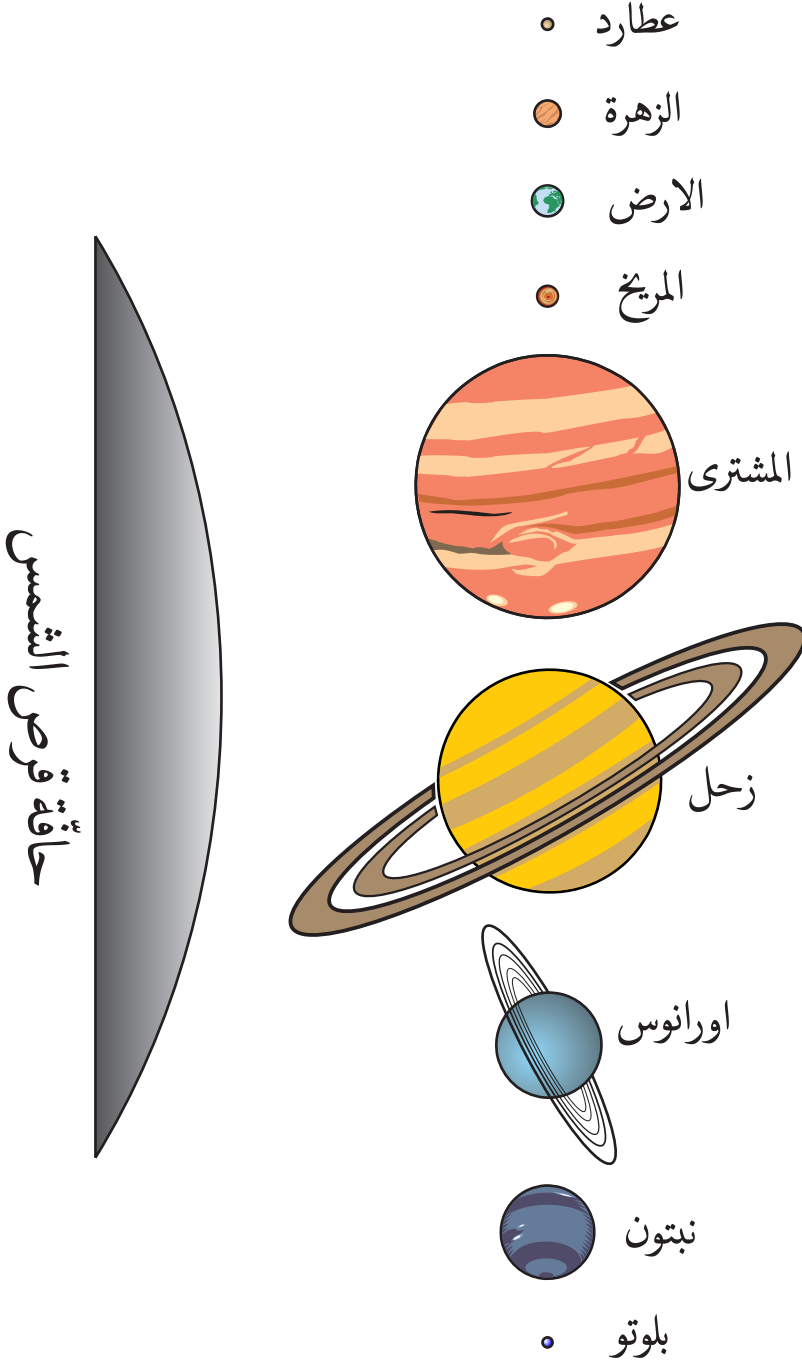
اور پلوٹو کی دریافت امریکہ میں مارچ ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔

قولہ وَاَصْغُرُ السِّيَّارَاتِ الخ۔ یعنی تمام سیاروں میں چھوٹا عطارد ہے۔ پھر پلوٹو
دوسرے نمبر پر چھوٹا ہے۔ پھر زہرہ پھر مریخ پھر زمین پھر یورینس اور سب سے بڑا سیارہ مشتری ہے
پھر زحل پھر نیپچون پھر پلوٹس۔ جیسا کہ آپ شکل مذکور میں دیکھ رہے ہیں۔

قولہ وَكُلُّ وَاحِدٍ الخ۔ عبارت ہذا میں سیاروں کی حرکات کا بیان ہے۔ اصل
یہ ہے کہ ہر ایک سیارہ بیک وقت دو حرکتوں سے حرکت و گردش کر رہا ہے۔ پہلی سالانہ حرکت
ہے اور دوسری محوری حرکت یعنی یومی حرکت ہے۔

پہلی حرکت کا مطلب یہ ہے کہ ہر سیارہ ایک معین مدار میں آفتاب کے گرد گردش کرتے
ہوئے ایک معین و محدود مدت میں اپنا دورہ مکمل کرتا ہے۔ سیارے کے دورے کی یہ مدت
اس سیارے کا سال ہے۔ مثلاً ہماری زمین آفتاب کے گرد ۳۶۵ دنوں میں دورہ مکمل کرتی
ہے۔ اور مریخ آفتاب کے گرد ۶۸۷ دن میں۔ مشتری تقریباً پونے بارہ سال میں۔ زحل
ساڑھے انتیس (۲۹ ۱/۲) سال میں دورہ مکمل کرتے ہیں۔ اور یہی مدت علی الترتیب ان کا
ایک سال ہے۔ مثلاً مشتری کا ایک سال ہمارے تقریباً پونے ۱۲ سال کے،
اور زحل کا ایک سال ہمارے ۲۹ ۱/۲ سال کے برابر ہے۔

يُمثِّل هذا الشكل نسبةً أجام السَّيَّارات فيما بينهم
كما يمثِّل النسبة بين أجامها و حجم الشمس



والثانیۃ حُرکتُ حَوْلَ نَفْسِہَا ای حَوْلَ مَحْوِرَہ
وَمَدَّةُ دَوْرِہَا ہِذَہ تُسَمَّى یَوْمَ ہٰذَا السِّیَّارِ
وَکَذٰلِکَ الْاَقْسَامُ تَتَحَوَّلُ بِحَرَکَتِیْنِ الْاُولٰی
حَرَکَةُ الْقَمَرِ حَوْلَ سِیَّارِہٖ وَہُوَ مَرکزُ ہٰذَا الْقَمَرِ وَہی
حَرَکَةُ الْقَمَرِ الشَّہْرِیَّةِ
والثانیۃ حُرکتُ الْقَمَرِ حَوْلَ نَفْسِہَا ای حَوْلَ
مَحْوِرَہ وَہی حَرَکَةُ الْقَمَرِ الْیَوْمِیَّةِ

قولہ والثانیۃ حُرکتُ الخ - عبارتِ ہذا میں ہر سیارے کی حرکتِ محوری کا بیان ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہر سیارے کی دوسری حرکت یہ ہے کہ وہ لٹو کی طرح اپنی جگہ پر یعنی اپنے محور کے گرد گھومتے ہوئے ایک خاص مدت میں اپنا دورہ محوریہ مکمل کرتا ہے۔ اس دورے کی مدت سیارے کا یوم یعنی دن کہلاتا ہے۔

چونکہ ہر سیارے کی مدتِ دورہ الگ الگ ہے۔ اس لیے ہر سیارے کے دن کا طول بھی مختلف ہے۔ مثلاً زمین کا دورہ محوریہ ۲۴ گھنٹے میں مکمل ہوتا ہے۔ پس زمین کا یوم (یعنی شب و روز) ۲۴ گھنٹہ کا ہے۔ اور عطارد کا ایک دورہ ۵۹ دن میں پورا ہوتا ہے۔ لہذا عطارد کا ایک یوم ۵۹ دن کا ہے۔ اسی طرح زہرہ کا دورہ ۲۴۵ دن میں تمام ہوتا ہے۔ پس زہرہ کا ایک یوم ہمارے ۲۴۵ دن کے برابر ہے۔ یعنی اس کا ایک دن ہمارے ۱۲۲ دن کے مساوی ہے۔ اسی طرح اس کی ایک رات ہماری ۱۲۲ یا ۱۲۳ راتوں کے برابر ہے۔

قولہ وَکَذٰلِکَ الْاَقْسَامُ الخ - عبارتِ ہذا میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ ہمارا چاند اور اسی طرح ہر چاند سیاروں کی طرح بیک وقت دو حرکتوں سے متحرک ہے۔ پہلی حرکت اپنے مرکز کے گرد یعنی اس سیارے کے گرد ہے جو اُس چاند کے لیے

وعدد الاقمار لا يزال يزداد في الازمنة
المختلفة حسب الاكتشافات الجديدة
بواسطة التلسكوبات الكبيرة وبواسطة
سفن فضائية أُطلقت الى الفضاء للكشف
عن احوال السيارات البعيدة والاقمار
النائية

موجود ہے۔ اور ہر چاند کی دوسری حرکت یہ ہے کہ وہ لٹو کی طرح اپنے مقام پر یعنی اپنے محور کے
گھر در حرکت کرتا ہے۔

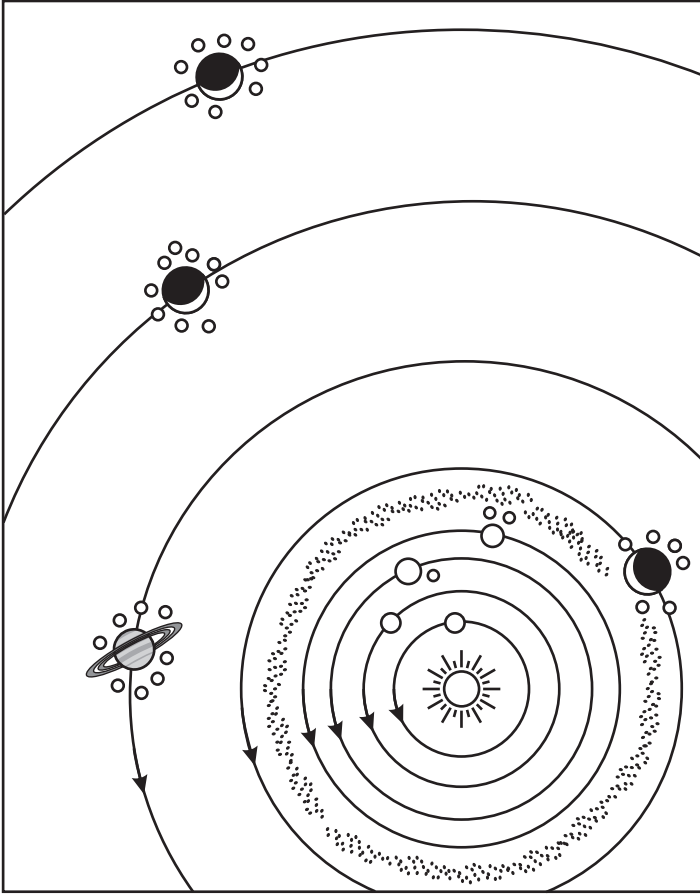
حرکت ثانیہ سے ہر چاند کے شب و روز بنتے ہیں۔ اس لیے یہ چاند کی حرکت
یومیہ بھی کہلاتی ہے۔ اور پہلی حرکت چاند کی حرکت شہریہ کہلاتی ہے۔ کیونکہ پہلی حرکت کے
ایک دورے کی مدت چاند کا ایک شہریہ یعنی ایک ماہ ہے۔

قولہ وعدد الاقمار الخ۔ سفن جمع ہے سفینہ کی۔ سفینہ فضائیہ کا معنی ہے
مصنوعی خلائی گاڑی۔ امریکہ اور روس مسلسل فضا میں خلائی گاڑیاں بھیجتے رہتے ہیں فضائی
احوال کا پتہ لگانے یا بعید سیارات و اقمار کے احوال دریافت کرنے کے لیے۔ اطلاق کا
معنی ہے چھوڑنا فضا کی طرف راکٹ و خلائی گاڑی وغیرہ پھینکنا اور بھیجنا۔

عبارت ہذا میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ اقمار (چاند) کی تعداد جدید سائنس
کے ابتدائی دورے لے کر آج تک مختلف زمانوں میں بڑھتی رہی۔ عدد اقمار کا یہ اضافہ
مبہنی ہے نئے نئے انکشافات پر بسبب بڑی بڑی دوربینوں کے یا بواسطہ ان خلائی
گاڑیوں کے جو اقمار و سیارات بعیدہ کے احوال و تفصیلات معلوم کرنے کے لیے امریکہ
اور روس فضا کی طرف بھیجتے رہتے ہیں۔

چنانچہ بڑی دوربینوں اور خلائی گاڑیوں کے ذریعہ ماہرین فضا اور سیارات و اقمار
کے نئے نئے احوال پر وقتاً فوقتاً مطلع ہوتے رہتے ہیں۔ نئے چاندوں کے انکشافات کی

اعلم انهم شاهدوا بالتلسكوبات في الفجوة
الوسيعتين بين المريخ والمشتري حزاماً من كويكبات
وأجرام صغيرة لا تعد ولا تحصى تسير حول الشمس في
هذه الفجوة



ترى في هذا الشكل الكويكبات الكثيرة بين مداري المشتري و المريخ

نئے چاندروں کے انکشافات کی تفصیل میری دیگر تصنیفات میں ملاحظہ کی جاسکتی
ہے۔

قلہ اعلم انهم شاهدوا الخ۔ شاہدوا کا معنی ہے ابصروا۔ تلسکوبات

كَأَنَّهُا حُطَامُ كَوْكَبٍ سَيَّارٍ كَانَ يَسِيرُ حَوْلَ الشَّمْسِ
فِي مَدَائِرٍ لَهَا بَيْنَ مَدَارِي الْمَرِيخِ وَالْمَشْتَرَى ثُمَّ تَحَطَّمَ
بِسَبَبِ حَادِثَةٍ كَوْنِيَّةٍ وَتَشَقَّقَ فِي الزَّمَانِ السَّحِيقِ
وَهَذِهِ الْأَجْرَامُ بَقَايَا ذَلِكَ الْكَوْكَبِ السَّيَّارِ الْمُتَشَقِّقِ -

جمع تہے تسکوب کی۔ اس کا معنی ہے دُور بین۔ فجوتہ۔ دو چیزوں کے درمیان کشادہ میدان۔
کشادہ جگہ۔ حزام کا معنی پٹی ہے۔

عبارتِ ہذا میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ اقمار معروفہ اور مشہور نوسیاروں کے علاوہ
کچھ اور بے شمار چھوٹے اجرام بھی نظامِ شمسی میں گرجش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔
دور بینوں میں ماہرین دیکھتے رہتے ہیں کہ مدارِ مریخ و مدارِ مشتری کے مابین دیگر
سیارات کے مداروں کے مقابلے میں حد سے زیادہ کھلی جگہ ہے۔ اس کھلے فضائی میدان
میں کویکبات یعنی چھوٹے چھوٹے بے شمار اجسام پٹی کی شکل میں باڈی ڈل کی شکل میں آفتاب
کے گرد حرکت کرتے ہیں۔ گویا کہ یہ بے شمار چھوٹے بڑے چاند ہیں جو اس مقام میں موجود
ہیں۔

قولہ کأنہا حطام کوكب لہ۔ حطام کا معنی ہے ٹکڑے۔ کسی چیز کے ٹوٹ جانے کے
بعد اس کے بقایا ٹکڑوں کو حطام کہتے ہیں۔ تحطّم کا معنی ہے ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ تشقّق کا معنی
ہے پھٹ جانا۔ پارہ پارہ ہونا۔ حادثہ کونیّہ کا معنی ہے بڑا حادثہ۔ عالمی حادثہ۔ یہ نسبت ہے
کوّن کی طرف۔ کوّن کا معنی ہے عالم کائنات۔ زمانِ سحیق ای زمانِ بعید۔

عبارتِ ہذا میں مشتری و مریخ کے مابین کویکبات کی پٹی کی حقیقت بتلائی گئی ہے
ان کویکبات یعنی اجرامِ صغیرہ کی حقیقت میں کہ وہ کس طرح پیدا ہوئے اور کیسے ظہور پذیر ہوئے
ماہرین کے متعدد نظریات ہیں۔

بعض ماہرین کہتے ہیں کہ جس مدیم و کائناتی صحابیہ کے مادہ سے دیگر سیارات پیدا ہوئے
اسی صحابیہ کے بچے کچھ مادہ سے یہ کویکبات بنے ہیں۔ مریخ و مشتری کی زیر دست قوت
کشش کی وجہ سے وہ مادہ جمع نہ ہو سکا کہ اس سے ایک بڑا سیارہ بن جاتا۔ اس لیے الگ

الگ ٹکڑوں میں وہ مادہ منجمد اور ٹھوس بن کر اس سے اجرامِ صغیرہ کی ایک پٹی نمودار ہو گئی۔
دوسرا نظریہ جارج گیمو اور اس کے متبعین کا ہے۔ جارج گیمو کا کہنا ہے کہ مرتخ و مشتری کے مداروں کے مابین وسیع فضاء میں زمانہ قدیم میں دیگر سیاروں کی طرح ایک سیارہ موجود تھا۔ سوچ کے گھر داسی مقام و میدان میں اس کا مدار تھا۔ اسی مدار میں وہ آفتاب کے گرد گردش کرتا تھا۔ پھر کمرہ سال قبل کسی بڑے عالمی و کائناتی حادثہ (مشتری کی قوت کشش وغیرہ اسبابِ مخفیہ) کی وجہ سے وہ سیارہ ٹوٹ پھوٹ کر پارہ پارہ ہو گیا۔

اس کے بے شمار اجزاء ادھر ادھر منتشر ہو گئے اور کچھ اجزاء اور چھوٹے بڑے ٹکڑے اس تباہ شدہ سیارے کے مدار میں پٹی کی شکل میں اب تک گھوم رہے ہیں۔
پس جارج گیمو کی رائے میں یہ کویکبات و اجسامِ صغیرہ اس تباہ شدہ سیارے کے بقایا ٹکڑے و آثار باقیات ہیں۔

متن میں مندرج جدول میں سیاراتِ تسعہ سے متعلق کئی امور کی تفصیل پیش کی
فائدہ گئی ہے۔ چنانچہ دائیں سے بائیں طرف چلتے ہوئے اس میں دس بیوت ہیں۔

پہلے بیت یعنی پہلے خانہ میں سیاراتِ تسعہ کے اسماء ہیں۔ دوسرے بیت میں آفتاب کے گرد مدتِ دورہ کا ذکر ہے۔ تیسرے بیت میں حرکتِ محوری کے دورے کی مدت کا ذکر ہے۔ چوتھے بیت (خانہ) میں یہ بیان ہے کہ ہر سیارے کا قطر تقریباً کتنے میل لمبا ہے۔ پانچویں خانے میں زمین کے وزن سے ہر سیارے کے وزن کی نسبت بتائی گئی ہے۔

چھٹے خانے میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ ہر سیارے کا حجم زمین کے حجم سے کیا نسبت رکھتا ہے۔ ساتویں خانہ میں ہر سیارے کا آفتاب کے متوسط فاصلہ میلوں میں بتایا گیا ہے۔ آٹھویں خانہ میں ہر سیارے کے اقدار (چاند) کی تعداد بتائی گئی ہے۔

نویں خانہ میں یہ بیان ہے کہ آفتاب کے گرد مدار میں سیارے کی رفتار فی سیکنڈ کتنے میل ہے۔ دسویں خانہ میں ہر سیارے کی سرعتِ افلات کا بیان ہے۔ سرعتِ افلات کا تعلق سیارے کی قوت کشش سے ہے۔ یعنی اس سیارے کی قوت کشش سے آزاد ہونے کے لیے فی سیکنڈ کتنے میل کی رفتار ضروری ہے۔

فصل

فی الشمس

○ الشمس لم تتصلَّب ولم تجمد كما تصلَّبَت الارضُ
وجمادت بل هی کرۃ ناریتہ من غازات ملتہبۃ اشدَّ
التهاب

فصل

قولہ کہ تصلَّبَت الارض وجمادت الخ۔ فصل ہذا میں سورج کے احوال کا
مختصر بیان ہے۔ تصلَّب کا معنی ہے ٹھوس ہونا۔ سخت ہونا۔ جمود کا معنی بھی تقریباً یہی ہے
یعنی جم جانا۔ خشک ہو کر سخت ہونا۔ لہذا جمادت عطف تفسیری ہے تصلَّبَت کے لیے۔
غازات جمع ہے غاز کی۔ اس کا معنی ہے گیس۔ بخار۔ التهاب کا معنی ہے بھڑکنا۔ آگ کا
شعلہ بھڑکنا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ آفتاب دور سے ہمیں اگرچہ چمکتا ہوا ٹھوس کرہ نظر آتا ہے لیکن

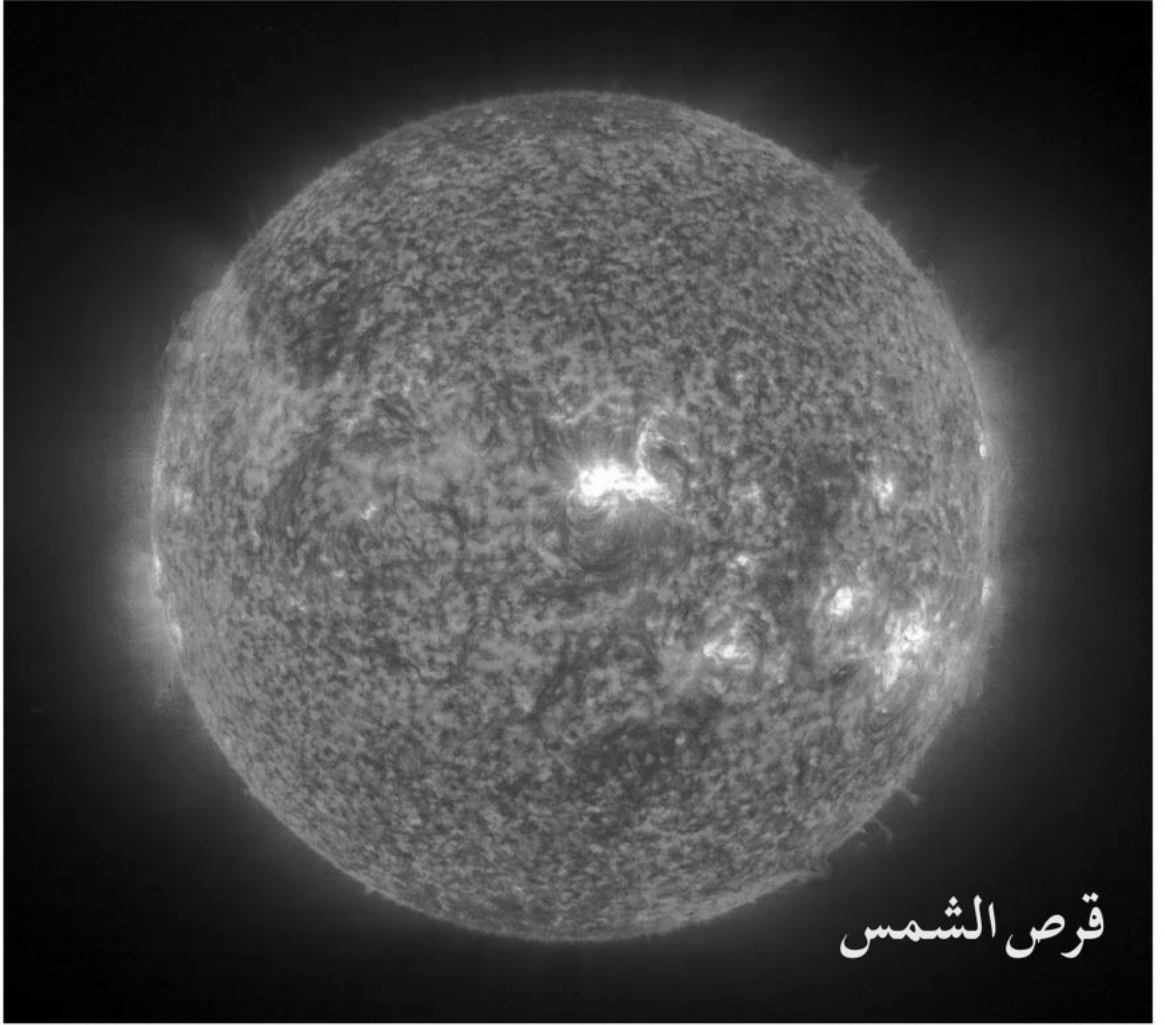
وَسَطْحُهَا كَلُّهَا هَاجُ هَيَّجَانِ الطُّوفَانِ لَمِيزِلٍ وَ
لَا يَزَالُ يَغْلِي وَتَنْفُجِرُ عَنْهُ قَوَارِئُ ضَخْمَةٍ مِنَ اللَّهَبِ
تَنْدَلِعُ إِلَى عُلُومَاتِ الْأَلْفِ مِنَ الْأَمْيَالِ فَوْقَ سَطْحِ
الْشَّمْسِ

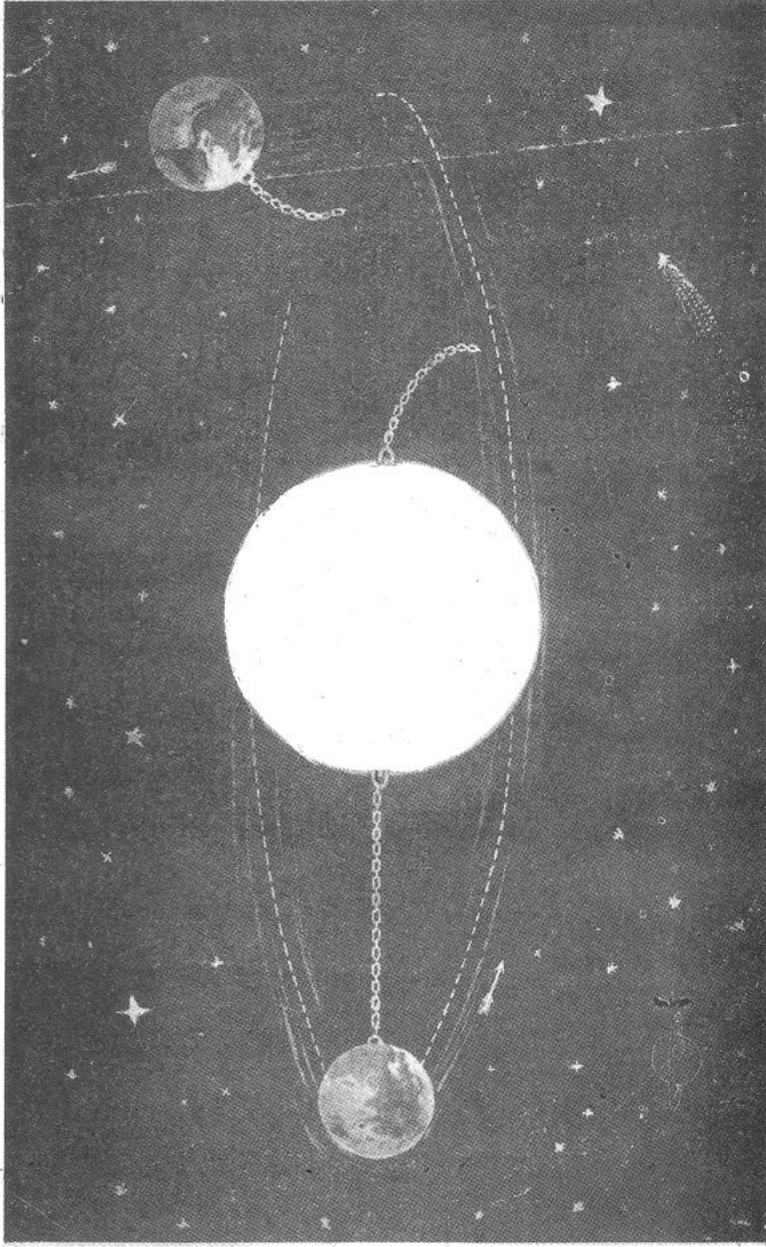
واقعہ یہ ہے کہ آفتاب ایسا ٹھوس اور سخت کمرہ نہیں جس طرح زمین سخت ٹھوس اور جامد کمرہ ہے۔ زمین پر اس کے جامد ہونے کی وجہ سے ہم چل پھر سکتے ہیں۔

لیکن بتقدیر فرض اگر ان سطح آفتاب پر پہنچ کر زندہ رہ سکے (اگرچہ وہاں زندہ رہنا کسی حیوان کے لیے محال ہے آفتاب کی شدید حرارت کی وجہ سے) اور پھر وہ وہاں چلنا پھرنا چاہے تو یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ آفتاب بخارات اور گیس کا کمرہ ہے۔ لہذا وہ شخص آفتاب کے اندر اس کے جوف کی طرف گھستا اور دھنستا چلا جائے گا۔

ماہرین کہتے ہیں کہ آفتاب آتشی کمرہ ہے۔ جو گرم تر گیسوں سے بنا ہوا ہے اور وہ گیسیں آتشی ہیں ان کے شعلے نہایت شدت سے بھڑکتے رہتے ہیں۔ شدت حرارت کی وجہ سے وہاں تمام عناصر لوہا، پتیل، سیسہ وغیرہ دھاتیں بخارات کی شکل میں ہیں۔ ماہرین لکھتے ہیں کہ سورج کی سطح کا درجہ حرارت ۱۲ ہزار ڈگری فارن ہیٹ یعنی تقریباً ۶۵۰۰ ڈگری سنٹی گریڈ، یہ پیرکچھوتے ہوئے پانی کے پیرکچھ ۶۵۰ گنا زیادہ ہے۔ ۶۵۰۰ کا پیرکچھ تو سورج کی بیرونی سطح کا ہے۔ مرکز شمس کی حرارت کے بارے میں اندازہ ہے کہ وہ دو کروڑ سے ۵۰ کروڑ ڈگری سنٹی گریڈ تک ہو سکتی ہے۔

قُلُّهَا وَسَطْحُهَا كَلُّهَا - ہَاجُ کا معنی ہے بھڑکنے والا۔ ہَيَّجَانِ کرنے والا۔ جوش مارنے والا۔ یقال ہَاجُ يَهْجُ (باب ضرب) آتشی ہَيَّجَانًا۔ بھڑکنے والا۔ جوش مارنا۔ موج مارنا۔ یغْلِي یعنی جوش مارنا۔ باب ضرب ہے۔ غَلِي الْقَدْرُ۔ ہانڈی کا جوش مارنا۔ انفجار کا معنی ہے پھٹنا۔ پانی کا جاری ہونا۔ قَوَارِئُ بفتح فاء جمع ہے قَوَارِئُ کی۔ اس کا معنی ہے پانی کا فوارہ۔ جس سے بڑی تیزی اور شدید قوت سے پانی بلند ہوتا ہو۔ قَوَارِئُ ضَخْمَةٍ کا معنی ہے ضخیم اور بڑا فوارہ۔ لَبَّ شَعْلَةٍ۔ اندلاع کا معنی ہے باہر کی طرف نکلنا۔ اندلِعُ اللسان کا معنی ہے زبان کا منہ سے باہر نکلنا۔





صورة دوران الأرض حول الشمس مع وجود التجاذب في جانب و مع انتفاء التجاذب في جانب آخر . اظهر المصور في هذه الصورة جاذبية الشمس في هيئة السلسلة الحديدية ترى في جانب من هذه الصورة ان الأرض تدور في مدارها حول الشمس و ذلك لبقاء سلسلة الحديد التي تقوم مقام الجاذبية و ترى في جانب آخر تباعد الأرض عن المدار و سقوطها في جهة مخالفة للمدار و ذلك لانقطاع السلسلة الحديدية .

ثم ان الشمس ليست بساكنة بل لها حركتان
مشهورتان

الأولى انها تسير بأسرتها من جميع أجرام النظام
الشمسي بسرعة ۱۱ ميلاً ونصف ميل في الثانية (۱/۲ ۱۱)
الى نجم مسعى بالنسبة لواقع
والثانية أنها تدور حول محورها من الغرب الى
الشرق

عبارت هذا کا مطلب یہ ہے کہ سورج گرم گیسوں کا آتشی کرہ ہے۔ لہذا ظاہر ہے
کہ اس کی سطح میں ہمیشہ طوفان کی طرح ہيجان ہوگا۔ اس کی سطح ہر وقت مد و جزر کی طرح مضطرب
و متحرک رہتی ہے۔ اس میں ہر لمحہ لہریں اٹھتی رہتی ہیں۔ علی الدوام اس کی سطح گرم ہانڈی میں پانی
کی طرح کھولتی اور جوش مارتی رہتی ہے اس سے ہیبت ناک اور دہشت ناک بڑے
بڑے آتشیں فوارے ہزاروں میل کی بلندی تک اٹھتے اور ٹپکتے رہتے ہیں۔ ہزار ہا میل
بلند شعلوں کا تلاطم ہر وقت آفتاب کی سطح پر برپا رہتا ہے۔ پس آفتاب جہنم کا ایک
نمونہ ہے۔

قولہ ثم ان الشمس ليست ساكنة۔ عبارت ہذا میں تحقیق پیش کی گئی ہے کہ آفتاب
ساکن نہیں ہے بلکہ وہ بہ یک وقت دو حرکتوں سے متحرک ہے۔

آفتاب کی پہلی حرکت یہ ہے کہ وہ نظام شمسی کے تمام اجرام و اجسام (سیارات و اقمار)
سمیت یعنی اپنے خاندان (سیارات و اقمار و شہب وغیرہ) سمیت برفار ۱/۲ میل فی سیکنڈ
کمکشاں کے ایک ستارے کی طرف رواں دواں ہے۔ اس ستارے کا نام نسر واقع
ہے۔ اُسرا کا معنی ہے خاندان۔ نسر واقع آسمان کے نصف شمالی میں روشن تارہ ہے۔ نسر واقع ہم سے
۳۰ نوری سال اور بقول بعض ۲۶ نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے۔

قولہ والثانية أنها تدور حول محورها۔ یہ آفتاب کی دوسری حرکت یعنی حرکت

ولكون الشمس كُرَّةٌ غازیةٌ غیر متصلیةٌ تختلف
سرعةً مناطق جرمها فاسرَّعُها خط استوائها ثم
الاقرب فالاقرب وابطأها ابعدها عن خط استوائها
وهی المناطق التي تلی قطبیها ثم الابعد فالابعد

محوری کا بیان ہے۔ مناطق جمع ہے منطقہ کی منطقہ کا معنی ہے جگہ۔ حصہ۔ خطہ۔ قطبین کے عین
وسط حصہ کُرَّہ متحرکہ اُس کُرَّہ کا خط استواء کہلاتا ہے۔ کُرَّہ غازیہ یعنی گیلی کُرَّہ۔
تفصیل کلام یہ ہے کہ آفتاب کی دوسری حرکت یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ پر یعنی
اپنے محور کے گرد مغرب سے مشرق کی طرف گردش کرتا ہے۔ لیکن اس کے دورے کی مدت
مختلف ہے۔ یعنی جسم شمس کے تمام حصوں کی نہ تو رفتار ایک ہے۔ اور نہ ان کے دوروں
کی مدت ایک ہے۔ بلکہ رفتار میں اور دوروں کی مدت میں اختلاف اور کمی بیشی ہے۔
اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ آفتاب ٹھوس کُرَّہ نہیں ہے بلکہ گیلی کُرَّہ ہے۔ آپنے زمین پر
گردوغبار کی شکل میں اپنی جگہ پر تیز گردش کرتے ہوئے بگولے کو دکھایا ہوگا۔ پس آفتاب کا جسم بھی
اسی طرح ہے اس کا جسم ٹھوس نہیں ہے۔ اس لیے اس کے جسم کے سارے حصے ایک رفتار سے
حرکت نہیں کرتے۔ بلکہ آفتاب کا خط استواء نہایت تیز رفتار ہے اور پھر درجہ بدرجہ خط
استواء سے قریب حصے تیز رفتار ہیں۔ جو حصے خط استواء کے جتنے قریب ہیں وہ اتنے ہی
تیز رفتار ہیں۔ اور جو حصے خط استواء سے بہت دور ہیں وہ سب کم رفتار والے ہیں۔
پس آفتاب کے قطبین کے قریب حصے بعید تر ہونے کی وجہ سے بطیٰ السیر ہیں۔
پھر وہ حصے بطیٰ ہیں جو اس کے بعد دو کُر درجہ پر بعید ہیں خط استواء سے۔ بعد وہ
خط جو تیس کُر درجہ پر بعید ہیں وہ کذا۔

بیان ہذا سے معلوم ہو گیا کہ جرم شمس کے مختلف خطوں اور حصوں کے دورہ محوریہ
کی مدتیں مختلف ہوں گی۔ اگلی عبارت میں اس کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔

فخط استواء الشمس يُتَمَّ الدَّوْرَةُ المحوريَّةُ في
 ۲۵ يومًا تقريبًا وما بُعد عن خط الاستواء يُتَمَّ الدَّوْرَةُ
 المحوريَّةُ في ۲۷ يومًا - ۲۸ يومًا - ۲۹ يومًا - ۳۰ يومًا -
 ۳۱ يومًا - ۳۳ يومًا فصاعدًا حيث تتزايد مدَّة الدَّوْرَةِ
 حسب التباعد عن خط استوائها
 ثم إنَّ الشمس أكبر حجمًا من الأرض ۱۳۰۰۰۰ مرَّة
 ومن مجموع السَّيَّارات ۷۰۰ مرَّة

قولہ فخط استواء الشمس یعنی جسم آفتاب کے مختلف حصے مختلف زمانوں میں
 حرکت محوریہ کا دورہ مکمل کرتے ہیں۔ جو حصہ جتنا تیز رفتار ہو وہ اتنا کم وقت میں دورہ مکمل کرتا ہے
 اور جو حصہ جتنا کم رفتار ہو وہ اتنا ہی زیادہ وقت میں دورہ پورا کرتا ہے۔
 ماہرین لکھتے ہیں کہ آفتاب کا خط استواء تقریباً ۲۵ دن میں محوری دورہ پورا کرتا ہے۔
 پھر جوں جوں خط استواء سے قطبین کی طرف جاتے ہیں توں توں وہ زیادہ لمبے وقت میں دورے
 مکمل کرتے ہیں۔

مثلاً خط استواء سے کچھ فاصلہ پر دورہ ۲۷ دن میں تام ہوتا ہے۔ آگے بڑھتے جائیں تو
 بعض حصے ۲۸ دن میں۔ بعض ۲۹ دن میں۔ بعض ۳۰ دن میں۔ بعض ۳۱ دن میں۔ بعض ۳۲ دن میں۔ بعض ۳۳ دن
 میں۔ اور قطبین کے بالکل قریب خطے اس سے بھی کچھ زیادہ زمانہ میں دورہ مکمل کرتے ہیں۔
 اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ آفتاب ٹھوس اور سخت نہیں ہے۔ اگر زمین کی طرح
 آفتاب ٹھوس جسم والا کرہ ہوتا تو جسم کے تمام اجزاء ایک ہی زمانے میں اور ایک ہی مدت
 میں حرکت محوریہ کا دورہ مکمل کرتے۔

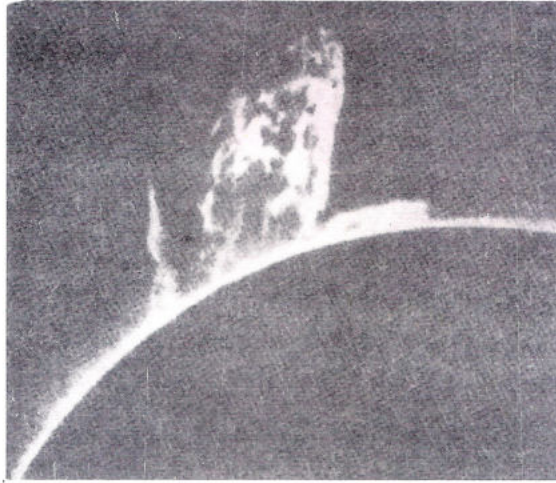
قولہ ثمران الشمس اکبر لہ۔ حجم کا معنی ہے جسامت۔ جاذبیۃ یعنی قوت کشش۔
 کیلو گرام۔ یہ معرب کیلو گرام ہے۔ ایک کیلو گرام کا وزن ایک ہزار گرام کے برابر ہے۔ پس



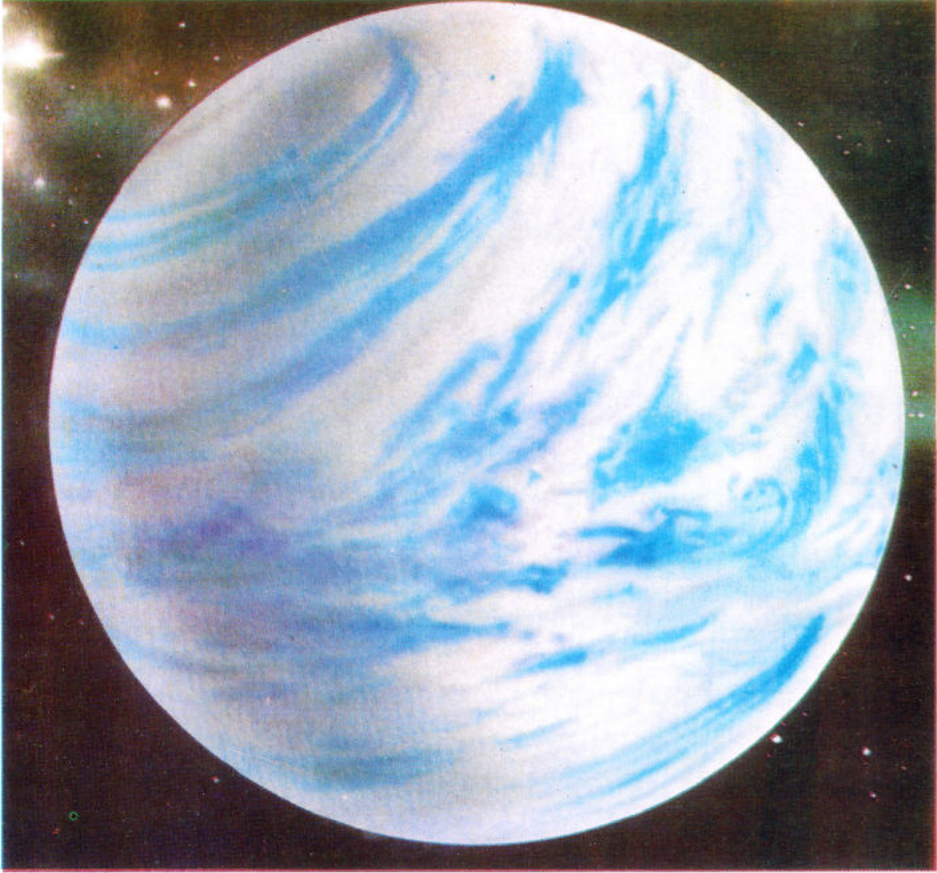
صورة شعايل الشمس المرتفعة عن سطحها



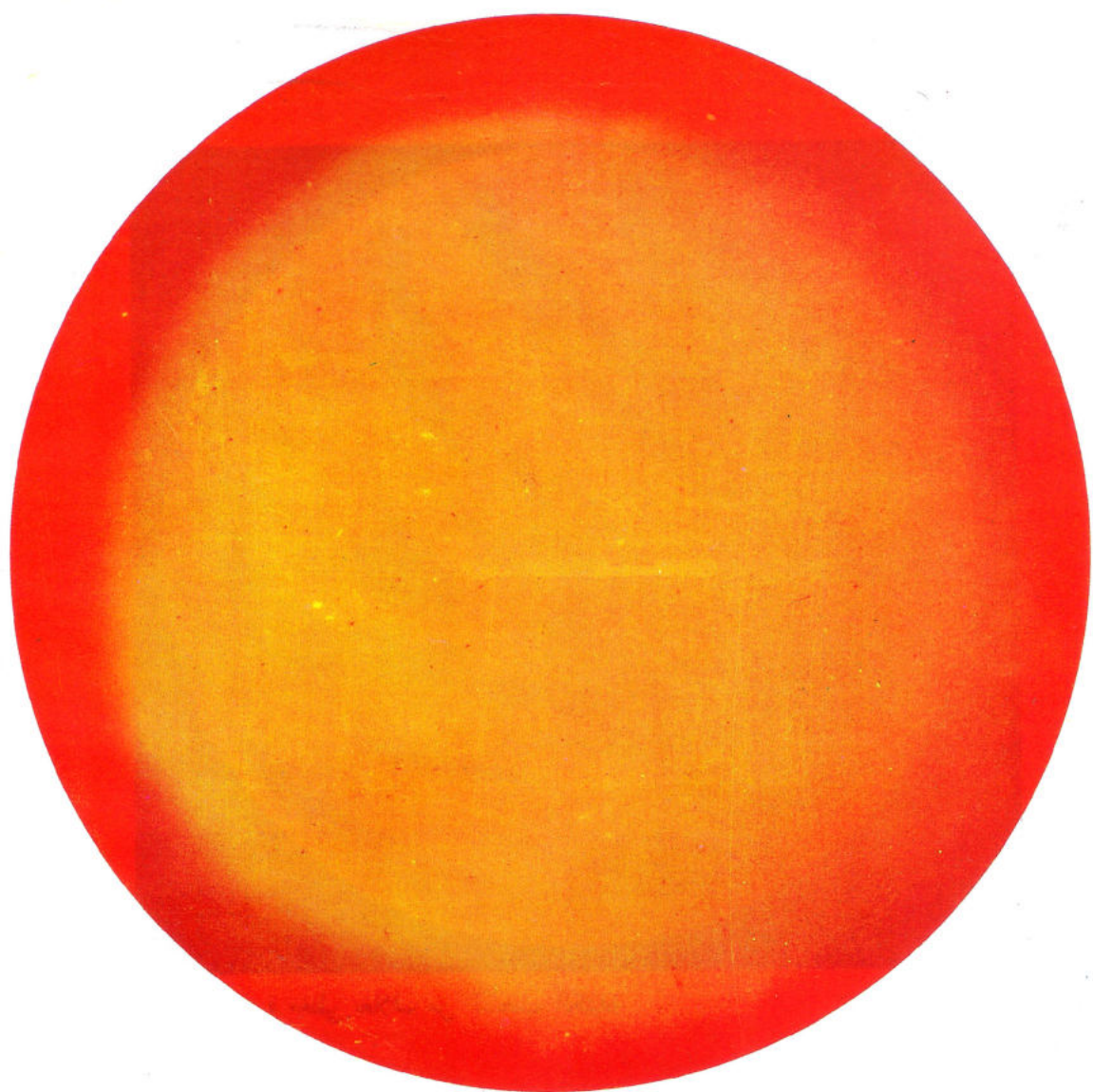
المريخ ، الكوكب الأحمر



صورة مأخوذة من شواظ الشمس وهو يندلع الهبة طويلة تخرج من الغلاف القرمزي
وتبعد أحيانا مئات الآلاف من الأميال ، وتتخذ أشكالا شتى .



كوكب الزهرة مغطى بغلاف من السحب الكثيفة

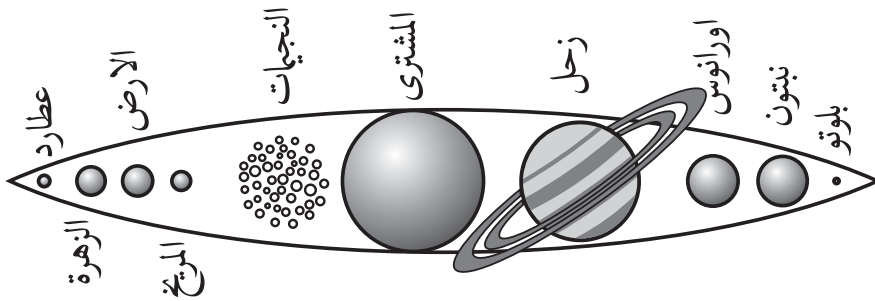


الشمس وجرمها الوهاج



الشكل (١)

هذان الشكلان (١) (٢) يوضحان حجم الشمس بالنسبة الى أحجام السيارات بانفرادها و بمجموعها كما يوضحان النسبة بين أحجام السيارات فيما بينهم



الشكل (٢)

الشمس و السيارات مرسومة بمقياس واحد
السيارات مرتبة حسب بعدها عن الشمس و منها نرى كيف تتزايد أقطارها حتى المشتري ثم
تتناقص . و المرسوم تبعا لمقياس واحد هو الأقطار فقط لا المسافات لأن هذه لو روعي فيها
مقياس واحد لكانت الأرض على بعد ١١ ياردة و بلوتو على بعد $\frac{1}{4}$ ميل من الشمس .

ووزنهاضعف وزن الارض... ۳۳۲ مرّۃ
 وجاذبتہاضعف جاذبتہ الارض ۲۸ مرّۃ فماین
 علی الارض کیلوگراما واحدا یزن علی الشمس ۲۸ کیلوگراما
 علی ما حققہ مہرۃ هذا الفین

یہ ہمارے بلاد میں معروف انگریزی سیر (۸۰ تولہ) سے کچھ زائد ہے۔
 عبارت ہذا میں تین باتیں بتلائی گئی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ باعتبار حجم و جسامت
 آفتاب زمین سے ۱۳ لاکھ گنا بڑا ہے تقریباً۔ پس اگر زمین کے برابر ۱۳ لاکھ گروہ جمع
 کیے جائیں تو ان مجموعہ گروہ کا حجم شمس کے برابر ہوگا۔ اسی طرح آفتاب مجموعہ ستاروں کے
 ... گنا بڑا ہے۔ لیکن مادہ شمسی چونکہ کیسی حالت میں ہے اس لیے شمسی مادہ بہت ہلکا ہے
 ارضی مادہ سے۔

عبارت ہذا میں دوسری بات وزن شمس سے متعلق ہے۔ یعنی آفتاب کا وزن زمین
 کے وزن سے تین لاکھ ۳۲ ہزار گنا ہے۔
 تیسری بات آفتاب کی قوت کشش سے متعلق ہے۔ یعنی آفتاب کی قوت کشش زمین
 کی قوت کشش سے ۲۸ گنا زیادہ ہے۔ لہذا جس جسم کا وزن زمین پر ایک کیلو ہوگا اُس کا
 وزن آفتاب پر ۲۸ کیلو ہوگا۔ اور جو شخص زمین پر ۲۸ فٹ اونچی چھلانگ لگا سکے وہ آفتاب
 پر صرف ایک فٹ چھلانگ لگا سکے گا۔ اور جس شخص کا وزن زمین پر دو من ہو اس کا وزن
 آفتاب پر ۵۶ من ہوگا۔



فصل

فی الارض

○ الارض کُرَةٌ لکنَّها لیست تامَّةً الاستداسِ راة
بل هی مثل البرتقال مُفرطحةً عند القطبین و
مُنْبَعِجَةً عند خط الاستواء

فصل

قولہ الارض کُرَةٌ لکنَّ۔ فصل ہذا میں زمین کی کُرّ ویت، اُس کے قطر محیط
اور مساحت سطح کی مقدار۔ پانی اور خشکی کی نسبت اور بلند تر پہاڑ کا بیان ہے۔
بُرْتَقَال کا معنی ہے سنگترہ۔ مثلاً۔ مفرطحة بفتح طاء صیغہ اسم مفعول ہے ای مسطحہ وغیر
مستدیرہ۔ يقال فُرُح اشی ای جعلہ عریضاً۔ یعنی زمین کے قطبین کا حصہ کچھ دبا ہوا ہے۔

ولذا اختلف قطرها القطبي والاستوائی کما
 اختلف محیطاها القطبی والاستوائی
 فقطرها الاستوائی ۷۹۲۸ میلًا وقطرها الواصل
 الی القطبین ۷۹۰۰ میل
 ومحیطها المسامت لخط الاستواء ۲۴۹۰۰ میل و
 ومحیطها المار بالقطبین ۲۴۸۱۹ میلًا

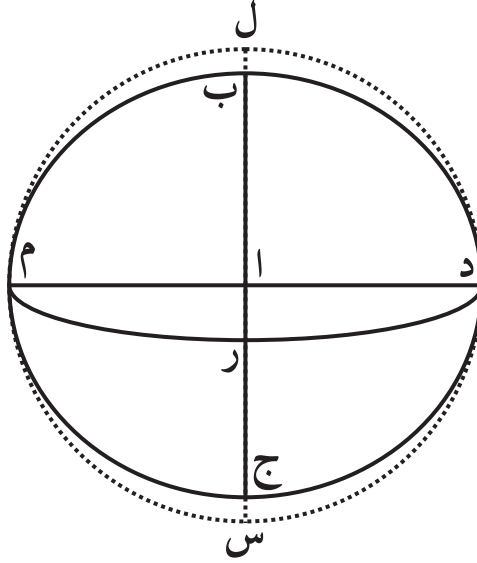
اور پوری طرح گول نہیں ہے۔ منبجہ ای مرفعتہ اس سے مراد ہے ابھرا ہوا۔ استدرا کا معنی
 ہے گول۔

یعنی زمین ویسے تو گول کچھ ہے۔ لیکن وہ پوری طرح گول نہیں ہے۔ کیونکہ خط استوا
 کا حصہ قدرے ابھرا ہوا ہے۔ اور قطبین کا حصہ گول ہونے کی بجائے مرکز کی طرف دبا ہوا
 اور چپکا ہوا ہے۔ لہذا زمین کی گولائی مالٹے کی سی ہے نہ کہ گیند کی سی۔ اس لیے زمین کے
 قطر قطبی اور قطر خط استوائی کی لمبائی میں تقریباً ۲۸ میل کا فرق ہے۔ اس فرق کا بیان
 آگے عبارت میں آ رہا ہے۔

قولہ ولذا اختلف قطرها الخ۔ قطر اس فرضی و خیالی خط کا نام ہے جو کرہ کی
 جانبین میں پہنچے مرکز پر گزرتے ہوئے۔

قطر استوائی سے مراد وہ قطر ہے جو قطبین کے عین وسط میں اوپر نیچے کھینچا جائے۔
 لہذا اس کی دونوں طرفین اوپر نیچے خط استوا میں پہنچتی ہیں۔ کچھ متحرک کے قطبین کے
 عین وسط میں مفروض و خیالی دائرہ اس کرے کا خط استوا کہلاتا ہے۔
 قطر قطبی سے مراد وہ خیالی و وہی خط ہے جو ایک قطب سے دوسرے قطب
 تک پہنچے مرکز زمین پر گزرتے ہوئے۔

محیط زمین سے مراد وہ دائرہ ہے جو سطح ارض پر زمین کے گرد کھینچا جائے۔ محیط
 استوائی سے مراد ہے وہ خیالی دائرہ جو سطح ارض پر اس کے قطبین کے عین وسط میں



هذه صورة الارض البرتقالية فالخط المستدير "ج-د-ب-م" الارض و "ا" مركزها و "ب" قطبها الشمالى و "ج" قطبها الجنوبي و "د-ر-م" خط الاستواء و "ب-ا-ج" قطرهما القطبي و هو اقصر من "د-ا-م" الذى هو قطبها الاستوائى و لو لم تكن الارض مفرطحة و كانت كرة كاملة لكانت صورتها مثل "د-ل-م-س" نعى الخط المستدير المؤلف من النقاط .

ومساحتُ جميع سطح الارض ۱۹۷۰ امیل
 مربع والمغسول بالماء من سطح الارض ۱۲۱ امیل
 مربع والسطحُ الیابس من ۵۶ میل مربع
 فالمغسول بالماء ۷۱ فی المائة والیابس ۲۹ فی المائة و
 النسبة بينهما هی النسبة بین ۵۲ و ۷۱

فرض کیا جائے۔ محیط قطبی سطح ارض پر وہ دائرہ ہے جو زمین کے ارد گرد اس کے دونوں قطبوں پر گزرے۔

تفصیل کلام یہ ہے کہ زمین کی شکل جو کہ گیند کی طرح نہیں بلکہ کتو اور مالٹے کی طرح ہے اس لیے زمین کا قطر قطبی اور قطر استوائی کا طول مختلف ہے۔ نیز اسی وجہ سے اس کا محیط قطبی و محیط استوائی بھی آپس میں مختلف ہیں۔ چنانچہ زمین کا قطر استوائی ۷۹۲۸ میل لمبا ہے۔ اور قطر قطبی کا طول ہے ۷۹۰۰ میل۔ دونوں میں فرق تقریباً ۲۸ میل کا ہے۔

اسی طرح زمین کے محیط استوائی کا طول ہے ۲۴۹۰۰ میل۔ اور محیط قطبی کا طول ہے ۲۴۸۱۹ میل۔ دونوں میں تفاوت اور فرق تقریباً ۸۱ میل کا ہے۔
 قولہ ومساحتُ جميع سطح الارض۔ عبارت ہذا میں زمین کی ساری سطح کی مساحت و مقدار (مساحت کا معنی ہے پیمائش۔ مقدار۔ فاصلہ و مقدار طول و عرض) مربع میلوں میں بتائی گئی ہے۔ مغسول بالماء کا معنی ہے پانی میں ڈوبا ہوا۔ اس کا مقابل ہے یابس یعنی خشکی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ زمین کی ساری سطح کی مقدار ہے ۲۰ کروڑ مربع میل سے ۳۰ لاکھ مربع میل تک۔ یعنی ۱۹ کروڑ ۷۰ لاکھ مربع میل۔ یہ تو ساری زمین کی سطح کی مقدار ہے۔ اس مقدار کا زیادہ حصہ یعنی ۱۴ کروڑ ۱۰ لاکھ مربع میل پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور سطح ارض کا بقیہ حصہ یعنی ۵ کروڑ ۶۰ لاکھ مربع میل یابس یعنی خشک ہے۔ لہذا

يابس



شكل ألف



ماء

شكل ب

واعلیٰ جبال الارض مطلقاً من جبل هلايا
مسماة بافرست (ایورسٹ) وقد اُرتفاعها ۲۹۱
قدماً
ولهم علیٰ کرویۃ الارض ادلتُّ کثیرة قویۃ منها

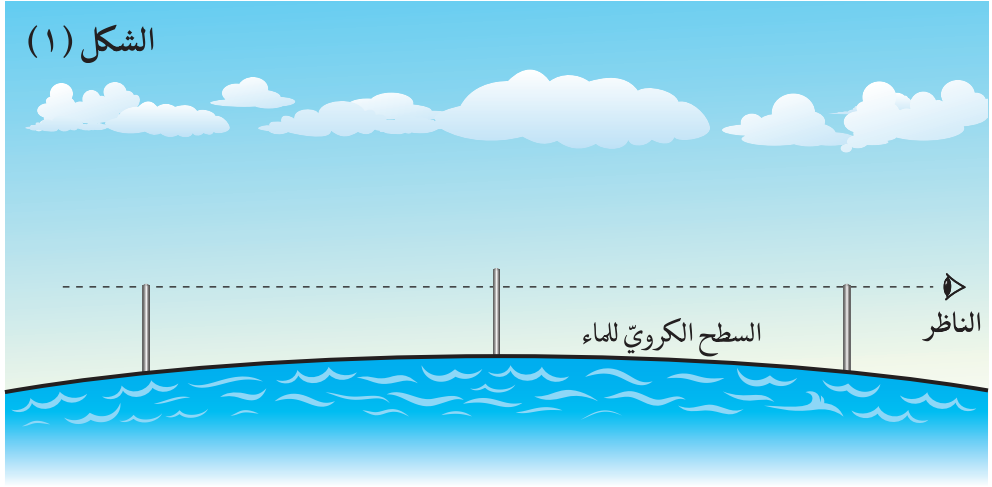
سطح ارض کی پانی خشکی میں وہ نسبت ہے جو دو اور پانچ میں ہے۔
پس زمین کی سطح کا $\frac{2}{5}$ حصہ خشک ہے۔ یعنی دو حصے خشکی کے ہیں اور پانچ حصے پانی کے ہیں۔

ماہرین کہتے ہیں کہ ۱ فیصد حصے پر پانی ہے اور ۲۹ فیصد حصہ خشک ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ خشک حصہ بہت کم ہے۔

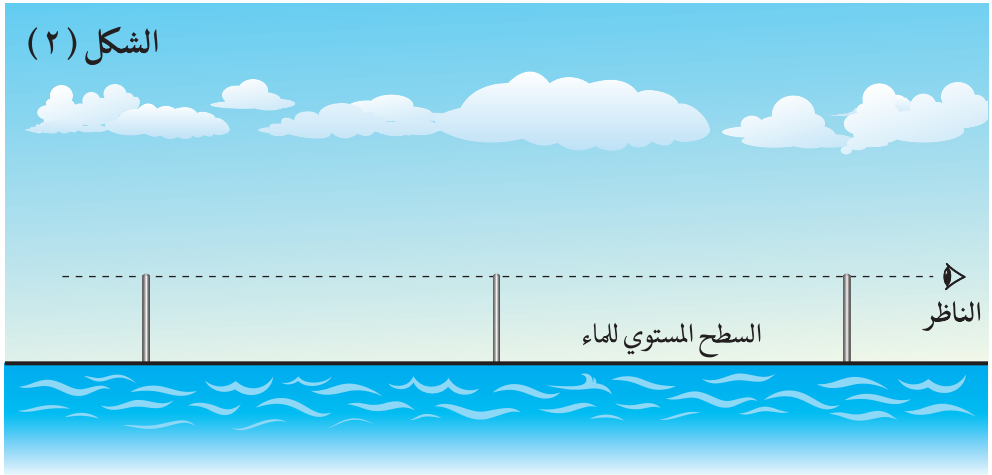
یہ بات بھی یاد رکھیے کہ مذکورہ صدر خشک حصے کے صرف بعض حصوں سے انسان منافع حاصل کر سکتا ہے۔ خشک حصہ سارا کا سارا انسان کے استعمال کے قابل نہیں ہے۔

اس خشک حصہ میں پہاڑ بھی ہیں۔ بلند و بالا ٹیلے بھی ہیں اور جنگلات بھی ہیں۔
قولہ واعلیٰ جبال الارض ملکہ۔ یعنی زمین پر بلند تر پہاڑ ہمالیہ کی ایک چوٹی ہے۔ جس کا نام ایورسٹ ہے۔ عربی میں اسے افرست کہتے ہیں۔ اور کوہ ہمالیہ کو ہملایا کہتے ہیں۔ ایورسٹ کی بلندی ہے ۲۹۱۴۱ فٹ۔ اس کے بعد دو سر درجے پر بلندی پہاڑ کے، ٹو کی ہے۔ یہ پاکستان میں واقع ہے۔ متعدد ماہرین جغرافیہ کے قول کے مطابق ایورسٹ کی بلندی ہے ۹۶۰۰ میٹر۔ اور کے ٹو کی بلندی ہے ۹۴۱۰ میٹر۔ اس کے بعد بلند تر چوٹی کنچن جنگا ہے جو ایشیا ہی میں ہے۔ اس کی بلندی ہے ۹۳۰۰ میٹر۔ اس کے بعد بلند چوٹی منیا کوٹکا ہے اس کی بلندی ہے ۸۳۰۰ میٹر۔ چوتھے نمبر پر کوہ سٹالن (روس) ہے اس کی بلندی ہے ۸۱۰۰ میٹر۔

قولہ ولہم علیٰ کرویۃ الارض ملکہ۔ رکبہ گاڑنا۔ اعمدة جمع عمود ہے۔ عمودے سیدھی لکڑی مراد ہے۔ عبارت ہذا میں زمین کی کرویۃ پر ایک دلیل کا ذکر ہے جو ایک تجربہ پر متفرع ہے۔



هذا الشكل (١) يدلُّك على أنَّ سطح الماء كرويّ تبعًا لكرويّة سطح الأرض ولذا ترى رأس العمود المتوسّط مرتفعًا بالنسبة إلى رأسي الطرفين كما يظهر من هذا الخط المستقيم



هذا الشكل (٢) يوضح انه لو كان سطح الماء و سطح الأرض مستويين أى مسطحين غير كرويّين لكان حال الأعمدة الثلاثة مثل هذه الصورة و لمَرَّ الخطُّ المستقيم على رؤوس الأعمدة الثلاثة من غير ارتفاع و انحطاط

تجربۂ بعض مہرۃ البریطانیا فانہ رکز فی نہر مستویۃ
الارض ثلاث اعمدة من الخشب طویلۃ
بحیث ارتفع رأس کل عمود منها من سطح الماء

۱۳ قدمًا و ۷ بوصات
وكان البعد بین کل عمودین منها نحو ثلاثۃ

أمیال

ثم نظرتلسکوبہ من رأس عمودٍ منها الی الآخرین
فظهر لہ ان رأس العمود المتوسّط اعلیٰ و ارفع من رأسی
الآخرین

وهذا یدلّ علی ارتفاع محلّ العمود الوسطانی
بالنسبة الی محلّی العمودین الآخرین

ایک سائنس دان ڈاکٹر اے۔ آر۔ واس نے ۱۸۷۷ء میں انگلینڈ کی ایک
نہر میں یہ تجربہ اس طرح کیا کہ اس نے اس نہر میں تین بانس ایک ہی لائن میں تین
تین میل کے فاصلے پر اس طرح گاڑے کہ ان میں سے ہر ایک پانی کی سطح سے
۱۳ فٹ ۴ انچ اونچا تھا۔ پھر دور بین سے ان کے سروں پر نظر ڈالی تو معلوم
ہوا کہ درمیانے بانس کا سر ادوسر بانسوں سے اوپر اُبھرا ہوا ہے۔

اور یہ بات اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ پانی کی سطح درمیان میں
اُبھری ہوئی ہو۔ اور پانی چونکہ زمین پر ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ درمیانے

وهذا الامر تفاع نتيجة كروية مجرى الماء
من الارض فتبت ان سطح الارض جميعها مستدير
وان الارض كروية ❖

باس کی جگہ پر زمین اُبھری ہوئی اور گول ہے۔ اسی وجہ سے درمیانے بانس کا
سرا دو سر بانسوں کے سروں سے اُبھرا ہوا اور کچھ اونچا نظر آتا ہے۔
لہذا ثابت ہوا کہ زمین کی ساری سطح مُستدیر (گول) ہے۔ اور زمین ایک
کُرّہ ہی ہے۔ کُرّہ کی سطح گول ہی ہوتی ہے ❖



فصل

فی القارّات

فصل

قولہ فی القارّات الخ۔ قارّۃ کا معنی ہے بڑا عظیم۔ اس کی جمع قارّات ہے۔
 فصل ہذا میں زمین کے سات بڑا عظیموں کا ذکر ہے۔ بڑا عظیموں کا یہ بیان قدیم علم
 ہیئت میں ہفت اقلیموں کی بحث سے مشابہ ہے۔ ہفت اقلیموں کی بحث ہیئت
 جدید کے طلبہ کے لیے بھی نہایت مفید ہے۔ اس لیے علماء و طلبہ کا ہر اقلیم کے مبداء و
 منتہی پر اور ہر ایک میں واقع ممالک۔ مقامات مشہورہ اور بلاد کبیرہ پر مطلع ہونا زمین کا
 جغرافیہ جاننے کے لیے بہت ضروری ہے۔ ہفت اقلیم کی طرف زمین کی تقسیم قدیم
 کے اس دعوے پر مبنی ہے کہ زمین کا نصف شمالی ہی (بلکہ نصف شمالی کا بھی تقریباً
 نصف یعنی ربع سطح ارض) انسان کا مسکن ہے اور نصف جنوبی غیر آباد ہے۔ اس میں
 انسان کی آبادی قلیل بلکہ اقل و نادر ہے۔ والاقل الاندر کا معدوم۔ لیکن آج کھائی دور
 میں یہ دعویٰ غلط ثابت ہو گیا ہے۔ کیونکہ تمام ماہرین جغرافیہ جانتے ہیں کہ زمین کے

علماء الجغرافيا والهيئة قسموا البر من الارض
الى سبعة اقسام تسهيلا لفهم جغرافيا الارض و
تيسير المعرفة بمواقع البلاد والدول



نصف جنوبي میں بھی کافی تعداد میں انسان موجود ہیں۔ اس میں کئی بڑے ممالک واقع ہیں مثل
آسٹریلیا وغیرہ۔

قولہ الى سبعة اقسام الخ۔ جغرافیا زمین کی سطح کی تفصیلات۔ مثلاً زمین کا نقشہ۔
مختلف ملکوں کے نقشے۔ طبعی حالات۔ سائنسی تقسیمات۔ مقالات اور شہروں کے محل وقوع۔
ان سے متعلق موسموں اور آب و ہوا کے احوال سے متعلق علم کو علم جغرافیا (جغرافیہ) کہا جاتا ہے۔
مواقع جمع موقع ہے اس کا معنی ہے محل وقوع۔ دُول جمع دُولت ہے ملک۔ یعنی علمائے جغرافیہ

وَسَمَوَاتٍ كُلِّ قِسْمٍ مِنْهَا قَارَّةٌ وَهَذِهِ أَسْمَاءُ الْقَارَّاتِ
السَّبْعِ - قَارَّةُ آسِيا وَهِيَ اعْظَمُهَا وَاسْعُهَا - قَارَّةُ
افْرِيقِيا - قَارَّةُ اَوْرُوپِيا - قَارَّةُ امْرِیکا الْبُجُوبِیَّةِ - قَارَّةُ
امْرِیکا الشَّمَالِیَّةِ - قَارَّةُ الْقُطْبِ الْبُجُوبِیِّ الْمُسَمَّاةِ بِقَارَّةِ
انْتَارِکْتِیکا

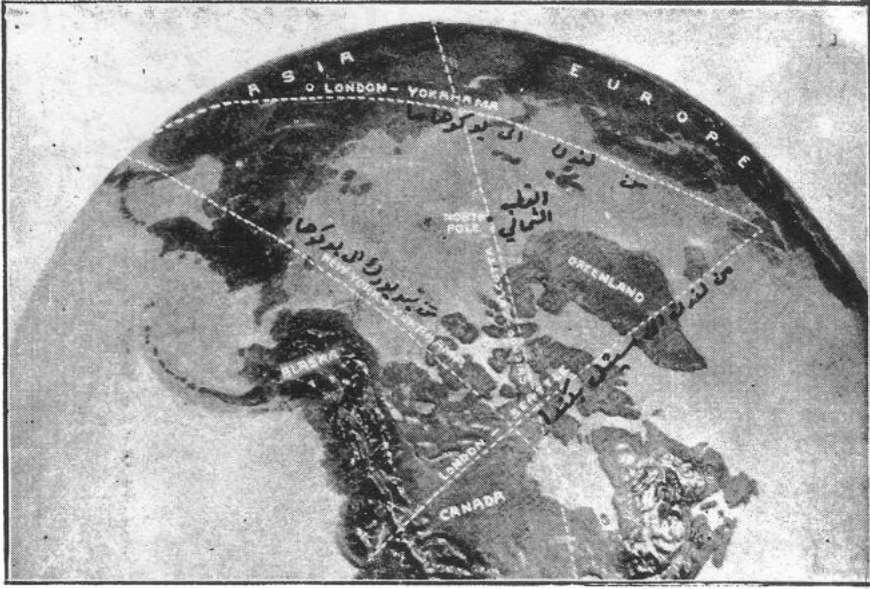
وَعِلْمُ هِیْتِ نَے زَمِینِ کَے خُشکِ حَصَّہ (بَرّ کا مَعْنی ہے خُشکی) کو ساتِ حَصّوں میں مُنْقَسِمِ کیا ہے۔
ہر حَصّہ کا نام انہوں نے قَارَّہ (بَرّ اعْظَم) رکھا ہے۔ اس تَقْسِیمِ میں کئی فَوَائِدِ مِلْخُوْطِ ہیں۔ اوّل یہ
کہ اس سے سَطْحِ زَمِینِ کا جُغرافیہ سَمجھنا اور مُخْتَلَفِ مَلْکُوں اور شہروں کے مَحَلِّ وُقُوعِ کا سَمجھنا آسان
ہو تا ہے۔

قَوْلُہِ وَسَمَوَاتٍ كُلِّ قِسْمٍ مِلَّ - حَاصِلِ کَلَامِ یہ ہے کہ ماہِرِینِ نے ان ساتِ حَصّوں
میں سے ہر حَصّہ کا نام قَارَّہ (بَرّ اعْظَم) رکھا ہے۔ پھر قَارَّہ کی اَضَافَتِ کَر کے ہر ایک بَرّ اعْظَم کو
دو کَر سے مُتَمازِ کَرنے کے لیے خَاصِ نام سے مَوْسُومِ کَر دیا ہے۔ ان ساتِ بَرّ اعْظَموں کے
خَاصِ نام یہ ہیں :-

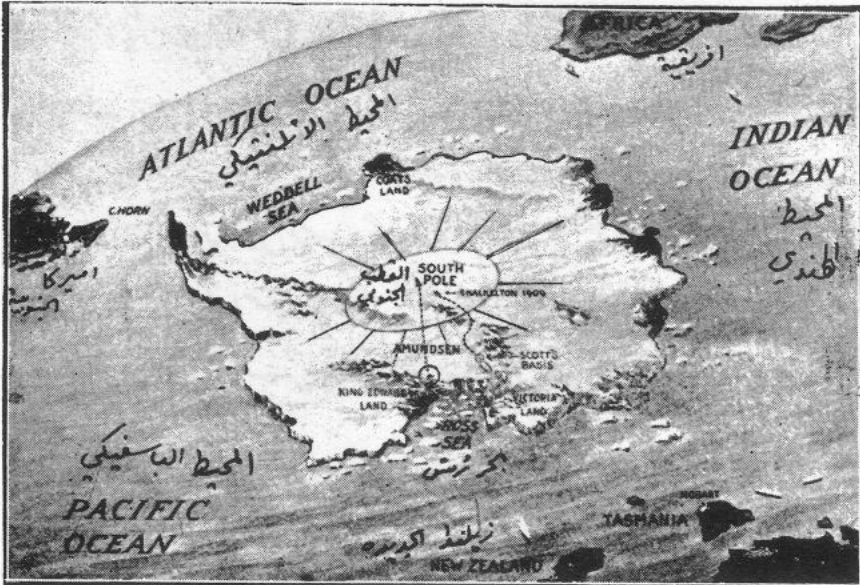
(۱) بَرّ اعْظَمِ ایشِیا۔ اسے لُغَتِ عَرَبِیَّہ میں اَسیا کہتے ہیں۔ اس کا رقبہ ہے
..... ۱۷ مربع میل۔ یہ تمام بَرّ اعْظَموں سے بڑا ہے۔ پَاکِستان۔ ہِنْدُستان۔ اَفْغانِستان۔
اِیران۔ سَعُودی عَرَب۔ عِرَاق۔ شام۔ یَمَن۔ بَنگلہ دیش۔ چِین بَرّ اعْظَمِ ایشِیا میں واقع
ہیں۔

(۲) بَرّ اعْظَمِ افریقہ۔ اس میں تمام افریقی ممالک واقع ہیں۔ مصر اور لیبیا افریقی
ممالک ہیں۔ اس کا رقبہ ہے ۱۱۶ مربع میل۔

(۳) بَرّ اعْظَمِ یورپ (لُغَتِ عَرَبِیَّہ میں اسے اُورُوبا و اُوربا کہتے ہیں) برطانیہ۔
فرانس۔ جرمنی یورپی ممالک ہیں۔ اس کے رقبہ کی وسعت ہے ۳۸ مربع میل۔
(۴) بَرّ اعْظَمِ بَجنوبی امریکا۔ اس کا رقبہ ہے ۷ مربع میل۔



فوق المنطقة التي تحيط بالقطب الشمالي تمر أقصر الخطوط التي تصل
بين طائفة من أكبر مدن الأرض



القارة المنجمدة الجنوبية وما حولها

قارۃ اوسترالیا

(۵) بر اعظم شمالی امریکا۔ اس کا رقبہ ہے ۹ مربع میل۔

(۶) بر اعظم قطب جنوبی۔ اس کا رقبہ ہے ۵ مربع میل۔ اسے انٹارکٹیکا،

(انٹارکٹیکا) بھی کہتے ہیں۔ یہ بر اعظم نیا دریافت شدہ ہے۔ تھوڑی مدت ہوئی کہ اس کا پتہ چلا ہے۔ کچھ مدت قبل تک لوگ اس سے ناواقف تھے۔ یہ سائنسی تحقیق کا برسوں سے مرکز ہے۔ اب سیاحوں کو بھی وہاں جانے اور سیاحت کی اجازت ملنے والی ہے۔

عالمی قانون کے تحت انٹارکٹیکا کے تقریباً ۴۲ فیصد رقبے پر حکومت آسٹریلیا کا حق تسلیم کیا جاتا ہے۔ لہذا آسٹریلیا کی پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ انٹارکٹیکا میں سیاحوں کے لیے مقامات بنائے جائیں تاکہ قومی آمدنی میں اضافہ ہو سکے۔

(۷) بر اعظم آسٹریلیا۔ اسے جزیرہ اوقیانوسیہ بھی کہتے ہیں۔ یہ سب سے چھوٹا

بر اعظم ہے۔

قولہ قارۃ اوسترالیا الخ۔ بعض ماہرین کہتے ہیں کہ اس کا رقبہ ۷۸۲۳۰۰ مربع

کیلومیٹر ہے۔ یا ۷۸۱۴۵۸۱ مربع میل ہے۔ بالفاظ دیگر اس کا رقبہ ہندستان و پاکستان

دونوں کے رقبے کا دو گنا ہے۔ آسٹریلیا (اوسٹریلیا) دنیا کے سب سے بڑے سمندر بحر

الکھل میں ایک جزیرہ ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ دنیا کا واحد بر اعظم ہے جس میں

ایک ہی حکومت قائم ہے۔ یہ بحرۃ ارض کے جنوبی حصے میں واقع ہے۔ اس لیے جب زمین

کے شمالی حصے پاکستان وغیرہ میں موسم گرما ہو تو آسٹریلیا میں موسم سرما ہوتا ہے۔ اور

جب ہمارا موسم سرما ہو تو آسٹریلیا میں موسم گرما ہوتا ہے۔ ایک ملک کی حیثیت سے

اس کا نام کامن ویلتھ آف آسٹریلیا یعنی آسٹریلیا کی دولت مشترکہ ہے۔ بہر حال یہ ایک

جزیرہ بھی ہے اور ایک بر اعظم بھی۔

اوسٹریلیا کے بارے میں ایک دل چسپ بات یہ ہے کہ برطانیہ نے اوسٹریلیا پر

قبضہ کرنے کے کچھ عرصے بعد وہاں ایک بحری بیڑے میں سزا یافتہ مجرم بھیجے۔ مجرموں کو

لے جانے والا بحری بیڑا سڈنی کے قریب پورٹ جیکسن میں ۲۶ جنوری ۱۷۸۸ء کو پہنچا اور اس

کے بعد وہاں جو پہلی بستی بسائی گئی وہ برطانیہ کے مجرموں کی تھی ۱۷۸۸ء سے ۱۸۶۸ء تک کے

اسی برس میں ۱۶۰۰۰۰ مجرم وہاں بھیجے گئے۔ رفتہ رفتہ اور لوگ بھی پہنچتے گئے۔ ۱۸۵۰ء میں جب اوسٹریلیا میں سونا دریافت ہوا تو کئی ملکوں کے لوگ وہاں پہنچ گئے۔ ۱۹۰۱ء میں آسٹریلیا کی چھ ریاستوں (صوبوں) کو ملا کر وہاں ایک مرکزی حکومت قائم کر دی گئی۔ دارالحکومت کا نام کینبرا ہے۔ سب سے بڑی بندرگاہ سڈنی ہے۔ کامن ویلتھ آف اوسٹریلیا کی چھ ریاستوں کے نام یہ ہیں نیو ساؤتھ ویلز۔ وکٹوریا۔ کوئنزلینڈ۔ جنوبی افریقہ۔ مغربی افریقہ۔ اور تسمانیہ۔ ان کے علاوہ شمالی علاقہ اور دارالحکومت، مرکزی حکومت کی نگرانی میں ہیں۔

اوسٹریلیا ایک چپٹا براعظم ہے۔ یعنی اس میں پہاڑی سلسلے بہت کم ہیں۔ سب سے اونچی چوٹی نیو ساؤتھ ویلز میں واقع ہے جسے ماؤنٹ "کوئی اسکو" کہتے ہیں۔ سطح سمندر سے ۲۲۲۸ میٹر (۷۳۲۸ فٹ) کی بلندی پر واقع ہے۔

اتنے بڑے ملک میں جس کا رقبہ ہندستان اور پاکستان دونوں کے رقبے سے دگنا ہے کل آبادی ۱۶ ملین یعنی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ہے یعنی ہمارے ایک صوبے سندھ سے بھی کم ہے۔ اگر آبادی کے لحاظ سے رقبہ کا حساب لگایا جائے تو فی مربع کیلومیٹر دو آدمیوں کا اوسط بنتا ہے۔

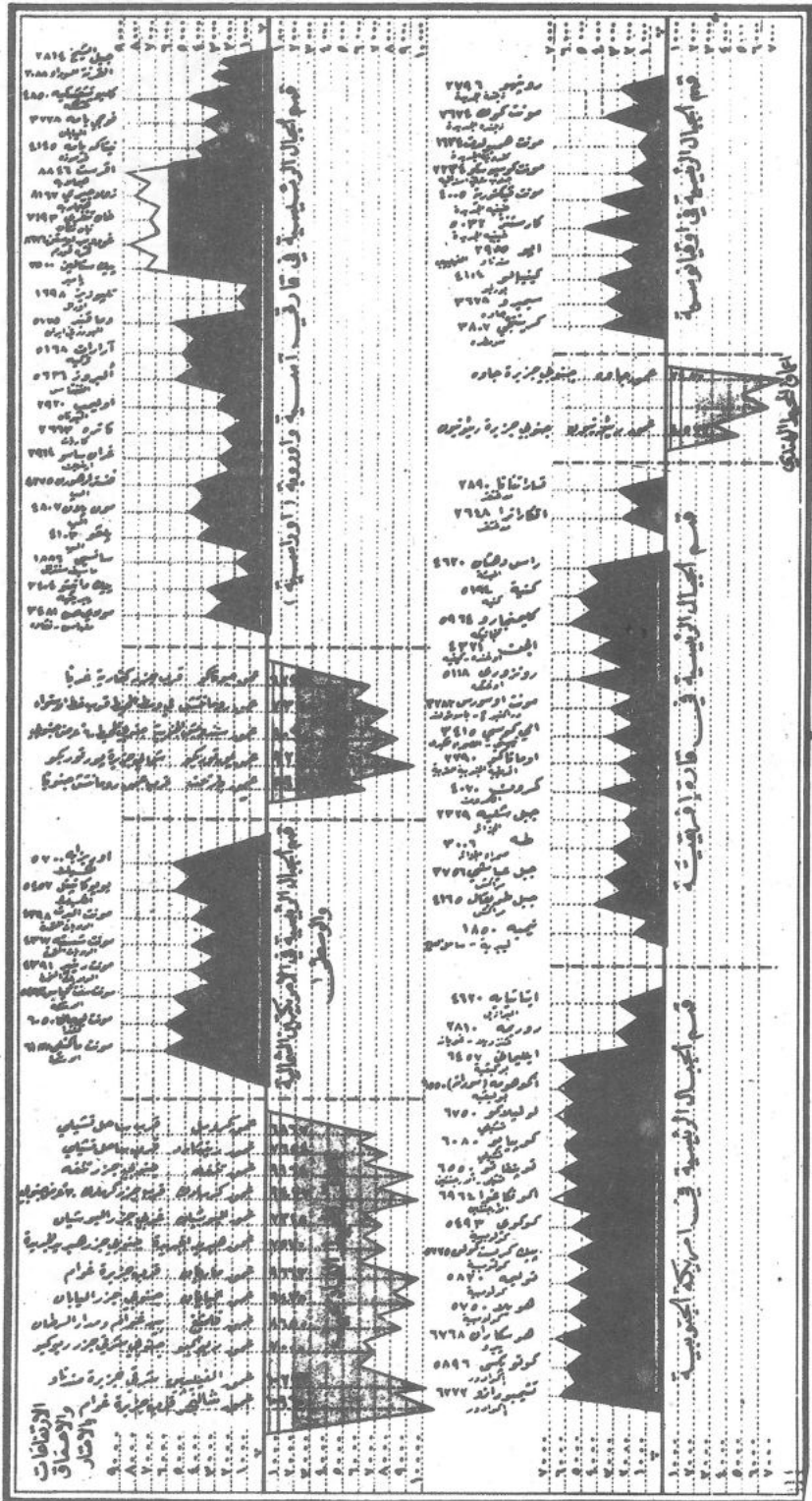
شروع میں صرف برطانوی باشندے وہاں آباد ہوئے تھے، لیکن دوسری جنگ عالم گیر (۱۹۳۹-۱۹۴۵ء) کے بعد ۱۲۰ ملکوں کے تقریباً ۴۲ لاکھ آدمی وہاں بس گئے ہیں۔ نئے آبادکاروں میں اطالوی، یونانی، جرمن، ڈچ (ہالینڈ کے باشندے)، پولش (پولینڈ کے باشندے)، چینی، عرب، کروشین (یوگوسلاویہ کے علاقے کروشیا کے باشندے)، مالٹیز (جزیرہ مالٹا کے باشندے)، اسپینی، سربین (یوگوسلاویہ کے علاقے سربیا کے باشندے) اور ویت نامی شامل ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ اپنے گھروں میں اپنی مادری زبانیں بولتے ہیں، لیکن قومی زبان کی حیثیت سے سب لوگ انگریزی بولتے، لکھتے اور پڑھتے ہیں۔

بہت قدیم زمانے میں آسٹریلیا، ایشیا کا حصہ تھا۔ جب بحرہ ارض کے جغرافیہ میں تبدیلیاں ہوئیں تو یہ کٹ کر الگ ہو گیا۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ اس کے اصل باشندے جن میں سے کچھ اب بھی وہاں موجود ہیں، پچاس ہزار سال پہلے وہاں پہنچے تھے۔ چوں کہ آسٹریلیا آج سے دو سو برس پہلے تک دنیا سے بالکل کٹا رہا، اس لیے وہاں کوئی ترقی نہ ہو سکی۔

اوسٹریلیا میں کئی عجیب و غریب جانور اور پودے پائے جاتے ہیں جو دنیا میں اور کہیں نہیں پائے جاتے۔ جانوروں میں کنگرو، ڈنگو، پلیٹی پس، کاسو ویری اور کیوی مشہور ہیں۔ اور پودوں میں یوکلپٹس اور اکیشیا مشہور ہیں۔ یوکلپٹس سفیدے کی وہ قسم ہے جس کے پتوں کو رگڑنے سے خوشبو آتی ہے جو زکام اور ناک بند ہونے میں مفید ہوتی ہے۔ اکیشیا ایک کانٹے دار جھاڑی ہے جو پاکستانی لیکر سے کچھ ملتی جلتی ہے۔ درختوں کی یہ دونوں قسمیں اب پاکستان میں ہر جگہ ملتی ہیں۔ ان کے بیج آسٹریلیا سے لائے گئے ہیں۔

آسٹریلیا کی زیادہ آبادی سمندر کے ساحل پر واقع شہروں میں رہتی ہے۔ ملک کے اندر چھوٹے چھوٹے گاؤں یا فارم ہیں۔ بچوں کو ہر جگہ اسکول نہیں کھولے جاسکتے اور تمام بچوں کو تعلیم دینا بھی ضروری ہے، اس لیے وہاں ٹی وی اور ریڈیو کے ذریعہ سے تعلیم دی جاتی ہے۔ دیہات کے بچوں کو ایسے ریڈیو دیے گئے ہیں جن میں سننے کے ساتھ ساتھ بچے ریڈیو اسٹیشن پر بیٹھے استاد سے بات چیت کر سکتے ہیں، سوال پوچھ سکتے ہیں اور سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں۔ بچوں کے علاوہ بڑوں کو جو بونی ورٹیوں اور کالجوں سے دور رہتے ہیں، چھ قومی تعلیمی مرکروں سے ٹی وی اور ریڈیو کے ذریعہ سے اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔

تازہ ترین اطلاع کے پیش نظر ۱۹۶۰ء میں براعظم آسٹریلیا میں صرف ایک مسلمان مقیم تھا۔ یہ پٹھان تھا جس کا نام دوست محمد تھا۔ وہ اپنے ۲۴ اونٹوں سمیت کشمیر سے یہاں آکر آباد ہوا۔ اس نے براعظم کی دریافت کے سلسلہ میں برٹ اور روس کی مدد کی تھی۔ اس کے بعد دیگر مہموں میں بھی مسلمانوں اور ان کے اونٹوں سے مدد لی جاتی رہی۔ ان لوگوں کو آسٹریلیا میں افغان کے نام سے پکارا جاتا رہا۔ جس میں تخفیف ہو گئی اور یہ ”غانز“ رہ گیا۔ ۱۹۶۰ء کے بعد آسٹریلیا میں آکر آباد ہونے والے ایسے پٹھانوں کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے جن میں زیادہ تر کا تعلق پاکستانی علاقوں سے ہے۔ یہ مسلمان سخت جان باتدیر سمجھے جاتے ہیں، اور اونٹوں کی افزائش نسل کے علاوہ اونٹوں کے ذریعہ مال ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا ان کا پیشہ ہے۔ اب آسٹریلیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔ جن میں زیادہ تر کی۔ پاکستان۔ انڈونیشیا۔ مصر سے آکر یہاں آباد ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے بھی ان پٹھانوں کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے اور ان سب کو غانز کہا جاتا ہے۔ آسٹریلیا میں ان افغانوں کی بہت



ثُمَّ إِنَّ قَارَّةَ آسِيَا مَوْقِعُ مُعْظَمِ الدُّوَلِ (اسلامیت)
وَمَسْكَنُ أَكْثَرِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ
وَحِلُّ اعْظَمِ الْجِبَالِ وَارْفَعِهَا وَهُوَ جَبَلُ اُفْرَسْتُ (ایورسٹ)

عزت کی جاتی ہے اور پورٹ پیری اور الاس پرنگ کے درمیان چلنے والی ٹرین جس کا نام "غانز" ہے حکومت کی طرف سے ان کی خدمات کے اعتراف کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ۱۸۸۹ء میں ایڈلیڈ میں تعمیر کی جانے والی مسجد کو حکومت کا تحفظ حاصل ہے۔ (انجاری جنگ ۲۲ جولائی ۱۹۸۹ء)

آسٹریلیا کے اصل باشندوں میں بہت سے آج بھی اسی طرح جنگلوں اور ریگستانوں میں بستے ہیں جیسے کہ وہ دوسو برس پہلے بستے تھے۔ وہ درختوں کے پھلوں، شکار اور مچھلیوں پر گزارا کرتے ہیں۔ ان کا اپنا الگ آرٹ ہے۔ وہ اپنی اپنی الگ بولیاں بولتے ہیں۔ اس قسم کی بولیوں کی تعداد ۵۰ ہے۔ جب سے جمہوریت کو ترقی ہوئی ہے۔ حکومت نے ان لوگوں کی ترقی کے کئی منصوبے بنائے ہیں۔ بہت سے اصل باشندے شہروں میں بس گئے ہیں اور سرکاری عہدوں پر بھی فائز ہیں۔

آسٹریلیا سائنس اور ٹکنالوجی میں خاصی ترقی کر چکا ہے۔ دنیا کی سب سے عمدہ دور بین آسٹریلیا میں ہے۔ آسٹریلیا کے تین سائنس دان نوبل انعام حاصل کر چکے ہیں۔ طب، بخر علاقوں کی آباد کاری، ریڈار، کپڑا بننے کی مشینوں اور بہروں کے لیے سننے کے آلات کی ایجاد میں آسٹریلیا کو شہرت حاصل ہے۔

قوله ثُمَّ إِنَّ قَارَّةَ آسِيَا مَوْقِعُ مُعْظَمِ الدُّوَلِ - مُعْظَمُ بَرِّ وَزَنْ مُكْرَمٌ - بِصِيغَةِ اسْمِ مَفْعُولٍ اِنْزَابِ اَفْعَالٍ - اس کا معنی ہے اکثر مُعْظَمُ الشَّيْءِ اِی اکثرہ۔ اُفْرَسْتُ اِی اِیورسٹ - یہ کوہ ہمالیہ کی بلند تر چوٹی کا نام ہے۔ عربی میں اسے اُفْرَسْتُ کہتے ہیں۔ کینٹو اِی کے ٹو۔ یہ ہمالیہ کی دوسرے نمبر پر بلند چوٹی ہے جو مملکت پاکستان کے قبضہ میں ہے۔ دُوَل یہ جمع دولت ہے۔ حکومت۔ مملکت۔ عمارت ہذا میں ایشیا کی تین خصوصیات کا ذکر ہے۔

(۱) اَوَّلُ یہ ہے کہ اکثر اسلامی ممالک بر اعظم ایشیا میں واقع ہیں۔ مثل

جدل القارات مع بيان سعتها كل قارة

اسم القارة	قد المساحة بالاميال المربعة
آسيا	۱۷۰۰۰۰۰
افریقيا	۱۱۴۰۰۰۰
امريكا الشمالية	۹۰۰۰۰۰
امريكا الجنوبية	۷۰۰۰۰۰
انتاركتیکا	۵۰۰۰۰۰
اوروب	۳۸۰۰۰۰
اوستراليا	۳۵۰۰۰۰

پاکستان ، افغانستان - ایران - یمن - سعودی عرب - عراق شام - اردن - کویت - بحرین - قطر - عمان - انڈونیشیا - مالدیپ - بنگلہ دیش - ترکی - ہندستان بھی ایشیا میں واقع ہے - یہ اگرچہ اسلامی ملک نہیں ہے - لیکن اس میں بہت زیادہ مسلمان آباد ہیں -

(۲) خصوصیت دوم یہ ہے کہ اکثر انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نے براعظم ایشیا ہی میں مبعوث فرمائے ہیں - موسیٰ و ہارون علیہما السلام اولاً اگرچہ مصر میں تھے جو براعظم افریقہ میں واقع ہے مگر بعد میں دونوں اپنی قوم سمیت ملک شام میں بحکم خدا تشریف لے گئے - نیز دونوں بلکہ سب بنی اسرائیل دراصل شام کے باشندے تھے - یوسف علیہ السلام کے زمانے میں عارضی طور پر مصر میں آباد ہو گئے تھے - آدم علیہ السلام سری لنکا میں (جبل آدم سری لنکا میں اب تک معروف ہے) جنت سے اُتارے گئے تھے - جو ایشیا کا حصہ ہے - قبلتین مسجد اقصیٰ و کعبۃ اللہ - مدینہ منورہ

وغیرہ شعائرِ اسلامیہ کا تعلق ایشیا ہی سے ہے۔

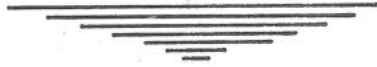
(۳) خصوصیتِ سوم یہ ہے کہ زمین کے بلند ترین پہاڑ بھی ایشیا ہی میں واقع ہیں۔

کوہِ ہمالیہ سب سے بڑا اور سب سے طویل پہاڑ ہے۔ وہ ایشیا میں واقع ہے۔

ہمالیہ کی چوٹی ایورسٹ (جسے عذنی میں افرست کہتے ہیں) دنیا کی بلند ترین چوٹی

ہے۔ اس کی بلندی ہے ۲۹۱۴۱ فٹ۔ اس کے بعد دو سر نمبر پہر کوہ

ہمالیہ کی بلند چوٹی کا نام کے ٹو ہے۔ کے ٹوپاکستان کے قبضہ میں ہے۔



فصل

فی حرکت الارض

○ والارض لیست ساکنۃ کما یظن عوام الناس
بل هی متحرکۃ بحرکتین معاً احدهما تسمی بالحرکت
السَّنویَّة والثانیۃ تسمی بالحرکت الیومیَّة وبالحرکت
المحویَّة

فصل

قولہ الارض لیست ساکنۃ الخ - فصل ہذا میں زمین کی حرکت کے
علاوہ پانچ اُن خیالی دائروں کا ذکر بھی ہے جن کا تعلق زمین کی حرکت سے ہے۔ بالفاظ دیگر وہ
زمین کی حرکت پر متفرع ہیں۔
عبارت ہذا کا مطلب یہ ہے کہ عوام کا خیال ہے کہ زمین ساکن ہے۔ یعنی وہ

أَمَّا الْحَرَكَةُ الْأُولَىٰ فِي أَنَّ الْأَرْضَ تَدُورُ حَوْلَ
الْشَّمْسِ فِي مَدَارٍ بَيْضِيٍّ يُسَامِتُ دَائِرَةَ الْبُرُوجِ وَ
لَكَ أَنْ تَقُولَ أَنَّ هَذَا الْمَدَارَ نَفْسُ دَائِرَةِ الْبُرُوجِ
وَتَكْمِلُ الْأَرْضُ هَذِهِ الدَّوْرَةَ فِي ۳۶۵ يَوْمًا وَ
سَاعَاتٍ وَهَذِهِ الْمَدَّةُ هِيَ سَنَتُنَا الشَّمْسِيَّةُ

متحرک نہیں ہے۔ عوام کے خیال کا مبنیٰ و مدار یہ ہے کہ زمین کی حرکت دقیق آلات کے بغیر محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن یہ خیال اور گمان علمی طور پر اور باعتبار واقعہ درست نہیں ہے۔
واقعہ اور صحیح بات یہ ہے کہ زمین بیک وقت دو حرکتوں سے متحرک ہے۔ ایک حرکت کا نام ہے حرکت سنوئی یعنی سالانہ حرکت۔ دوسری حرکت کا نام ہے حرکت یومی یعنی روزانہ گردش۔ اس دوسری حرکت کو حرکت محوری بھی کہتے ہیں۔ زمین روزانہ اپنے محور کے گرد لوٹو کی طرح مغرب سے مشرق کی طرف گھومتے ہوئے ایک دورہ ۲۴ گھنٹے میں مکمل کرتی ہے۔

قولہ أَمَّا الْحَرَكَةُ الْأُولَىٰ الخ۔ یہ زمین کی پہلی حرکت یعنی سالانہ حرکت کا بیان ہے۔ بیضی نسبت ہے بیضیہ کی طرف۔ بیضیہ کا معنی ہے انڈہ۔ جو دائرہ پوری طرح گول نہ ہو بلکہ اس میں معمولی طول ہوا سے مدار بیضی و مدار ایللیپی کہتے ہیں۔ یسامت ای یجازی کسی کی سمت میں ہونا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ زمین کی پہلی حرکت یہ ہے کہ وہ آفتاب کے گرد ایک ایسے بیضوی طریق و مدار یعنی ایسی فضائی لائن میں گردش کر رہی ہے جو دائرہ البروج کے محاذی ہے یعنی اس کی سمت میں واقع ہے۔

مستامتہ کا مال یہ ہے کہ زمین کا یہ بیضوی مدار دائرہ البروج کی سطح میں واقع ہے۔ دائرہ البروج تو اوپر ستاروں کے مابین فرض کیا جاتا ہے اور زمین کا مدار اس سے نیچے ہے۔ تاہم یہ مدار ارضی چاروں طرف دائرہ البروج کی سمت و سطح میں واقع ہے۔

وَأَمَّا الْحَرَكَةُ الثَّانِيَةُ فَمِنْ أَنَّ الْأَرْضَ تَدُورُ حَوْلَ
نَفْسِهَا أَيْ حَوْلَ مَحْوَرِهَا مِنْ الْمَغْرِبِ إِلَى الْمَشْرِقِ وَتَكْمِلُ
هَذِهِ الدَّوْرَةَ فِي ۲۴ سَاعَةً
وَهَذِهِ الْحَرَكَةُ هِيَ سَبَبُ وَجْهِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اخْتِلَافُهَا

بالفاظ دیگر آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ زمین کا مدار ایک حیثیت سے عین دائرۃ البروج ہے۔ بہر حال زمین آفتاب کے گرد مدار بیضوی میں گردش کرتے ہوئے ایک سال میں یعنی ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے میں ایک دورہ مکمل کرتی ہے۔ دورے کی یہ مدت ہمارا شمسی سال ہے۔ پس شمسی سال کا مطلب ہے آفتاب کے گرد زمین کے ایک دورے کا وقفہ۔ یہ وقفہ ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ اس میں کوئی خاص معتد بہ اور نمایاں فرق نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کے مستحکم و منظم نظام عالم کا اندازہ لگائیے کہ زمین اس مدار میں اگرچہ گاہے تیز ہوتی ہے یعنی جب وہ آفتاب کے قریب آرہی ہو۔ اور گاہے سُست و بطی الحركۃ ہوتی ہے یعنی جب کہ وہ آفتاب سے دور ہو۔ لیکن مجموعی طور پر کامل دورے کی مدت میں چند منٹ کا تفاوت و فرق بھی واقع نہیں ہوتا۔ لہذا ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ایک سال دو سب سے بڑے سال سے چند منٹ کم یا زیادہ ہو جائے۔ فسبحان اللہ ما اعظم شأنہ وما احکم نظامہ۔

قولہ وَأَمَّا الْحَرَكَةُ الثَّانِيَةُ لَمْ يَزِدْ فِيهِ دُورَةً أُخْرَى حَرَكَةُ مَحْوَرِيَّةٌ وَيَوْمِيَّةٌ سَـ
موسوم ہے کا بیان ہے تفصیل کلام یہ ہے کہ زمین اس دوسری حرکت سے لٹو کی طرح اپنی جگہ
پر اپنے محور کے گرد مغرب سے مشرق کی طرف گردش کرتے ہوئے ۲۴ گھنٹے میں ایک دورہ
پورا کرتی ہے۔

قولہ وَهَذِهِ الْحَرَكَةُ هِيَ لَمْ يَزِدْ فِيهِ دُورَةً أُخْرَى حَرَكَةُ ثَانِيَّةٌ كَمَا ذَكَرْنَا
نتیجہ کا ذکر ہے جو حرکت ہذا پر متفرع ہیں۔

پہلا نتیجہ یہ ہے کہ زمین کی یہ حرکت ثانیہ شب و روز کے وجود اور شب و روز کے علی
الدوام یکے بعد دیگرے ظہور اور آنے جانے کا سبب ہے۔

وسبب طلوع السیارات والشمس والنجوم من الشرق وغروبها فی الغرب کلّ یوم

اختلاف لیل و نهار سے کئی معانی مراد ہو سکتے ہیں۔

مراد اول۔ رات اور دن کا حرارت و برودت میں فرق۔ عموماً رات سرد ہوتی ہے اور

دن گرم۔

مراد دوم۔ روشنی و تاریکی میں فرق۔ دن روشن ہوتا ہے اور رات تاریک۔

مراد سوم۔ شب و روز کا یکے بعد دیگرے آنا جانا۔ یعنی کبھی رات ہوتی ہے اور

کبھی دن۔

مراد چہارم۔ اس میں اشارہ ہے ایک ہی شہر و مقام میں رات اور دن کی کمی بیشی کی طرف۔ یعنی کبھی رات لمبی ہوتی ہے اور کبھی دن لمبا ہوتا ہے۔ اس کمی بیشی میں زمین کی حرکت اولیٰ کا بھی بہت زیادہ دخل ہے۔ قرآن مجید میں ہے ان فی خلق السموات والارض و اختلاف الیل والنهار لآیات لا ولی الا للہ

مراد پنجم۔ مختلف بلاد و مقامات میں ایک ہی زمانہ میں راتوں کا اور دنوں کا باعتبار

طول فرق۔ مثلاً جنوری میں ہم اہل لاہور کی راتیں طویل ہوتی ہیں اور دن چھوٹے۔ اور نصف

جنوبی کے باشندوں کا حال برعکس ہوتا ہے۔ کیونکہ جنوری میں اُن کے دن لمبے ہوتے ہیں اور

راتیں چھوٹی۔

قولہ وسبب طلوع السیارات الخ۔ یہ نتیجہ ثانیہ کا بیان ہے۔ یعنی ہم دیکھتے ہیں کہ

تمام سیارے سوچ اور کئی ستارے ہر ۲۴ گھنٹے میں مشرق سے طلوع کرتے ہوئے

مغرب میں غروب ہو جاتے ہیں۔ ستاروں۔ سوچ اور سیاروں کے روزانہ طلوع و

غروب کا سبب زمین کی حرکت محوری ہی ہے۔

زمین مغرب سے بطرف مشرق حرکت کرتے ہوئے ۲۴ گھنٹے میں دورہ تمام

کرتی ہے۔ زمین کی اس حرکت کی وجہ سے ہمیں اس کے برعکس اجرام سماویہ مشرق سے

مغرب کی طرف چلتے ہوئے طلوع و غروب کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

ثم اعلم ان محور الارض هو الخط المستقيم الموهوم
الماثل بمركز الارض المنتهى الى قطبي الارض الشمالي و
الجنوبي
وهذا المحور لا يزال يسامت في جهة الشمال نجاً

اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک گاڑی بڑی تیزی سے سڑک پر مشرق کی طرف چل رہی ہو تو گاڑی میں سوار شخص کو سڑک کے کنارے پر کھڑے درخت اٹنی جانب یعنی مغرب کی طرف دوڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

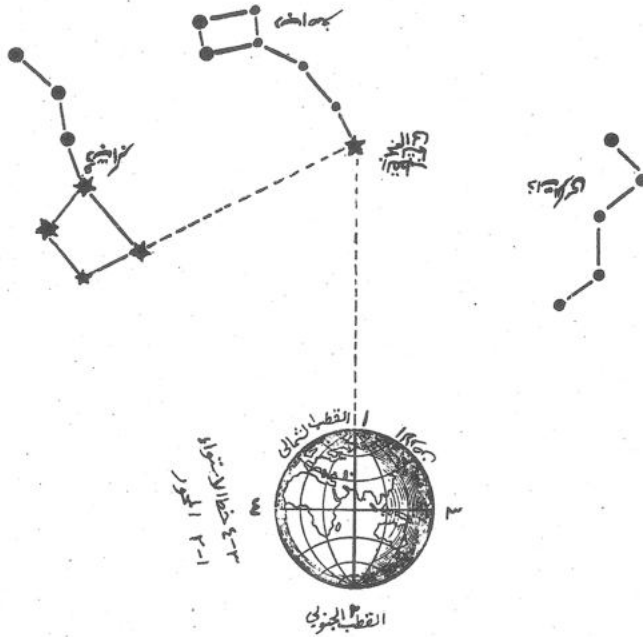
قولہ ثم اعلم ان محورا الارض الخ۔ آگے ایک نئی بحث ہے۔ اس لیے اس کی ابتدا میں لفظ اعلم لایا گیا۔ اس نئی بحث میں چند ایسے امور اصطلاحیہ کا بیان ہے جن کا قوی تعلق ہے حرکتِ ارض کے ساتھ۔ یا حرکتِ ارض کا سمجھنا ان امور کے جاننے پر موقوف ہے۔ ان امور میں پہلا امر زمین کا محور ہے۔ دوسرا محورِ قطبِ شمالی ہے تیسرا خطِ استوا ہے۔ چوتھا خطِ سرطان ہے پانچواں خطِ جدی ہے۔ چھٹا دائرہ معدل النهار ہے۔ ساتواں دائرہ برج ہے۔

عبارتِ ہذا میں محورِ ارضی کا بیان ہے۔ محورِ ارضی نام ہے اُس خیالی و موهوم خطِ مستقیم کا جو جسمِ ارض کے اندر اندر خیالی طور پر مرکزِ ارض پر گزرتے ہوئے اس کے قطبِ شمالی و قطبِ جنوبی تک پہنچے۔ پس محورِ خاص قطر کا نام ہے۔ قطر عام ہے اور محورِ خاص کسی گھرے کے مرکز پر گزرنے والا اور زمین تک پہنچنے والا خطِ وہی قطر کہلاتا ہے۔ اور یہی قطر جب قطبینِ کرۃ تک پہنچے تو وہ محور بھی کہلاتا ہے۔ محورِ بکسرِ میم و فتح واو ہے۔

قولہ وهذا المحور لا يزال الخ۔ یسامت ای یجاوِی۔ دُبّ اصغر یعنی چھوٹا بچہ۔ یہ ستاروں کے ایک مجموعہ کا نام ہے۔ دور سے ان ستاروں کی مجموعی شکل ریچھ کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے اس مجموعہ کا نام دُبّ رکھا گیا۔ چونکہ اس قسم کے مجموعے دو ہیں ایک چھوٹا اور ایک بڑا۔ اس لیے ایک کا نام دُبّ اصغر رکھا گیا اور دوسرے کا نام دُبّ اکبر۔ قطبِ شمالی کا ستارہ دُبّ اصغر کے ستاروں میں سے ایک ستارہ ہے۔

محورِ ارضی شمالی بہت میں دائماً ایک خاص ستارے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مَعْرُوفًا بَيْنَ النَّاسِ سَمَّوْهُ بِنَجْمِ الْقُطْبِ الشَّمَالِيِّ وَهُوَ نَجْمٌ
مِنْ مَجْمُوعَةِ نَجُومٍ مَسَمًّى بِالذُّبِّ الْأَصْفَرِ



وہ ستارہ نجم قطب شمالی کہلاتا ہے۔

بالفاظ دیگر محورِ ارضی شمالی بہت میں ایک معین و معروف ستارے کا محاذی
وُسا مت ہوتا ہے جسے قطب شمالی کا نجم کہتے ہیں۔ اگر محورِ ارضی کو اپنے خیال میں
آپ فضائے بیط میں سیدھا لے جائیں تو وہ سیدھا اُس ستارے پر پہنچ
جائے گا۔ اِس وَسَا مت و محاذات کی وجہ سے یہ ستارہ قطب شمالی کا ستارہ
کہلاتا ہے۔

ونجم القطب ثابتٌ في مكانه وساكنٌ حيث
لا يتبدل موقعه في رأي العين بخلاف سائر النجوم
فإن مواقعها تتبدل في السماء وتُرى متحركةً من
المشرق الى المغرب
والناس يستفيدون من نجم القطب الشمالي
فوائد كثيرة منها معرفة الجهات وتعيين جهة قبلته
الصَّلوات

قولہ ونجم القطب ثابتٌ الخ۔ کسی کجے کا قطب ہمیشہ ایک ہی مقام پر
ثابت وساکن ہوتا ہے۔ اس لیے قطبین کی یہ تعریف کی جاتی ہے ہما نقطتان ساکنتان
فی جنبی الكرة المتحرکتہ۔

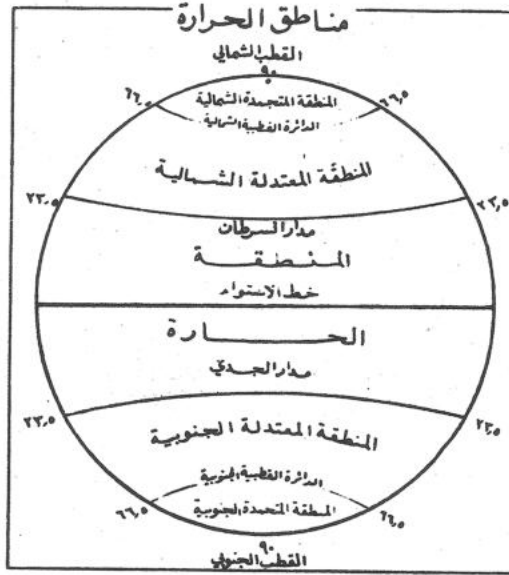
اور یہ قطبی تارہ چونکہ زمین کے قطب شمالی کی سمت میں واقع ہے اور قطب
حرکت نہیں کرتا۔ اس لیے یہ قطبی تارہ بھی ہمیشہ ایک ہی مقام میں ثابت وساکن
نظر آتا ہے۔ رأی العین یعنی ظاہری نظر میں اس تارے کا مقام فضا میں بدلتا نہیں اس
کے برخلاف تمام ستاروں کے آسمان میں مواقع بدلتے ہیں۔ اور وہ مشرق سے مغرب
کی طرف قطبی تارے کے گرد حرکت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

بالفاظ دیگر ظاہری طور پر تمام عالم یعنی سارے ستارے اس قطبی تارے کے
گرد (زمین کی حرکت محوری کی وجہ سے) مشرق سے مغرب کی طرف گھومتے ہوئے نظر
آتے ہیں۔

قولہ والناس يستفيدون الخ۔ یعنی اس قطبی تارے سے عام انسان
خصوصاً زمین کے نصف شمالی کے باشندے بہت زیادہ فوائد کا استفادہ کرتے
ہیں۔

مثلاً اس کے ذریعہ مسافر لوگ جنگلوں میں جہات کی شناخت کر سکتے ہیں۔

والخط المفروض على سطح الارض سَطَقُطْبِي الارض يُسمَّى خطَّ الاستواء



اسی طرح اس کے ذریعہ نمازوں کے قبلہ کا تعین آسان ہو جاتا ہے۔ پاکستان افغانستان و ہندستان و بنگلہ دیش میں آپ رات کو یوں کھڑے ہو جائیں کہ یہ تارہ آپ کے دائیں مونڈھے کے پچھلے حصے کا محاذی و مُکامت ہو تو اس حالت میں آپ سیدھے روبرو قبلہ کھڑے ہونگے۔ قطب جنوبی کے محاذی آسمان میں کوئی تارہ موعود نہیں ہے۔ اس لیے زمین کے نصف جنوبی کے باشندے اس سہولت و نعمت سے محروم ہیں۔

قولہ والخط المفروض على السطح - یہ امر ثالث یعنی خط استواء کا بیان ہے۔ یعنی زمین کے قطبین کے عین وسط میں شرقاً و غرباً زمین کی سطح پر ایک گول خط یعنی دائرہ فرض کیا جاتا ہے۔ وہ خط استواء کہلاتا ہے۔ خط استوار سے قطبین کا فاصلہ شمالاً و

ثم ان معرفة خط الاستواء من اهم مقاصد
هذا الفن

والخط الذي يفرض على سطح الارض موازياً
لخط الاستواء شمالاً او جنوباً يسمى بخط السرطان ان
كان شمالياً عن خط الاستواء وبخط الجدي ان كان
جنوبياً عن خط الاستواء

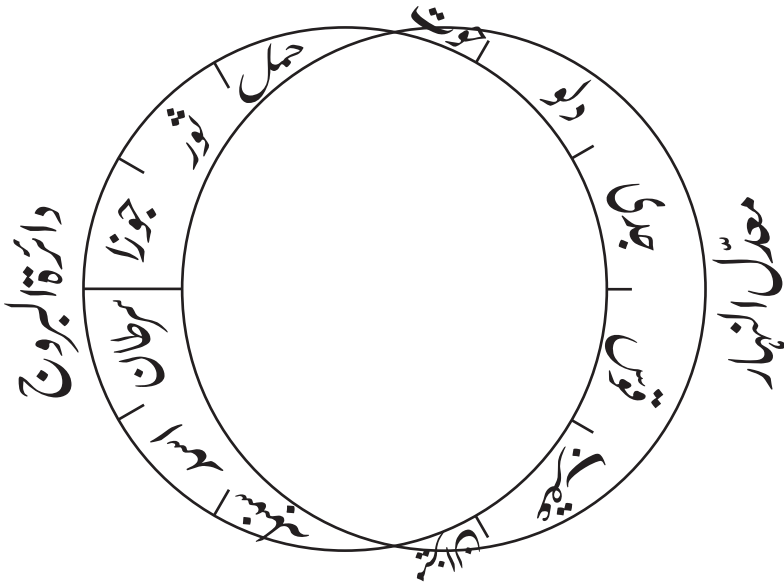
والدائرة المفروضة في الفضاء الاعلى بين النجوم
حذاء خط الاستواء من كل جانب تسمى بدائرة
معدل النهار

جنوباً بالكل برابر ہوتا ہے۔

خط استواء کا جاننا اور یاد رکھنا نہایت ضروری ہے۔ یہ علم ہیئت کے اہم مقاصد میں سے
ہے۔ زمین کا جغرافیہ سمجھنا خط استواء کی شناخت پر موقوف ہے۔

قولہ والخط الذي يفرض على الخ۔ عبارت ہذا میں امر رابع وخامس کا یعنی
خط سرطان وخط جدی کا بیان ہے۔ تفصیل کلام یہ ہے کہ خط استواء کے موازی $۲۳\frac{1}{2}$ درجہ
کے فاصلہ پر زمین پر دو خط فرض کیے جاتے ہیں۔ ایک خط استواء سے شمال میں ہے
اور دوسرا خط استواء سے جنوب میں ہے۔ شمالی خط کا نام خط سرطان ہے اور جنوبی خط کا
نام خط جدی ہے۔

قولہ والدائرة المفروضة الخ۔ یہ امر سادس یعنی دائرہ معدل النهار کا بیان
ہے۔ فن ہذا میں اس دائرہ کا ذکر کثرت سے ہوتا رہتا ہے۔ ستاروں کے مابین فضاء
اعلیٰ میں خط استواء کی سمت پر ایک دائرہ فرض کیا جاتا ہے۔ یہی دائرہ دائرہ معدل النهار
سے موسوم ہے۔



صورة تقاطع المعدل و دائرة البروج على الاعتدالين

وَمُعَدَّلُ النَّهَارِ خَطُّ الاسْتَوَاءِ لِأَجْلِ تَحَاذِيهَا بَاتَمَّ
 وَجِبِ مَتَّحِلَانِ فِي غَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ الْأَحْكَامِ لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا
 سِوَى أَنَّ خَطَّ الاسْتَوَاءِ يُفْرَضُ عَلَى سَطْحِ الْأَرْضِ دَائِرَةُ
 مُعَدَّلِ النَّهَارِ تُفْرَضُ فِي الْفَضَاءِ الْأَعْلَى بَيْنَ النُّجُومِ
 وَالدَّائِرَةُ الْمَفْرُضَةُ فِي الْفَضَاءِ بَيْنَ النُّجُومِ مَحْدَاءُ
 مَدَارِ الْأَرْضِ حَوْلَ الشَّمْسِ تُسَمَّى دَائِرَةُ الْبُرُوجِ

قولہ و مُعَدَّلُ النَّهَارِ خَطُّ الاسْتَوَاءِ الخ۔ یعنی مُعَدَّلِ النَّهَارِ وَخَطُّ اسْتَوَاءِ چونکہ
 بطریق اتم و اکمل ایک دوسرے سے محاذی ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کی سمت میں واقع
 ہیں اس لیے دونوں دائرے متعدد احکام و مسائل علم ہیئت میں متحد ہیں۔ ان دونوں دائروں میں
 صرف یہ فرق ہے کہ خط استواء سطح ارض پر فرض کیا جاتا ہے۔ اور مُعَدَّلِ النَّهَارِ بِالْأَرْضِ سَمَاوِی میں
 ستاروں کے مابین فرض کیا جاتا ہے۔

قولہ وَالدَّائِرَةُ الْمَفْرُضَةُ فِي الْفَضَاءِ الخ۔ یہ امر شایع یعنی دَائِرَةُ الْبُرُوجِ کی حد تعریف کا
 بیان ہے۔ دَائِرَةُ الْبُرُوجِ کا نام فصلِ ہذا کی ابتداء میں گذر گیا ہے۔ نیز وہاں اس کی تعریف و حد کی
 طرف بھی اشارہ ہو چکا ہے۔ یہاں مزید تفصیل پیش کی گئی ہے۔

توضیح کلام یہ ہے کہ فضاء میں آفتاب ظاہری طور پر جس طریق و لائن میں زمین کے گرد مغرب
 سے مشرق کی طرف چلتے ہوئے پورے سال میں ایک دورہ مکمل کرتا ہے۔ آفتاب کی گردش کا
 یہ طریق و مدار دَائِرَةُ الْبُرُوجِ کہلاتا ہے۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مدار شمسی دَائِرَةُ الْبُرُوجِ کی سطح میں واقع
 ہے۔

آفتاب کی یہ گردش جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے زمین کی حرکت حولِ شمس کا نتیجہ ہے۔ دراصل
 زمین اپنے ایک خاص فضائی مدار میں آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے۔ زمین کی اس گردش کے
 نتیجہ میں ظاہری طور پر دوسری جانب میں یوں دکھائی دیتا ہے کہ آفتاب اسی مدار میں یعنی دَائِرَةُ الْبُرُوجِ
 میں زمین کے گرد گردش کرتا ہے۔

ولاجل تحاذی دائرة البروج ومدار الارض یعتبران فی الظاهر کأنهما شیء واحدٌ ۞

پس مدار ارضی کی سیدھ ومحاذات پر فضا اعلیٰ میں اور ستاروں کے مابین ایک دائرہ فرض کیا جاتا ہے۔ اسے دائرۃ البروج کہتے ہیں۔ چونکہ دائرۃ البروج ومدار ارضی ایک دوسرے کے بالکل محاذی و مسامت ہیں، اسی وجہ سے ظاہری طور پر دونوں کے احکام متحد ہیں اور دونوں کو شیء واحد سمجھا جاتا ہے ۞



فصل

فی معرفۃ الاعتدالین

فصل

قولہ فی معرفۃ الاعتدالین الخ۔ دائرۃ البروج میں دو نقطوں (جگہوں) کا نام اعتدالین ہے۔ ان کا جاننا نہایت مفید ضروری ہے۔ فصل ہذا میں اعتدالین کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔

اسی طرح دائرۃ البروج میں دو اور نقطوں (جگہوں) یعنی انقلابین کا جاننا بھی ضروری اور نافع ہے۔ ان دو میں سے ایک کا نام انقلاب شتوی ہے۔ اور دوسرے کا نام انقلاب صیفی ہے۔ بقصد اختصار فصل ہذا میں انقلابین کا ذکر ترک کر دیا گیا۔ یاد رکھیے دائرۃ البروج معادل النہار کو کاٹتے ہوئے اس کا ایک نصف معادل النہار (خط استواء سے بھی) کے جنوب میں اور اس کا دوسرا نصف معادل النہار کے شمال میں ہوتا ہے۔

○ اعلم ان دائرة البروج تقاطع دائرة معدل النهار على موضعين سُمِّي احدهما بالاعتدال الربيعي و

شمالاً جنوباً دائرة بروج کے وہ دو مقام (نقطے) جو معدل النهار سے بعید تر واقع ہیں وہ دو مقام انقلابین کہلاتے ہیں۔ ان میں سے ایک مقام انقلابِ صیفی ہے موسمِ بہار اور وہ ہے مبدأِ برجِ سرطان۔ آفتاب ۲۱ جون کو انقلابِ صیفی میں داخل ہوتا ہے۔ اس دن سے نصفِ شمالی میں صیف یعنی موسمِ گرما شروع ہوتا ہے۔

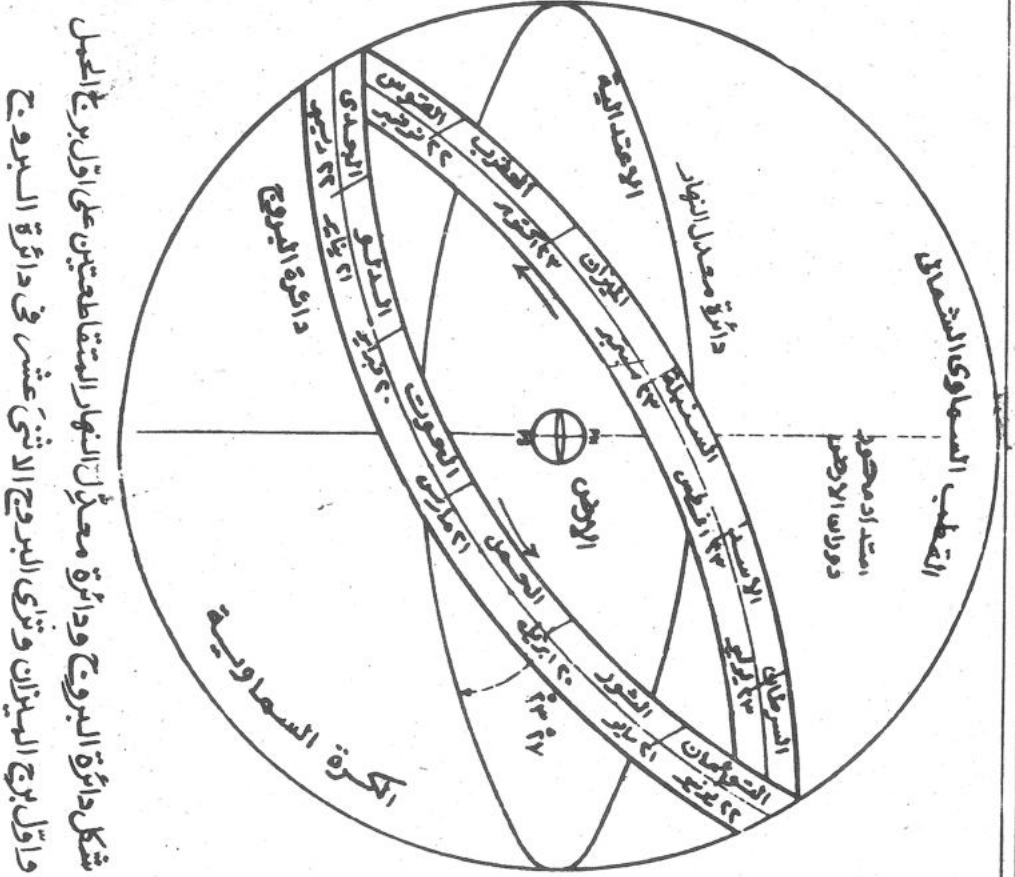
اور دوسرا مقام انقلابِ شتوی سے موسوم ہے۔ اور وہ ہے مبدأِ برجِ جدی۔ سورج ۲۱ دسمبر کو برجِ جدی کے مبدأ میں داخل ہوتا ہے۔ اُس دن نصفِ کمرہ شمالی میں موسمِ سرما شروع ہوتا ہے۔ شتوی نسبت ہے شتاء کی طرف۔ شتاء کا معنی ہے موسمِ سرما۔

نصفِ کمرہ جنوبی کے موسموں کا حال برعکس ہے۔ کیونکہ جس وقت ہمارا موسمِ گرما ہوتا ہے ان کا موسمِ سرما ہوتا ہے اور جس زمانے میں ہمارا موسمِ سرما ہوتا ہے ان کا موسمِ گرما شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمارا انقلابِ صیفی نصفِ جنوبی کے باشندوں کے لیے انقلابِ شتوی ہے۔ اور ہمارا انقلابِ شتوی ان کے لیے انقلابِ صیفی ہے۔

قولہ سُمِّي احدهما الخ۔ گزشتہ فصل میں دائرة بروج و دائرة معدل النهار کی تفصیل و تحقیق آپ کو معلوم ہو گئی۔ عبارتِ ہذا میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ دو دائرے اوپر فضا میں ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں۔ بالفاظِ دیگر دائرة بروج معدل النهار کو دو جگہوں پر کاٹتا ہے۔ اسی وجہ سے آدھا دائرة بروج معدل سے شمالاً واقع ہوتا ہے اور آدھا معدل سے جنوباً واقع ہوتا ہے۔

تقاطع کے ان دو مقاموں کو اعتدالین کہتے ہیں۔ ان میں سے ایک اعتدالِ ربیع سے موسوم ہے۔ یہ اعتدالِ برجِ حمل کے مبدأ میں واقع ہے۔ اور دوسرے مقامِ تقاطع کا نام ہے اعتدالِ خریفی۔ اور وہ ہے برجِ میزان کا مبدأ۔

هو أولُ برج الحمل وُسَمِيَ الآخرُ بالاعتدال الخريفى وهو
 أولُ بُرج الميزان
 أمّا الاعتدالُ الربيعى فُسَمِيَ بذلك لأنَّ الشمس إذا



قوله أمّا الاعتدال الربيعى فُسَمِيَ الخ - عبارتِ هذا میں اعتدالِ ربیع
 کی وجہ تسمیہ کا بیان ہے۔ ربیع کا معنی ہے موسم بہار (سردی کے بعد معتدل موسم)۔
 اعتدال کا معنی ہے مساوی ہونا۔ برابری۔ مُعْظَم - بصیغۂ اسم مفعول از باب افعال۔
 اس کا معنی ہے اکثر۔ مُعْظَم الشیء اى اکثرہ۔ مَعْمُور - آباد زمین۔
 حاصلِ کلام یہ ہے کہ اولِ برج حمل کو اعتدالِ ربیع اس لیے کہتے ہیں کہ جب
 آفتاب باعتبار حرکت ظاہری (ظاہری اس لیے کہا کہ دراصل زمین ہی دائرۃ البروج میں

وصلت الیہ باعتبار حرکتها الظاہریۃ التابعتہ
 لحركة الارض حول الشمس یتساوی اللیل والنهار
 طولا ویعتد لان ویحصل فصل الربیع فی معظم نصف
 الارض الشمالی المعروض
 والشمس تبلغ هذا الاعتدال فی ۲۱ مارس عند
 البعوض فی ۲۲ مارس
 واما الاعتدال الخریفی فسمی بذلك لاعتدال

اور اس کی محاذاتہ میں آفتاب کے گرد گھوم رہی ہے۔ زمین کی اس حرکت کی وجہ سے
 ظاہری نگاہ میں آفتاب دائرۃ البروج میں مغرب سے مشرق کی طرف زمین کے گرد
 گھومتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور ایک ایک برج کو طے کرتے ہوئے اگلے برج میں داخل ہوتا
 ہوا معلوم ہوتا ہے (برج حمل میں پہنچتا ہے تو اُس وقت دو اثرات نمودار ہوتے
 ہیں۔

پہلا اثر یہ ہے کہ اس تاریخ کو نصف کرۂ شمالی کے اکثر آباد حصوں میں رات اور
 دن برابر ہوتے ہیں۔ یعنی رات بھی بارہ گھنٹے کی ہوتی ہے اور دن بھی بارہ گھنٹے کا ہوتا ہے۔
 یہ اعتدال سے تسمیہ کی وجہ ہے۔

دوسرا اثر یہ ہے کہ نصف کرۂ شمالی کے مذکورہ حصوں میں موسم بہار
 شروع ہوتا ہے۔ تسمیہ بالربیع کی وجہ ہے۔ آفتاب مبداء برج حمل میں ۲۱ مارچ کو پہنچتا
 ہے۔

قولہ واما الاعتدال الخریفی لہ۔ عبارت ہذا میں اعتدال خریفی کی وجہ تسمیہ کا
 ذکر ہے۔ مکتوبین سے مراد ہیں شب و روز۔ خریف وہ معتدل موسم ہے جو گرمی کے بعد آتا ہے۔
 خزاں۔

تفصیل مرام یہ ہے کہ اعتدال خریفی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سورج اپنی ظاہری

الملوکین وتساویمها طولاً۔

ولحصول فصل الخریف فی اکثر نصف الارض
المسکون الشمالي عند وصول الشمس الیہ باعتبار حرکت
الظاہریۃ

وذلك فی ۲۲ سبتمبر وعند بعض العلماء فی

۲۳ سبتمبر

هذا حکم نصف الارض الشمالي المسکون
واما حکم نصفها الجنوبي المعکوب بالعکس

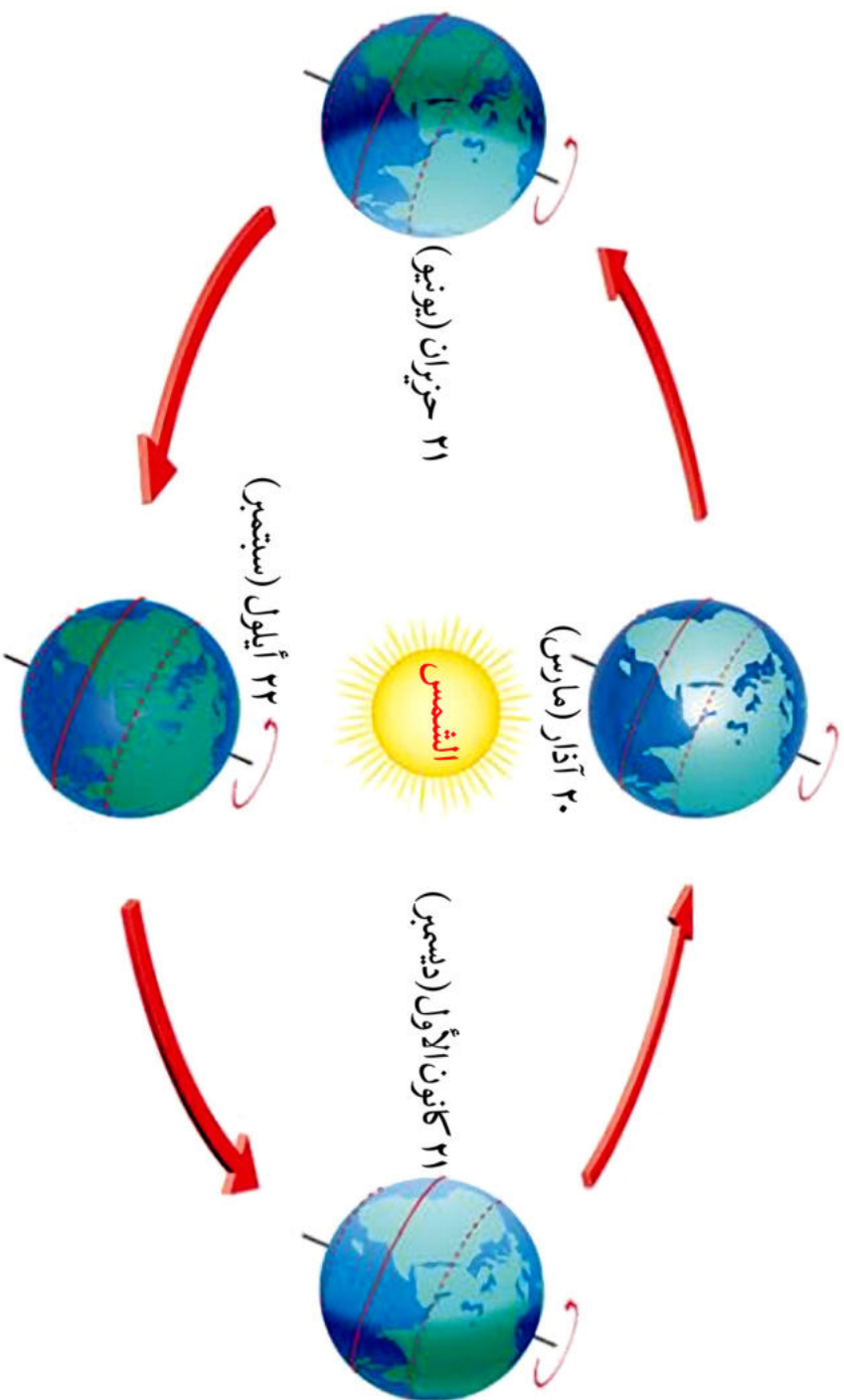
گزرش سے جب اس اعتدال میں یعنی برج میزان میں داخل ہوتا ہے تو نصف کرہ شمالی میں
دو نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔

پہلا نتیجہ یہ ہے کہ اس تاریخ کو نصف کرہ شمالی کے اکثر خطوں (آباد خطوں) میں رات دن
برابر ہوتے ہیں۔ یہ تقسیمہ بالاعتدال کی وجہ ہے۔

دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ شمالی نصف کرہ کے اکثر خطوں میں موسم خریف (خزاں) شروع
ہو جاتا ہے۔ یہ تقسیمہ بالخریفی کی وجہ ہے۔ آفتاب برج میزان کے اول میں ۲۲ ستمبر کو
اور حسب رائے بعض ماہرین ۲۳ ستمبر کو داخل ہوتا ہے۔

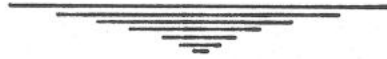
قولہ واما حکم نصفها الجنوبي الخ یعنی اعتدالین و موسموں سے متعلق مذکورہ صدر
تفصیل نصف کرہ ارضی شمالی کے بارے میں تھی۔ باقی نصف کرہ جنوبی کا حکم اس سلسلہ میں
نصف شمالی کے برعکس ہے۔

ایضاح مطلوب یہ ہے کہ نصف جنوبی کے آباد خطوں (یہ احتراز ہے قطب جنوبی سے
کیونکہ وہاں ہر وقت سردی ہی سردی ہوتی ہے۔ نیز وہاں چھ ماہ کی رات ہوتی ہے اور چھ
ماہ کا دن) کا معاملہ برعکس ہے۔ پس ہم باشندگان نصف شمالی کے لیے جو اعتدال یعنی ہے وہ



اِذْ مَا هُوَ اَعْتِدَالٌ رَّبِيعِيٍّ لَنَا سَكَاةُ النِّصْفِ الشَّمَالِيِّ
فَهُوَ اَعْتِدَالٌ خَرِيفِيٌّ لَنَا سَاكِنُ النِّصْفِ الْجَنُوبِيِّ وَمَا هُوَ
اَعْتِدَالٌ خَرِيفِيٌّ لَنَا فَهُوَ اَعْتِدَالٌ رَّبِيعِيٌّ لَهُمْ۔

جنوبی نصف کرہ کے باشندوں کے لیے اعتدالِ خریفی ہے۔ اور جو ہمارے لیے اعتدالِ
خریفی ہے وہ جنوبی نصف کرہ کے رہنے والوں کے لیے اعتدالِ ربیعی ہے۔
اسی طرح جب ہمارا موسم سرما ہو تو اُن کا موسم گرما ہوتا ہے۔ اور جب ہمارا موسم
گرما ہو تو اسی زمانے میں ان کا موسم سرما ہوتا ہے۔



فصل

فی تقسیم الدائرة

○ اعلم ان لعلماء هذا الفن نوعین من تقسیم الدائرة مشهورین قد یمین احدهما یعم کل دائرة والثانی یختص بدائرة البروج

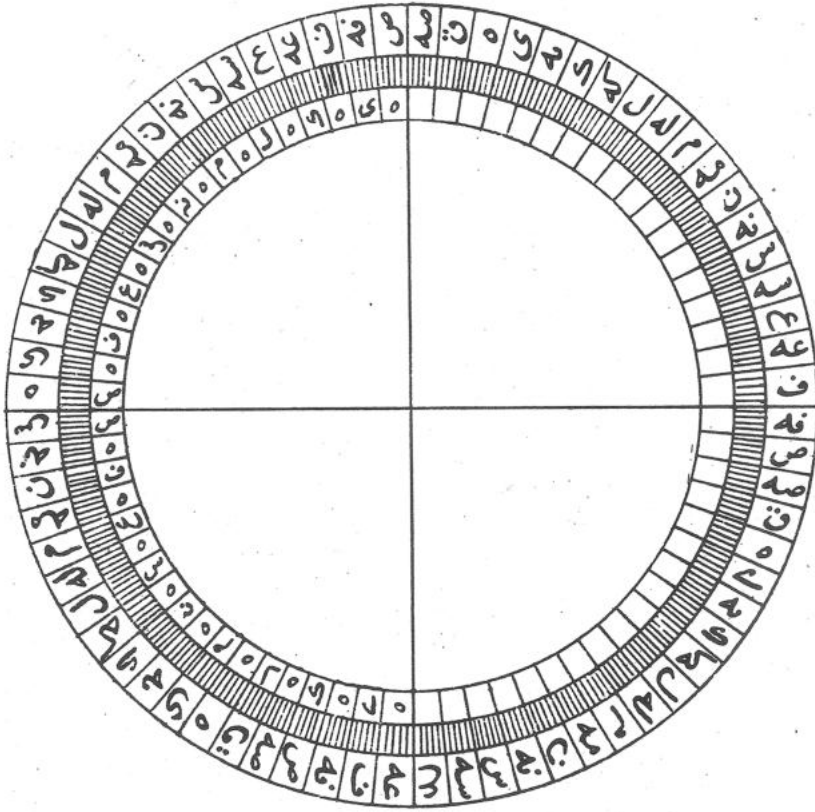
فصل

قولہ لعلماء هذا الفن لک۔ تفصیل کلام یہ ہے کہ فن ہذا میں مختلف تقاسیم رائج ہیں۔ البتہ ان تقسیموں میں سے دو نوع تقسیم مشہور و قدیم ہیں۔ ان میں سے ایک تقسیم عام ہے جو ہر دائرے میں جاری ہو سکتی ہے۔ اور دوسری تقسیم صرف دائرۃ البروج کے ساتھ مختص ہے۔ دونوں کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

أَمَّا النَّوعُ الْأَوَّلُ فَهُوَ أَنَّهُمْ يُقَسِّمُونَ كُلَّ دَائِرَةٍ
 إِلَى ۳۶۰ جُزْءٍ وَيُسَمُّونَ كُلَّ جُزْءٍ مِنْهَا بِدَرَجَةٍ ثُمَّ
 يُقَسِّمُونَ كُلَّ دَرَجَةٍ إِلَى ۶۰ جُزْءٍ وَيُسَمُّونَ كُلَّ
 جُزْءٍ مِنْهَا بِدَقِيقَةٍ ثُمَّ يُقَسِّمُونَ كُلَّ دَقِيقَةٍ إِلَى ۶۰
 جُزْءٍ وَيُسَمُّونَ كُلَّ جُزْءٍ مِنْهَا ثَانِيَةً
 وَأَمَّا النَّوعُ الثَّانِي فَهُوَ أَنَّهُمْ قَسَمُوا دَائِرَةَ الْبُرْجِ

قولہ اَمَّا النَّوعُ الْأَوَّلُ إلخ۔ یہ تقسیم کی قسم اول کا ذکر ہے۔ محصل کلام یہ ہے کہ
 قدیم زمانے سے یہ بات مسلم علی آرہی ہے کہ ہر دائرے میں ۳۶۰ درجے ہوتے ہیں
 دائرہ چھوٹا ہو یا بڑا ماہرین اس کو ۳۶۰ اجزاء میں تقسیم کرتے ہیں۔ ہر جزء درجہ (ڈگری)
 کہلاتا ہے۔ پھر ہر درجہ کی تقسیم کرتے ہیں ۶۰ اجزاء کی طرف۔ اور درجے کے ان ۶۰
 اجزاء میں سے ہر جزء کا نام ہے دقیقہ۔

پھر ہر دقیقہ کی تقسیم کرتے ہیں ۶۰ اجزاء کی طرف۔ اور ہر جزء کا نام ہے ثانیہ (سیکنڈ)
 پھر ثانیہ کی تقسیم کرتے ہیں ۶۰ ثالثوں کی طرف۔ اور ہر ثالثے کی ۶۰ رابعوں کی طرف۔ و
 علی ہذا القیاس۔ تقسیم تو مسلم اور قدیم ہے۔ البتہ یہ بالیقین معلوم نہیں کہ سب
 پہلے یہ تقسیم کس نے کی ہے۔ اولیت کی نسبت بعض علماء اہل بابل کی طرف کرتے
 ہیں۔ اور بعض علماء اہل مصر کی طرف اور بعض علماء اہل یونان کی طرف کرتے ہیں۔
 قولہ وَأَمَّا النَّوعُ الثَّانِي إلخ۔ یہ تقسیم کی نوع ثانی کا بیان ہے۔ اس میں بارہ
 بروج کی تفصیل ہے۔ یہ خاص تقسیم ہے جو صرف دائرہ بروج میں جاری ہوتی ہے
 ایضاح کلام یہ ہے کہ ماہرین دائرہ بروج کو یعنی طریق سیر شمس کو بارہ حصوں کی طرف
 تقسیم کرتے ہیں۔ ہر حصہ بروج کہلاتا ہے۔ پس یہ ۱۲ حصے ہی وہ ۱۲ بروج ہیں جو کہ مشہور
 ہیں۔



شكل تجزئة الدائرة ٣٦٠ جزءً و تربيع الدائرة بحيث ترى كل ربع محتويًا على ٩٠ درجة وكل واحد من الخطوط الطويلة نهاية خمس درجات .



شكل تقسيم منطقة البروج إلى البروج الاثني عشر

الی اثنی عشر قسمًا

وهذه الاقسامُ الاثنا عشر هي البروجُ الاثنا عشر

المشهورة وسمّوا كلَّ برجٍ باسم

وهذه اسماء البروج - (۱) الحَمَل (۲) الثور (۳) الجوزاء

(۴) السرطان (۵) الاسد (۶) السنبلة هذه الستة

شمالية عن المعدّل (۷) الميزان (۸) العقرب (۹) القوس

(۱۰) الجدی (۱۱) الدّالو (۱۲) الحوت -

هذه الستة جنوبية عن المعدّل يشتمل كلُّ برجٍ

قولہ وسمّوا كلَّ برجٍ لئ - یعنی ماہرین نے ہر بُرج کو ایک خاص نام سے موسوم کیا ہے -

علی الترتیب ان بارہ بُرج کے نام یہ ہیں - (۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزاء (۴) سرطان

(۵) اسد (۶) سنبلة - یہ چھ برج معدّل النہار کے شمال میں واقع ہیں - آگے چھ

برج معدّل النہار کے جنوب میں واقع ہیں - ان کے نام یہ ہیں - (۷) میزان - (۸)

عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت -

قولہ یشتمل كلَّ برجٍ لئ - یعنی ان بارہ بُرج میں سے ہر بُرج ۳۰ درجات

پر مشتمل ہے - اور ان درجات کی مجموعی تعداد ۳۶۰ بنتی ہے -

تقسیم اول سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ ہر دائرہ ۳۶۰ درجوں پر مشتمل ہوتا

ہے - اس لیے دائرۃ البرج بھی ۳۶۰ درجات پر مشتمل ہوگا - اور ۳۶۰ کو ۱۲ پر

تقسیم کرنے سے حاصل ۳۰ نکلتا ہے - لہذا ۱۲ بُرج میں سے ہر بُرج ۳۰ درجات پر

مشتمل ہوگا -

منہا علی ثلاثین درجۃً
وَتَقَطُّعُ الْاَرْضُ فِي سِيرِهَا حَوْلَ الشَّمْسِ جَمِيعَ
الْبُرُوجِ فِي السَّنَةِ وَكُلَّ بَرَجٍ فِي الشَّهْرِ
فَدَائِرَةُ الْبُرُوجِ اسْمٌ لَطَرِيقٍ فُضَائِيٍّ تَسِيرُ فِيهِ الْاَرْضُ
حَوْلَ الشَّمْسِ وَاِنْ شِئْتَ فَقُلْ اِنَّ طَرِيقَ سَيْرِ الْاَرْضِ
مَدَارًا وَاَقَعَ فِي سَطْحِ دَائِرَةِ الْبُرُوجِ وَحَاذٍ لَهَا كَمَا
عَرَفْتَ فِي الْفَصْلِ الْمَتَقَدِّمِ
ثُمَّ تَبَعًا لِسَيْرِ الْاَرْضِ حَوْلَ الشَّمْسِ فِي دَائِرَةِ الْبُرُوجِ

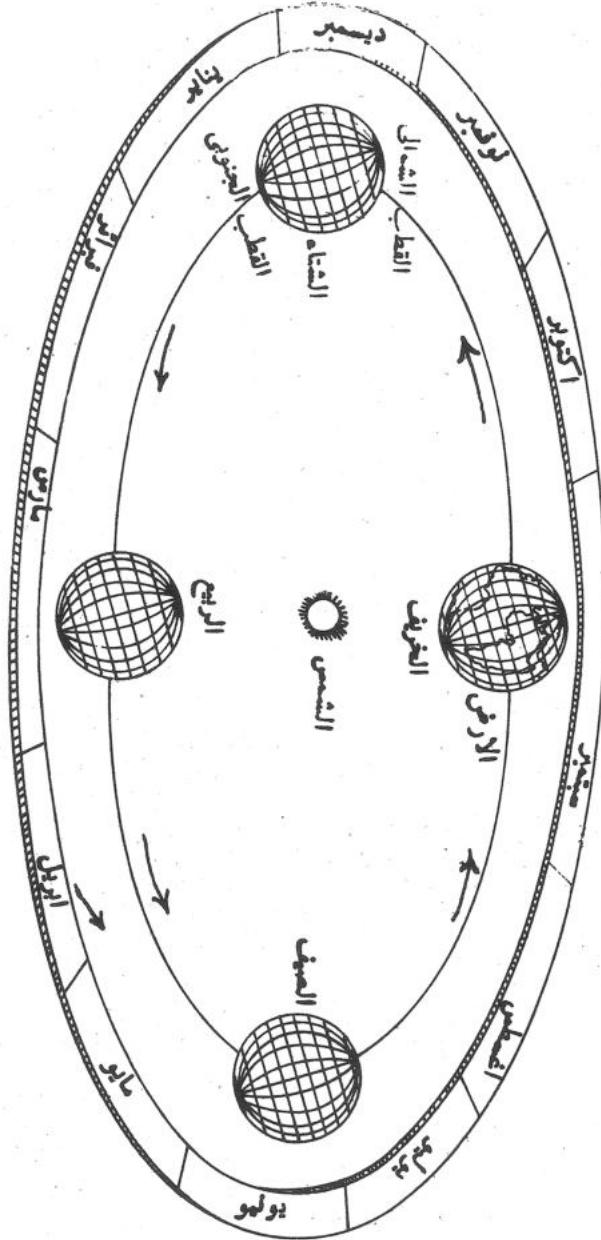
قولہ و تقطع الارض الخ۔ پہلے بتایا گیا کہ مدارِ ارضی اور منطقۃ البروج متحد ہیں یا یہ کہ مدارِ ارضی دائرۃ البروج کی سطح میں واقع ہے۔ بہر صورت مدارِ ارضی اور دائرۃ البروج کا حکم ایک ہے۔

زمین اپنے مدار کو ایک سال میں مکمل طور پر طے کر لیتی ہے۔ تو اس کا نتیجہ اور مطلب یہ ہے کہ زمین آفتاب کے گرد گردش کرتے ہوئے سارے برج کو ایک سال میں اور ایک ایک برج کو ایک ایک ماہ میں طے کرتی ہے۔ بہر حال دائرۃ البروج اس فضائی راستے اور مدار کا نام ہے جس میں زمین آفتاب کے گرد گھوم رہی ہے۔ یا یوں کہیے کہ زمین کی گردش حول الشمس کا طریق و مدار دائرۃ البروج کی سطح میں اور اس کے محاذ است میں واقع ہے۔

قولہ ثم تبعًا لسیر الارض الخ۔ عبارت ہذا میں آفتاب کی حرکت ظاہری حول الارض کا بیان ہے۔

تفصیل مرام یہ ہے کہ درحقیقت زمین ہی آفتاب کے گرد گھومتی ہے دائرۃ البروج میں۔ لیکن زمین کی اس گردش کے نتیجے میں ظاہری طور پر یوں نظر آتا ہے کہ آفتاب ہی

(شكل فصول السنة)



تُرَى الشَّمْسُ كَأَنَّهَا تَسِيرُ حَوْلَ الْأَرْضِ مِنَ الْغَرْبِ إِلَى
الْشَّرْقِ قَاطِعَةً كُلَّ بُرْجٍ فِي الشَّهْرِ وَجَمِيعَ الْبُرُوجِ فِي
السَّنَةِ

فَحَرَكَةُ الْأَرْضِ فِي مَدَارِهَا حَوْلَ الشَّمْسِ هِيَ
حَرَكَةٌ حَقِيقِيَّةٌ

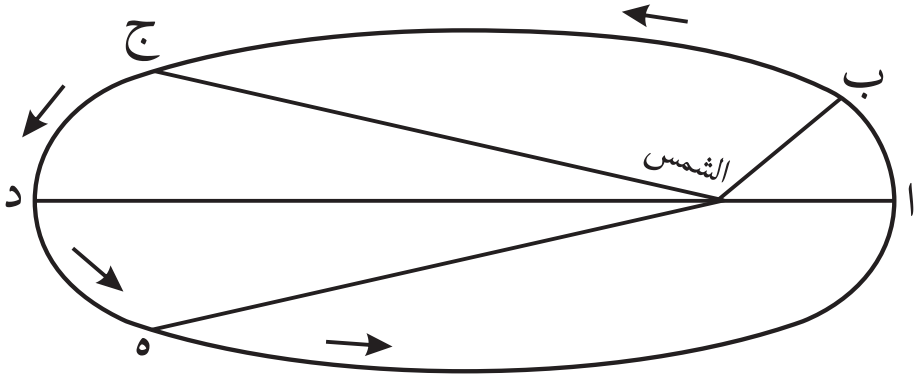
وَأَمَّا حَرَكَةُ الشَّمْسِ حَوْلَ الْأَرْضِ فِي دَائِرَةِ
الْبُرُوجِ فَلَيْسَتْ إِلَّا حَرَكَةً ظَاهِرِيَّةً فَحَسْبُ وَخَدَاعًا
بَصَرِيًّا فَقَطْ

زمین کے گرد مغرب سے مشرق کی طرف دائرۃ البروج کے محاذات و سمت میں گزردش
کرتے ہوئے ہر برج کو ایک ماہ میں طے کرتا ہے اور تمام برج کو ایک سال
میں۔

قولہ فحرکت الأرض فی مدارها الخ۔ عبارت ہذا میں زمین کی حرکت
حقیقی اور آفتاب کی حرکت ظاہری کا بیان ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کلام سابق کا نتیجہ
ہے۔

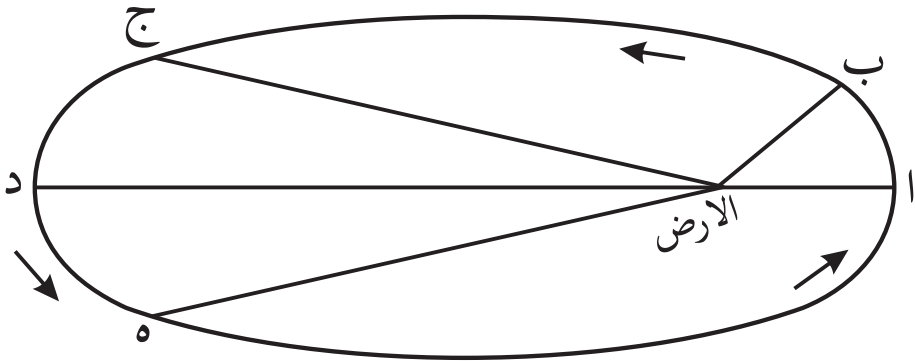
تفصیل کلام یہ ہے کہ کلام سابق میں دو باتیں معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ زمین
دائرۃ البروج میں یعنی اپنے مدار میں آفتاب کے گرد گھوم رہی ہے۔ دوم یہ کہ آفتاب بھی
اسی دائرۃ البروج میں جو کہ مدار شمسی بھی ہے زمین کے گرد گزردش کرتا ہے۔
بطاہر اس کلام میں تعارض اور اشکال ہے۔ دونوں باتیں درست نہیں ہو سکتیں۔
اس اشکال کا حل عبارت ہذا میں یہ پیش کیا گیا ہے کہ یہاں دائرۃ البروج میں
درحقیقت ایک ہی حرکت ہے دوسری حرکت صرف ظاہری حرکت اور نگاہ کا فریب
ہے۔ یعنی زمین کی حرکت تو آفتاب کے گرد حقیقی حرکت ہے۔ کیونکہ واقع و نفس الامر میں

الشكل (١)



هذا الشكل (١) يمثل المدار الحقيقي للأرض الدائرة في هذا المدار حول الشمس و هو مدار " ا ب ج د ه " المسمّى بدائرة البروج و بالدائرة الكسوفية و الشمس في احدى بؤرتيه .

الشكل (٢)



هذا الشكل (٢) يمثل المدار الظاهري للشمس حول الأرض حيث ترى الشمس سائرة حول الأرض في هذا المدار مدار " ا ب ج د ه " المسمّى بدائرة البروج و الأرض في احدى بؤرتي هذا المدار .

اذا الشمس لا تتحرك حقيقةً في دائرة البروج
حول الارض بل الارض هي المتحركة فيها حول
الشمس -

جدول دخول الشمس في كل برج باعتبار الحركة الظاهريّة

نمبر البرج	اوقات دخول الشمس فيها بالتقريب	نمبر البرج	اوقات دخول الشمس فيها بالتقريب
۱ الحجل	۲۱ مارس - الاعتدال الربيعي	۷ الميزان	۲۲ سبتمبر - الاعتدال الخريفي
۲ الثور	۲۰ اپريل	۸ العقرب	۲۴ اكتوبر
۳ الجوزاء	۲۱ مايو	۹ القوس	۲۲ نوفمبر
۴ السرطان	۲۱ يونيو - الانقلاب الصيفي	۱۰ الجدي	۲۱ ديسمبر - الانقلاب الشتوي
۵ الاسد	۲۳ يوليو	۱۱ الدلو	۲۰ يناير
۶ السنبكة	۲۳ اغسطس	۱۲ الحوت	۱۹ فبراير

زمین ہی اپنے مدار میں آفتاب کے گرد حرکت سے متصف ہے۔ باقی آفتاب کی حرکت حول الارض دایرۃ البروج میں یا دایرۃ البروج کے محاذی مدار میں صرف ظاہری حرکت ہے آنکھوں کا دھوکہ ہے۔ کیونکہ نفس الامر و واقع میں دایرۃ البروج میں آفتاب حرکت حول الارض نہیں کرتا۔ بلکہ زمین ہی آفتاب کے گرد دایرۃ البروج میں یا دایرۃ البروج کے محاذی و مساوی مدار میں حرکت کرتی ہے۔
قولہ جدول دخول الشمس الخ - درج ذیل جدول و نقشہ میں حرکت ظاہری کے

پیش نظر ہر برج میں آفتاب کے داخل ہونے کی تقریبی تاریخ بتائی گئی ہے۔
 پس برج حمل میں آفتاب حرکت ظاہری کے پیش نظر ۲۱ مارچ کو پہنچتا ہے۔
 ثور میں ۲۰ اپریل میں جوزاء میں ۲۱ مئی میں۔ سرطان میں ۲۱ جون میں۔ اسد میں
 ۲۳ جولائی میں۔ سنبلہ میں ۲۳ اگست۔ میزان میں ۲۲ ستمبر۔ عقرب میں ۲۲
 اکتوبر۔ قوس میں ۲۲ نومبر۔ جدی میں ۲۱ دسمبر۔ دلو میں ۲۰ جنوری۔ اور حوت میں
 ۱۹ فروری کو پہنچتا ہے۔ ان تاریخوں میں علماء ہیئت کے مابین کچھ اختلاف ضرور موجود ہے۔ تاہم
 اختلاف معمولی ہے۔ اس لیے بعض ماہرین نے مندرجہ ذیل جدول پیش کرتے ہوئے بعض
 تاریخوں میں اختلاف کا اظہار کیا ہے۔ دراصل یہ جدول بھی تقریبی ہے نہ کہ تحقیقی۔

نام برج	مدت قیام ہر برج میں	نام برج	مدت قیام ہر برج میں
حمل	۲۱ مارچ	میزان	۲۳ ستمبر
ثور	۲۱ اپریل	عقرب	۲۳ اکتوبر
جوزاء	۲۱ مئی	قوس	۲۳ نومبر
طالع	۲۱ جون	جدی	۲۱ دسمبر
اسد	۲۱ جولائی	دلو	۲۰ جنوری
سنبلہ	۲۲ اگست	حوت	۱۹ فروری
			۲۰ مارچ

فصل

فی ارتفاع الشمس

○ معرفت ارتفاع الشمس من أنفع مطالب علم

فصل

قولہ معرفت ارتفاع الشمس الخ۔ فصل ہذا میں دو امور کی تفصیل ہے
 اول کسی دن اور دن کے کسی وقت افق سے آفتاب کا ارتفاع معلوم کرنا۔
 دوم کسی دن آفتاب کی غایت ارتفاع معلوم کرنا۔ غایت ارتفاع عین دوپہر
 کے وقت ہوتی ہے۔

پھر غایت ارتفاع شمس دو قسم پر ہے۔ اول یومی۔ دوم سنوی۔ یعنی اول یہ
 ہے کہ کسی دن آفتاب کا دوپہر کے وقت ارتفاع کتنے درجات کا ہے۔
 مثلاً دوپہر کے وقت آفتاب کا ارتفاع ۶۰ درجہ ہے تو اس کا مطلب یہ
 ہے کہ اُس خاص دن میں آفتاب کی زیادہ سے زیادہ بلندی ۶۰ درجہ ہے۔ اور ارتفاع
 سنوی کا مطلب یہ ہے کہ سارے سال میں آفتاب کی زیادہ سے زیادہ بلندی

الهيئة وأحسن مقاصده
وتتوقف معرفتُ ذلك على معرفت مقدار زاويتِ
تحدّث بين أشعّة الشمس وسطح الارض الذي تقع
عليها الاشعّة
وهذه الزاوية تكون صغيرة جداً بعيد طلوع الشمس
بل عند طرفي النهار

از افق کس تاریخ (دن) کو اور کتنے درجے ہوتی ہے۔
مثلاً لاہور میں زیادہ سے زیادہ ارتفاع شمس از افق ۲۱ جون کو ہوتا ہے۔ اور اس
کی مقدار ۸۰ درجے سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ الغرض ارتفاع شمس کا جاننا علم ہیئت کے
نہایت مفید و اہم مطالب میں سے ہے۔
قولہ و تتوقف معرفتہ الخ۔ یعنی ارتفاع شمس کا جاننا موقوف ہے ایک خاص
زاویہ کی معرفت پر۔ اُس زاویہ کی مقدار کی معرفت کے بعد ارتفاع شمس کا جاننا آسان ہو جاتا
ہے۔

اُس خاص زاویہ سے وہ زاویہ مراد ہے جو سوچ کی شعاع اور سطح ارض کے مابین پیدا ہوتا
ہے۔ سوچ کی شعاع جب سطح ارض پر واقع ہوتی ہے تو شعاع اور سطح ارض کے مابین ایک
زاویہ پیدا ہوتا ہے وہی زاویہ ارتفاع شمس کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر اُس زاویہ کی مقدار دس
درجات ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت افق سے آفتاب کی بلندی دس درجہ ہے
و علی ہذا القیاس۔

قولہ و هذه الزاوية تكون الخ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ سطح ارض اور اُس پر
واقع اشعہ شمس کے مابین زاویہ اگر چھوٹا ہو تو آفتاب کی بلندی از افق کم ہوگی۔ اور اگر
یہ زاویہ بڑا ہو تو آفتاب کی بلندی از افق بھی زیادہ ہوگی۔
اس بیان سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ سوچ کے طلوع کے فوراً بعد یہ زاویہ

وَيَتَزَايِدُ قَدْرُهَا حَسَبَ تَزَايُدِ اسِرْتَفَاعِ الشَّمْسِ
عَنِ الْاُفُقِ حَتَّى يَنْتَصِفَ النَّهَارُ
وَيَبْلُغُ عَظْمُ هَذِهِ الزَّوَايَا تَرَغَايَتَهَا عِنْدَ انْتِصَافِ
النَّهَارِ كَمَا يَبْلُغُ ارْتِفَاعُ الشَّمْسِ نَهَايَتَهَا آنَذَاكَ

بہت چھوٹا ہوگا کیونکہ اُس وقت آفتاب کی بلندی از افق بہت کم ہوتی ہے۔ بلکہ آپ
یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ دن کے طرفین میں یعنی صبح و عصر کے وقت یہ زاویہ بہت چھوٹا ہوتا ہے
کیونکہ جس طرح طلوع شمس کے فوراً بعد آفتاب کی بلندی از افق شرقی نہایت کم
ہوتی ہے اسی طرح دن کے آخری حصہ میں یعنی غروب شمس سے تھوڑی دیر پہلے آفتاب
کی بلندی از افق غربی نہایت کم ہوتی ہے۔

قولہ ویتزاید قدرہا الخ۔ یعنی جوں جوں آفتاب افق شرقی سے بلند
ہوتا جاتا ہے توں توں زاویہ مذکورہ کی مقدار بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ نصف النہار
یعنی دوپہر ہو جائے۔ عین نصف النہار یعنی دوپہر کے وقت مذکورہ صدر زاویہ کی مقدار وسعت
انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔

کیونکہ دوپہر کو آفتاب کی بلندی از افق بھی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ پس دوپہر کے
وقت اس زاویہ کی مقدار اُس دن آفتاب کی غایت بلندی ظاہر کرتی ہے۔ اگر وہ زاویہ
۵۰ درجات کا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آج کے دن آفتاب کی غایت بلندی ۵۰ درجات
ہے۔ اور اگر وہ زاویہ دوپہر کے وقت قائم ہو۔ قائمہ زاویہ ۹۰ درجے کا ہوتا ہے۔ تو ثابت
ہوا کہ اُس دن آفتاب دوپہر کے وقت عین سر پر ہے۔ اور اس کی شعاع مقام محل مذکور
پر عموداً واقع ہوتی ہے۔ پس آفتاب کی غایت بلندی ۹۰ درجہ ہے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ کسی شہر و مقام میں آفتاب کی غایت بلندی زیادہ سے
زیادہ ۹۰ درجہ ہو سکتی ہے۔ یہ بات ناممکن ہے کہ آفتاب کی بلندی ۹۰ درجہ سے
زائد ہو جائے۔ یہ بات بھی ذہن نشین ہے کہ لاہور اور اُن تمام بلاد میں جو خطِ سرطان
سے شمالاً واقع ہیں آفتاب کی غایت بلندی کبھی بھی ۹۰ درجے تک نہیں پہنچ سکتی۔ کیونکہ

وَأَمَّا قَدْ الزَاوِيَةِ فَيُسْتَعْلَمُ بِأَلْتِ مَشْهُورَةٍ
مَصْنُوعَةٍ لِهَذَا الْمَطْلَبِ تَكُونُ فِي صُورَةِ قَوْسٍ
مَسَاوِيَةٍ لِنَصْفِ الدَّائِرَةِ مَنْقُوشَةٍ عَلَيْهَا عِلَاقَاتُ ۱۸۰
دَرَجَاتٍ

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ اسْتِنْبَاطَ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ يَتَفَرَّعُ عَلَى
عَمَلٍ وَهُوَ أَنْ تَنْصِبَ عَلَى أَرْضٍ مُسْتَوِيَةٍ مَقْيَاسًا

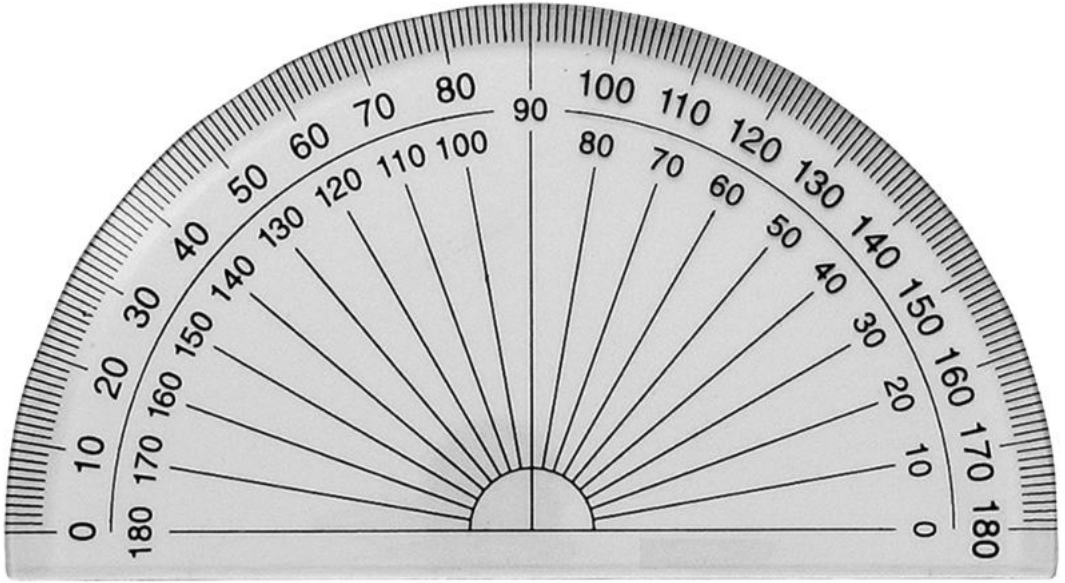
آفتاب سال کے کسی دن بھی ہمارے سر پر نہیں آسکتا۔ ۲۱ جون کو اگرچہ آفتاب ہمارے
سمت الراس کے قریب گزرتا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ ہماری سمت الراس سے دوپہر کے وقت
تقریباً (۹) درجے جنوباً گزرتا ہے۔

قولہ وَأَمَّا قَدْ الزَاوِيَةِ لَمْ۔ یہ دفع سوال ہے۔ سوال یہ ہے کہ کسی زاویہ کے
درجات و مقدار معلوم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

حاصل جواب یہ ہے کہ کسی زاویہ کی مقدار معلوم کرنا آسان ہے۔ اس کا پتہ ایک
مشہور آلہ سے لگایا جاتا ہے جو اس مقصد کے لیے بنایا ہوا ہوتا ہے۔ وہ آلہ نصف دائرہ کی
مساوی قوس کی شکل میں ہوتا ہے۔ اُس قوس پر ۱۸۰ درجات کی علامات منقوش ہوتی ہیں۔
پرکار وغیرہ آلات کے ساتھ یہ آلہ بازار میں عام بکتا ہے۔ علماء و طلباء کے مابین یہ آلہ معروف
و مشہور ہے۔

قولہ ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ اسْتِنْبَاطَ لَمْ۔ عبارت ہذا میں اُس عمل کی تفصیل ہے جس کے
ذریعہ ارتفاع شمس معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اُس عمل کی توضیح یہ ہے کہ آپ زمین پر دائرہ ہندیہ بنائیں۔ دائرہ ہندیہ کا ذکر تفصیلی
میری دیگر کتابوں میں ملاحظہ کریں۔ دائرہ ہندیہ کا طریقہ قدرے طویل ہے اس پر کئی دن صرف
ہوتے ہیں۔ اس لیے اُسے نظر انداز کرتے ہوئے عبارت ہذا میں ایک اور مختصر طریقہ کا
ذکر ہے۔



مقياس درجات الزاوية

مَعْلُوم الطَّوْلُ بِحَيْثُ يَتَحَقَّقُ بَيْنَهُمَا بَيْنَ الْأَرْضِ نَوَايَا
قَوَائِمُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ

ثُمَّ قِسْ طُولَ ظِلِّ الْمِقْيَاسِ قَدْ هَذَا الْعَمَلُ احْفَظْ

بِ

وَنَفَرِضْ أَنَّ طُولَ الْمِقْيَاسِ رُبْعُ الْقَدَمِ أَيْ ثَلَاثُ
بُوصَاتٍ وَأَنَّ طُولَ الظِّلِّ سُدْسُ الْقَدَمِ أَيْ
بُوصَتَانِ

مختصر طریقہ یہ ہے کہ آپ ہموار زمین پر مقیاس (کڑی یا لوہے کے تار کا ٹکڑا) سیدھا
کھڑا کر دیں۔ یہ ضروری ہے کہ مقیاس کی لمبائی آپ کو پہلے سے معلوم ہو۔ فرض کریں اس کی
لمبائی تین انچ ہے۔

نیز یہ ضروری ہے کہ وہ زمین پر ٹیڑھا اور شکستہ ایستادہ بھی نہ ہو۔ بلکہ عموداً اور
ایسا سیدھا کھڑا ہو کہ اس کے اور زمین کے مابین چاروں طرف سرزوا یا قائمہ پیدا نہ ہو جائیں
معمولی محنت اور فکر سے آپ مقیاس کو عموداً کھڑا کر سکیں گے۔ یہ تو عمل کا ایک حصہ تھا
جو ختم ہو گیا۔ آگے عمل کے دوسرے حصے کا بیان ہے۔

قولہ ثُمَّ قِسْ طُولَ ظِلِّ لَہ۔ یہ عمل کے دوسرے حصہ کا بیان ہے۔ یعنی کسی دن
زمین پر عموداً مقیاس کھڑا کرنے کے بعد آپ عمل کے وقت مقیاس کے سایہ کی لمبائی
بڑی دقت نظر سے معلوم کر کے ذہن نشین کر لیں۔ یہ کام بڑا آسان ہے۔

فرض کریں کہ بوقتِ عمل سایہ دو انچ لمبا ہے اور مقیاس ہم نے ۳ انچ کا کھڑا کیا تھا۔
یہ عمل کے دوسرے حصے کا بیان تھا جو آپ نے سُن لیا۔

قدم بفتح قاف و دال۔ اس کا معنی ہے فٹ۔ اس کی جمع اقدام ہے۔ ایک
فٹ ۱۲ انچ لمبا ہوتا ہے۔ آگے عمل کے تیسرے حصے کا ذکر آ رہا ہے۔

ثم بعد ذلك ارسم على الورقة مثلثاً ا. ب. ج
بحيث يكون ضلع ا. ب. مندرجاً في القدام
اي نظير المقياس ويكون ضلع ب. ج. سدس
القدام ليكون نظير الظل
وبحيث يكون كل واحد من هذين الضلعين
قائماً على الآخر وعموداً عليهما لتحدث بينهما زاوية
قائمة

قولہ شرح بعد ذلک ارسم الخ۔ یہ عمل کے تیسرے حصے کا بیان ہے۔
تفصیل مطلب یہ ہے کہ مقياس اور سایہ اور سوچ کی شعاع سے ایک خیالی شکل
مثلث بنتی ہے۔ اب آپ کاغذ کے ایک ورق پر شکل مثلث یعنی مثلث
ا. ب. ج بنادیں۔ یہ شکل مثلث مذکورہ صد خیالی شکل کی نظیر ہونی چاہیے۔
یعنی اس کے تمام اضلاع کا سابقہ خیالی مثلث کے اضلاع کے برابر ہونا ضروری
ہے۔

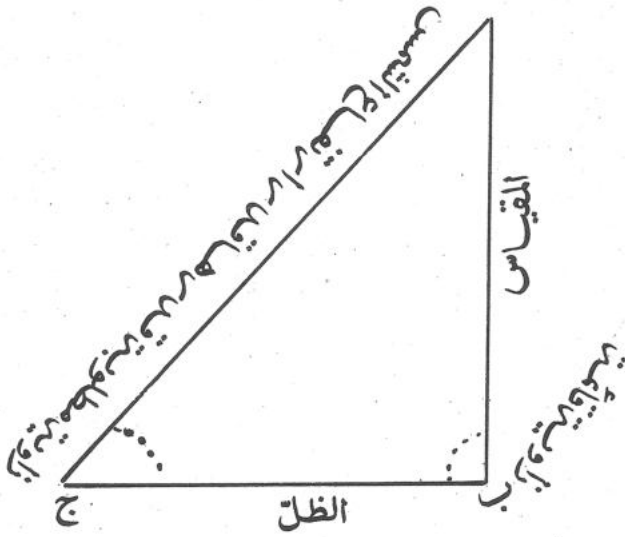
لہذا کاغذ والی مثلث کا ضلع۔ ا. ب. ربع فٹ ہو۔ یعنی تین انچ ہو۔
تاکہ یہ مقياس کے برابر ہو۔ کیونکہ مقياس بھی تین انچ تھا۔ اسی طرح اس مثلث کا دوسرا
ضلع یعنی ضلع ب. ج۔ دو انچ ہونا چاہیے تاکہ یہ سایہ کی نظیر ہو جائے۔ سایہ ہم نے دو
انچ فرض کیا تھا۔

کاغذ والی مثلث کے ان دو ضلعوں کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں
کے مابین زاویہ قائمہ ہو۔ کیونکہ سابقہ خیالی شکل میں مقياس اور ظل کے مابین
زاویہ بھی زاویہ قائمہ تھا۔ ہم نے مقياس کو عموداً زمین پر کھڑا کیا تھا۔ لہذا کاغذ
والی مثلث میں زاویہ ب قائمہ ہوگا۔

وَعُظْمُ زَاوِيَتِهِ جـ - مِنْ هَذَا الْمَثَلِ هُوَ

المطلوب

فَإِنْ كَانَ قَدْرُ زَاوِيَتِهِ جـ - ۵۰ درجَةً مَثَلًا
كَانَ ارْتِفَاعُ الشَّمْسِ ۵۰ درجَةً عَنِ الْاُفُقِ



الشرقي صَبَاحًا إِنْ وَقَعَ الْعَمَلُ الْمَذْكُورُ قَبْلَ انْتِصَافِ
النَّهَارِ أَوْ ۵۰ درجَةً عَنِ الْاُفُقِ الْغَرْبِيِّ مَسَاءً إِنْ
وَقَعَ الْعَمَلُ بَعْدَ الزَّوَالِ

قولہ وعظم زاویہ تاج - الخ - عبارت نہا میں نتیجہ عمل سابق واستنباط مطلوب
(ارتفاع شمس) کا بیان ہے۔

حاصل یہ ہے کہ کاغذ پر مثلث - ا - ب - ج - بنانے کے بعد آپ کے لیے
استخراج مطلوب آسان ہو گیا۔ اس سارے عمل سے ہمارا مطلوب مثلث ہڈا میں

وَأَنْ تَحَقِّقَ عَمَلُكَ الْمَذْكُورُ وَقْتَ انْتِصَافِ النَّهَارِ
كَانَ مَقْدَارُ أَوَيْتَ - ج - غَايَتُ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ
فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ بَعِيدًا بِاعْتِبَارِ الْبِلَادِ الَّتِي جَرَى فِيهَا
هَذَا الْعَمَلُ

زاویہ - ج - ہی ہے۔ جیسا کہ آپ متن میں مذکور شکل میں دیکھ رہے ہیں۔ یہی زاویہ - ج - ہی
ارتفاع شمس کی مقدار بتلاتا ہے۔

مثلاً زاویہ - ج - ۵۰ درجے کا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ عمل مذکور کے وقت آفتاب
کی بلندی اُفق سے ۵۰ درجے ہے۔ اگر یہ عمل آپ نے دوپہر سے قبل کیا ہو تو آفتاب
افق شرقی سے بوقت صبح ۵۰ درجے بلند ہوگا۔ اور اگر یہ عمل آپ نے زوال کے بعد
کیا ہو تو عمل مذکور سے یہ ثابت ہوا کہ آفتاب پچھلے پہر افق غربی سے ۵۰ درجے بلند
ہے۔

زوال کے بعد تا غروب شمس وقت مکمل کھلتا ہے اور زوال سے قبل سارا
وقت صبح کھلتا ہے حقیقتاً یا بطریق تعمیر مجاز۔

قولہ وَأَنْ تَحَقِّقَ عَمَلُكَ الخ - یہ آفتاب کی غایت ارتفاع معلوم کرنے کا بیان

تفصیل کلام یہ ہے کہ سابقہ عمل سے آپ دن کے کسی حصہ میں آفتاب کا مطلق
ارتفاع بھی معلوم کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ عمل دوپہر سے پہلے یا دوپہر کے بعد
ہو۔

اور اسی عمل مذکور سے آپ کسی دن آفتاب کی غایت ارتفاع بھی دریافت
کر سکتے ہیں بشرطیکہ عمل مذکور عین نصف نہار کے وقت جاری کیا جائے۔ دوپہر کے
وقت سایہ کم سے کم ہوگا۔ اور آفتاب دائرہ نصف النہار پر ہوگا۔ اس صورت میں
زاویہ - ج - آفتاب کی غایت ارتفاع ظاہر کرتا ہے۔ پس عمل والے شہر میں بروز عمل
آفتاب کی غایت ارتفاع کی مقدار وہ ہے جو زاویہ - ج - کی مقدار ہے۔

وإن جرى عملك هذا حين انتصاف نهار ۲۱ یونیو
 او ۲۱ دسمبر فی بلد واقع شمال خط الاستواء علی
 مسافت $\frac{۱}{۲۳}$ درجت فصاعداً کان مقلراً لزاویه
 ج. فی ۲۱ یونیو غایت ارتفاع الشمس لسكان هذا
 البلد فی السنۃ کلها
 وکان مقلراً هذه الزاویه فی ۲۱ دسمبر اقل
 ارتفاع الشمس لهم فی السنۃ جمیعها

فرض کریں یہ عمل جمعہ کے دن یکم محرم کو عین دوپہر کے وقت لاہور میں کیا گیا۔ اور
 زاویہ ج۔ کی مقدار ۷۰ درجہ ہے تو ثابت ہوا کہ بروز جمعہ یکم محرم کو لاہور میں آفتاب
 کی غایت بلندی از افق ۷۰ درجہ ہے۔

قولہ وإن جرى عملك هذا الخ۔ عبارت ہذا میں آفتاب کی غایت
 ارتفاع سنوی کے بیان کے علاوہ غایت انخطاط سنوی کا بیان بھی ہے۔
 مثلاً لاہور کو لیجیے جس میں غایت ارتفاع سنوی للشمس ۲۱ جون کو ہوتی ہے
 اور غایت انخطاط سنوی ۲۱ دسمبر کو۔

تفصیل مقصد یہ ہے کہ اگر مذکورہ صدر عمل میں دو شرطیں ملحوظ رکھی جائیں۔
 شرط اول یہ ہے کہ یہ عمل عین دوپہر کے وقت جاری ہو جائے بتاریخ ۲۱ جون، یا
 بتاریخ ۲۱ دسمبر۔ شرط دوم یہ ہے کہ یہ عمل ایسے شہر میں واقع ہو جس کا خط استواء
 سے شمالی فاصلہ $\frac{۱}{۲۳}$ درجہ سے کم نہ ہو۔ بلکہ اُس کا فاصلہ خط استواء سے شمالاً $\frac{۱}{۲۳}$
 درجہ ہو یا اس سے زیادہ۔ تو اس صورت میں زاویہ ج۔ بتاریخ ۲۱ جون مقام عمل میں
 آفتاب کی سنوی غایت بلندی ظاہر کرتا ہے۔

فرض کریں زاویہ ج۔ بتاریخ ۲۱ جون شہر لاہور میں ۸۲ درجہ ہے۔ تو اس کا نتیجہ

وان جرى عملك حين انتصاف نهار ۲۱ دسمبر
 او ۲۱ یونیو فی بلد واقع جنوب خط الاستواء علی بعد
 المسافة المذكورة ای $\frac{1}{4}$ ۲۳ درجتا او اکثر
 انعکست الحال لأهالی هذا البلد وكان مقدار
 زاوية ج - فی ۲۱ دسمبر غاية ارتفاع الشمس لهم
 فی سائر السنت
 وكان مقدارها فی ۲۱ یونیو اقل ارتفاع الشمس لهم
 فی جمیع السنت

یہ ہے کہ سارے سال میں لاہور میں آفتاب کی زیادہ سے زیادہ بلندی ۸۲ درجہ ہے۔
 لاہور میں آفتاب کی بلندی کسی دن دوپہر کے وقت ۸۲ درجہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ یہ تو
 ۲۱ جون کے عمل کا نتیجہ ہے۔

اور اگر یہ عمل کسی شہر (لاہور وغیرہ) میں بوقت دوپہر ۲۱ دسمبر کو جاری ہو جائے
 تو زاویہ ج - کی مقدار اُس شہر والوں کے لیے سارے سال میں آفتاب کا کم سے کم
 ارتفاع ہے۔ بطور فرض دوپہر کے وقت اُس شہر میں ۲۱ دسمبر کو آفتاب کی بلندی مثلاً
 ۵۰ درجہ ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس شہر میں سال کے کسی دن میں دوپہر کے وقت
 آفتاب کی بلندی ۵۰ درجہ سے کم نہیں ہو سکتی۔

قولہ وان جرى عملك حين انتصاف النحر - عبارت ہذا میں خط نصف نهار
 سے جنوبی بلاد میں مذکورہ صدر عمل کے نتائج کا ذکر ہے تفصیل مقصد یہ ہے کہ اگر دوپہر کے
 وقت مذکورہ صدر عمل ۲۱ دسمبر یا ۲۱ جون کو ایسے مقام یا شہر میں کیا جائے جو خط استوار سے
 جنوباً $\frac{1}{4}$ ۲۳ درجہ سے زیادہ فاصلے پر واقع ہو تو نتیجہ کا حال اس شہر والوں کے لیے پہلے بیان
 عکس ہوگا۔

یعنی زاویہ - ج - کی مقدار بتاریخ ۲۱ دسمبر اس شہر کے باشندوں کے لیے غایت
 ارتفاع سنوی کو ظاہر کرتی ہے۔ یعنی سارے سال میں اس شہر کے باشندوں کے پیش نظر
 آفتاب کی زیادہ سے زیادہ بلندی زاویہ - ج - بتاریخ ۲۱ دسمبر کی مقدار کے برابر ہوگی۔
 اور ۲۱ جون کو اس شہر کے پیش نظر سارے سال میں آفتاب کا کم سے کم
 ارتفاع شمس ہوگا۔ ۲۱ جون کو اس شہر میں آفتاب کا جو ارتفاع ہے سال کے کسی دن
 میں آفتاب کا ارتفاع اس شہر میں اس سے کم نہیں ہوگا۔



فصل

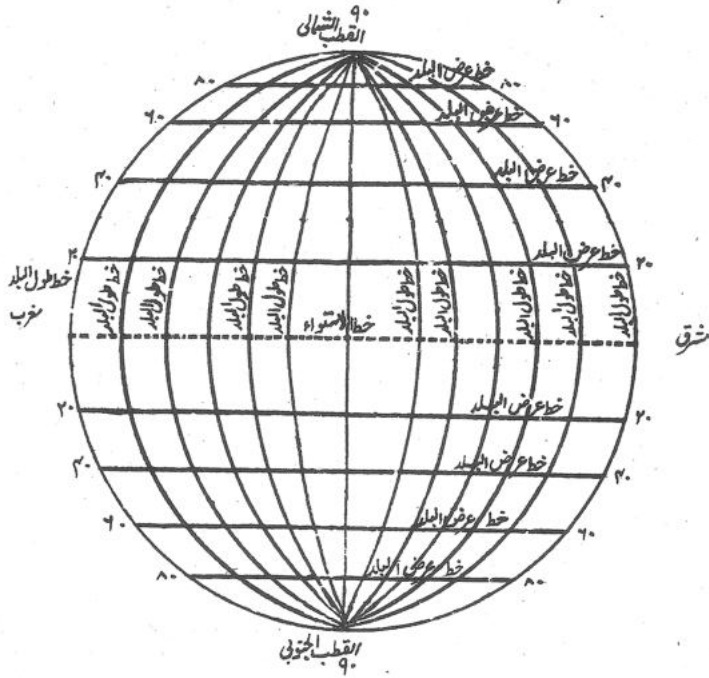
فی طول البلد عرض البلد

○ معرفت طول البلد و عرض البلد من اہم
أصول هذا الفن
أما طول البلد فهو في اصطلاحهم عبارة عن

فصل

قولہ معرفت طول البلد الخ۔ فصل ہذا میں بلاد و مقامات کے طول و عرض کا بیان ہے۔ فن ہذا کے طالب العلم کے لیے طول بلد و عرض بلد کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ دونوں کی معرفت فن ہذا کے نہایت اہم اصولوں میں سے ہے۔ ان کے جانے بغیر زمین کا جغرافیہ و دیگر اہم متعدد مباحث پر تفصیلاً مطلع ہونا ناممکن ہے۔ آگے طول بلد اور عرض بلد کی تفصیل آرہی ہے۔
قولہ أما طول البلد فهو الخ۔ گرتیج کی تعریف غریب غریب بھی ہے البین۔ اور چوتیش بھی ہے یا بحیم۔ عبارت ہذا میں طول بلد کی حد اور تعریف کا بیان ہے۔ حاصل کلام

بُعد البلد عن بلدة غرينتش (گرتینج) شرقاً وغرباً
وغایتُ الطول ۱۸۰ درجتاً ولا یمكن أن یزید طولُ
بلدٍ ما علی ۱۸۰ درجتاً
وغرینتش قریبٌ قریبٌ من لندن فی



شکل خطوط طول البلد عرض البلد =

یہ ہے کہ طول بلد کا تعلق بلاد کے شرقی یا غربی فاصلوں سے ہے۔ طول بلد کا مبداء ماہرین علم ہیئت کی اصطلاح میں گرتینج شہر ہے۔ جو برطانیہ میں لندن کے قریب واقع ہے ۱۸۴۲ء میں طول بلد سے متعلق ماہرین کی ایک جماعت قائم ہوئی۔ اس جماعت کے افراد نے مشورے کے بعد گرتینج کو تمام مقامات و بلاد کا مبداء طول قرار دیا۔ بلکہ اسی کو مبداء اوقات بھی قرار دیا گیا۔ لہذا طول بلد کا مطلب یہ ہے کہ کسی شہر کا گرتینج سے فاصلہ شرقاً یا غرباً کتنا ہے۔ شرقاً یا غرباً کسی شہر کا طول بلد زیادہ سے زیادہ ۱۸۰ درجہ ہو سکتا ہے۔ لاہور بلکہ سارا پاکستان۔ ہندوستان۔ افغانستان۔ ایران۔ بنگلہ دیش و برما شرقی طول بلاد والے ملک ہیں۔ کیونکہ یہ گرتینج سے بطرف مشرق واقع ہیں۔

البریطانیہ اصطلاحاً علی جعل ہذا القریۃ مبدأً
 طول المقامات والبلاد
 وعلی جعل ساعات الاوقات العالمیۃ تابعۃ
 لاوقات غرینتش بحساب اخذ اربع دقائق زمانیۃ
 لكل درجتہ واخذ ساعتہ واحده لكل ۱۵
 درجتہ

فساعات الساعات فی البلاد الشرقیۃ من

قولہ وعلی جعل ساعات لـ۔ عبارت ہذا میں عالمی اوقات یعنی گھنٹوں اور
 گھڑیوں کا بیان ہے۔ چونکہ گرتیخ مبدأً طول کے علاوہ مبدأً اوقات بھی قرار دیا گیا تھا۔ اس
 لیے تمام دنیا کی گھڑیوں کے اوقات گرتیخ کے وقت کے تابع ہیں۔ (اوقات سے مراد گھنٹے
 ہیں۔ ساعات جمع ہے ساعت کی۔ ساعت سے مراد ہے مصنوعی گھڑی (لوہے وغیرہ کی)۔
 تابع ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر درجہ مسافت کے لیے چار منٹ اور ہر ۱۵ درجوں کے
 لیے ایک گھنٹہ حساب میں شمار کیا جاتا ہے۔ (دقائق مسافت کے بھی ہوتے ہیں اور
 زمانے کے بھی۔ یہاں زمانیہ مراد ہیں یعنی منٹ۔ اس لیے قید زمانیہ ذکر کی گئی ہے) حساب
 ہذا جاری کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آفتاب ظاہری حرکت سے زمین کے گرد بطرف
 مغرب چلتے ہوئے ایک درجہ چار منٹ میں طے کرتا ہے۔ اور ۱۵ درجے ایک
 گھنٹے میں۔

قولہ فساتات الساعات لـ۔ یعنی وہ بلاد جو گرتیخ کے مشرق میں واقع ہیں۔ ان کی
 گھڑیوں کے اوقات بحساب مذکور گرتیخ کی گھڑیوں کے اوقات سے مقدم ہوں گے۔
 اور جو بلاد گرتیخ سے مغربی جانب میں واقع ہیں ان کی گھڑیوں کے اوقات گرتیخ کی گھڑیوں
 سے بحساب مذکور مؤخر ہوں گے۔

مثلاً لاہور گرتیخ کے مشرق میں واقع ہے۔ لہذا لاہور کی گھڑیاں مقدم ہوتی ہیں

غرینتش تګون متقدّمًا بالحساب المذکور من
 ساعات الساعات فی غرینتش
 وفي البلاد الغربیة منها تګون متأخرة
 من اوقات الساعات فی غرینتش بالحساب
 المتقدّم
 وأما عرض البلد فهو فی الاصطلاح عبارة
 عن قدر بُعد بلد عن خط الاستواء شمالاً او
 جنوباً
 ونهاية العرض ۹۰ درجتاً وازدياد العرض علی

گوینچ کی گھڑیوں سے۔ اور فرق تقریباً پانچ گھنٹے کا ہے۔ اس ٹائم کو سینڈر ڈٹائم کہتے ہیں۔
 تقریباً ساری دنیا میں یہ ٹائم جاری ہے۔ ساعات جمع ہے ساعت کی۔ ساعت وقت کو کہتے
 ہیں اور مشینی گھڑی کو بھی۔ لفظ ساعات اول دونوں جگہ معنی اوقات ہے۔ یعنی گھنٹے مراد ہیں۔ اور
 لفظ ساعات دوم سے مشینی گھڑیاں مراد ہیں۔

قولہ وأما عرض البلد الخ۔ یہ عرض بلد کی حد و تعریف ہے۔ عرض بلد سے شمالاً و
 جنوباً فاصلوں و ابعاد پر اصطلاح حاصل ہوتی ہے۔ عرض البلد کا مبدأ خط استواء ہے۔

پس اصطلاح فرق ہذا میں کسی شہر و مقام کا خط استواء سے بطرف شمال یا بطرف
 جنوب بُعد فاصلہ عرض بلد کہلاتا ہے۔ اگر کوئی بلد یا شہر خط استواء سے شمال میں واقع ہو تو وہ شہر
 شمالی عرض بلد والا شہر ہے۔ اور اگر وہ شہر خط استواء سے جنوبی جانب میں واقع ہو تو وہ شہر جنوبی
 عرض بلد والا شہر ہے۔

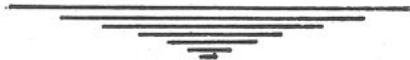
قولہ ونهاية العرض الخ۔ یعنی عرض بلد زیادہ سے زیادہ ۹۰ درجے تک ہو سکتا ہے۔
 یہ ناممکن و محال ہے کہ کسی مقام کا عرض ۹۰ درجے سے زیادہ ہو جائے۔ کیونکہ خط استواء سے زیادہ سے

۹۰ درجہ محال و عرض کل واحد من قطبی الارض
۹۰ درجہ

و عرض خط السرطان شمالاً $\frac{1}{4}$ ۲۳ درجہ کما ان
عرض خط الجدی جنوباً $\frac{1}{4}$ ۲۳ درجہ

زیادہ فاصلہ پر زمین کے قطبین واقع ہیں۔ اور ہر قطب (قطب شمالی و قطب جنوبی) کا
فاصلہ خط استواء سے صرف ۹۰ درجے ہے۔

قولہ و عرض خط السرطان $\frac{1}{4}$ ۲۳۔ یعنی خط استواء سے شمالاً خط سرطان کا
فاصلہ $\frac{1}{4}$ ۲۳ درجے ہے۔ اور خط جدی کا عرض و بعد بھی خط استواء سے بطرف
جنوب $\frac{1}{4}$ ۲۳ درجے ہی ہے۔ خط سرطان اور خط جدی کا ذکر فن ہذا میں کثرت
سے ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے ان دونوں کا عرض شمالاً و جنوباً بطور تکمیل فائدہ یہاں ذکر
کیا گیا۔



فصل

فی قواعد معرفۃ عرض البلد

○ للاطلاع علی عرض البلاد بالتحديد
قواعد متعدده نذكر منها ههنا قاعدتين
نافعتين

فصل

قولہ للاطلاع علی عرض البلاد الخ۔ فصل ہذا میں دو ایسے قواعد و قوانین کا ذکر ہے جن کے توسط سے مختلف مقامات اور شہروں کے عرض کا پتہ چل سکتا ہے۔

عرض بلاد معلوم کرنا اور ان پر مطلع ہونا فقہ ہذا کے طالب علم کے لیے نہایت مفید بلکہ ضروری ہے۔ اس لیے فصل ہذا میں مذکور قواعد بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

القاعدة الأولى: هي عامةٌ تُستخرج بها عرض
بلاد الارض المعصورة جميعها
بيان القاعدة أن تعرف أو لا غاية ارتفاع
الشمس في البلد المطلوب بتاريخ ۲۱ مارس او
بتاريخ ۲۲ سبتمبر ثم تُخرج درجات الارتفاع من
۹. فمابقي فهو عرض البلد المطلوب
مثلاً غاية ارتفاع الشمس بمكة المكرمة

عرض بلاد پر علی التحدید والتعیّن مطلع ہونے کے لیے متعدد قواعد ہیں جو فن ہذا کی کتابوں میں
مکتوب ہیں۔ فصل ہذا میں اُن قواعد میں سے دو مفید قواعد کا بیان ہے۔

قولہ القاعدة الاولى الخ۔ یہ عرض بلد کے استخراج اور اس پر مطلع ہونے کے دو قواعد
میں سے پہلے قاعدہ کا بیان ہے۔

یہ قاعدہ عام ہے۔ اس کے ذریعہ آباد زمین کے ہر مقام اور ہر شہر کے عرض کا استنباط و
استخراج ہو سکتا ہے۔

اس قاعدہ کے اجراء کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اولاً اپنے مطلوب مقام و بلد میں یہ معلوم کر لیں کہ
اُس میں ۲۱ مارچ یا ۲۲ ستمبر کو آفتاب کی غایت بلندی کتنی ہے۔ (یا درکھیے ان دو تاریخوں
میں آفتاب بالترتیب اعتدال زمینی و اعتدال خریفی میں پہنچتا ہے اور ان دونوں تاریخوں میں
آفتاب خط استوا کے عین محاذی و مساوی ہوتا ہے۔ اس کی اشعہ خط استوا پر
عموداً واقع ہوتی ہیں) پھر آپ ارتفاع شمس کے درجات کو ۹۰ سے منہا کر دیں۔ منہا
کرنے کے بعد جو عدد باقی رہ جائے وہی بچا ہوا عدد یعنی باقی عدد ہی مطلوب شہر کے درجات
عرض ظاہر کرتا ہے۔

قولہ مثلاً غاية ارتفاع الشمس الخ۔ یہ تفہیم قاعدہ کے لیے ایک مثال

ہے:-

فی الیومین المذکورین ۶۸ درجتاً و ۲۰ دقیقۃً
وبعداً إخراج ۶۸ درجتاً و ۲۰ دقیقۃً من ۹۰
تبقى ۲۱ درجتاً و ۴۰ دقیقۃً
فظهر أن عرض مکة الشریفة شمالاً ۲۱ درجتاً
و ۴۰ دقیقۃً۔

القاعدةُ الثانیۃُ۔ هي مختصّةٌ ببلادات
عرضها علی $\frac{1}{4}$ ۲۳ درجتاً شمالاً او جنوباً
بیانها أن تعرف أو لا غایتاً ارتفاع الشمس فی

حاصل کلام یہ ہے کہ مثلاً مکہ مکرمہ میں بتاریخ ۲۱ مارچ و ۲۲ ستمبر آفتاب کی
غایت بلندی ہے ۶۸ درجہ و ۲۰ دقیقہ۔ پس آپ ارتفاع شمس کے ان درجات کو
۹۰ سے منہا کر دیں۔ تو باقی بچتے ہیں ۲۱ درجہ و ۴۰ دقیقہ۔ لہذا ظاہر ہوا کہ مکہ مکرمہ کا عرض
شمالاً ہے ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ۔

قولہ القاعدة الثانیۃ الخ۔ یہ عرض بلد پر واقفیت سے متعلق دوسرے
قاعدے کا بیان ہے۔ یہ قاعدہ عام نہیں ہے۔ یعنی سارے شہروں میں جاری نہیں ہوتا۔
بلکہ یہ صرف ان مقامات و بلاد میں جاری ہوتا ہے جن کا عرض شمالاً یا جنوباً $\frac{1}{4}$ ۲۳ درجہ سے
زیادہ ہو۔

قولہ بیانها أن تعرف أو لا الخ۔ یہ اس قاعدے کے اجراء کا ذکر ہے۔
توضیح مطلب یہ ہے کہ جس شہر کا عرض معلوم کرنا مطلوب ہو۔ اگر وہ خط
استواء سے شمال میں واقع ہو تو آپ اس شہر میں آفتاب کی غایت بلندی بتاریخ ۲۱ جون
معلوم کر لیں۔

اور اگر وہ شہر خط استواء کے جنوب میں واقع ہو تو اس شہر میں آفتاب کی غایت



۲۱ یونیوان کان البلد المطلوب شمالیاً عرض خط الاستواء
 اوفی ۲۱ دسمبر ان کان البلد المطلوب جنوبیاً عند
 ثم اخرج درجات غایت الارتفاع عن ۹۰ ثم
 اجمع ما بقی بعد الاخراج مع $\frac{۲۳}{۴}$ درجتاً ای مع
 عرض خط السرطان شمالاً او مع عرض خط الجدی
 جنوباً

فاحصل فهو عرض البلد المطلوب
 مثلاً غایت ارتفاع الشمس فی ۲۱ یونیوان فی
 اسلام آباد عاصمت پاکستان ۷۹ درجتاً و ۴۸ دقیقاً

بلندی بتاریخ ۲۱ دسمبر معلوم کر لیں۔ پھر غایت ارتفاع والے درجات کو ۹۰ سے نکال دیں۔ اور جو عدد
 بچ جائے وہ $\frac{۲۳}{۴}$ کے ساتھ جمع کر دیں۔ یعنی باقی کو عرض خط الجدی یا عرض خط سرطان کے ساتھ
 جمع کر دیں۔

خط سرطان و خط الجدی دونوں کا عرض علی الترتیب شمالاً و جنوباً $\frac{۲۳}{۴}$ درجہ ہے۔ بہر حال جو عدد
 حاصل ہو جائے وہی مطلوب شہر کا عرض ظاہر کرتا ہے۔

قولہ مثلاً غایت ارتفاع الشمس الخ۔ یہ قاعدہ ثانیہ کی تسہیل کی خاطر ایک مثال کا
 ذکر ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام آباد پاکستان کا عاصمہ (دار الحکومت) ہے۔ اُس میں
 بتاریخ ۲۱ جون آفتاب کی غایت ارتفاع ہے ۷۹ درجہ ۴۸ دقیقہ۔ پس $\frac{۲۳}{۴}$ ۷۹ درجات
 کو ۹۰ سے منہا کر دیں تو ۱۰ درجات و ۱۲ دقیقہ بچتے ہیں۔ پھر یہ درجات اور
 ۱۲ دقیقہ کو ہم $\frac{۲۳}{۴}$ کے ساتھ جمع کرتے ہیں تو حاصل ہوتے ہیں ۳۳ درجہ و
 ۴۲ دقیقہ۔

وبعد ما نُخرج درجات غاية الارتفاع من ۹۰
تبقى ۱۰ درجات و ۱۲ دقيقة
ثم بعد ما نجمع هذا العدد الباقي مع $\frac{1}{4}$ ۲۳ درجة
تحصل ۳۳ درجة و ۴۲ دقيقة
فخصص لك من هذا البيان ان عرض
اسلام آباد شمالاً ۳۳ درجة و ۴۲ دقيقة *

پس اس بیان سے ظاہر ہوا کہ اسلام آباد کا خط استواء سے شمالاً عرض ہے ۳۳
درجہ ۴۲ دقیقہ *



فصل

فی نتائج انحراف المحور الارضی

فصل

قولہ فی نتائج انحراف الخ۔ زمین کا محور ہمیشہ آفتاب کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے۔ کبھی محور کا شمالی سر آفتاب کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور کبھی محور کا جنوبی سر آفتاب کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے۔ اس انحراف اور جھکاؤ کے بہت اچھے ثمرات اور فائدوں کے لیے مفید نتائج نمودار ہوتے ہیں۔

مثلاً (۱) موسموں کا تغیر و تبدل۔

(۲) دن کا رات سے یا رات کا دن سے طویل ہونا۔ کبھی دن کا چھوٹا ہونا اور کبھی رات کا

مختصر ہونا۔

(۳) کسی مقام معین پر سورج کی شعاعوں کا سیدھا پڑنا یا ترچھا واقع ہونا وغیرہ وغیرہ۔

○ اَعْلَمَنَّ حَوْلَ الْاَرْضِ لَا يَزَالُ مَا ثَلَاثِي جَمِيعِ اَيَّامِ
السَّنَةِ عَلَى مَدَارِ سَيْرِ الْاَرْضِ حَوْلَ الشَّمْسِ
وَقَدْ رُزِ اَوِيَتْ مِيلَ الْمَحْوِ ۲۳ درجتاً و ۳۰ دقیقاً
(۲۳ ۱/۴ درجتاً)

وَلَا جُلَّ اسْتِمْرَارِ قَبْلِ الْمَحْوِ الْاَرْضِيَّ عَلَى الْمَدَارِ
الْاَرْضِيِّ يَتَعَاقَبُ انْحِرَافُ قُطْبَيِ الْاَرْضِ إِلَى الشَّمْسِ

فصل ہذا میں ان ثمرات و نتائج کا بیان ہے۔

قولہ اَعْلَمَنَّ حَوْلَ الْاَرْضِ الخ۔ عبارتِ ہذا میں ایک اہم بات کا ذکر ہے
جس کا جاننا فتنہ ہذا کے طالب علم کے لیے نہایت ضروری ہے۔

وہ بات یہ ہے کہ زمین کا محور (یعنی وہ خیالی خط جو زمین کے ایک قطب سے دوسرے
قطب تک بالاستقامت پہنچے زمین کے اندر اندر۔ اسی طرح ہر کرہ متحرکہ کا محور وہ مستقیم خیالی
خط ہے جو اس کے قطبین تک پہنچے کرے کے مرکز پر گزرتے ہوئے) سائے سال
میں اپنے مدار کی سطح (مدارِ ارضی سے مراد وہ فضائی لائن اور راستہ ہے جس پر زمین آفتاب
کے گرد حرکت کرتی رہتی ہے) پر ترچھا واقع ہوتا ہے۔ یعنی وہ ایک طرف بھکا رہتا ہے۔ محورِ
ارضی کا یہ جھکاؤ دائمی ہے۔

محورِ ارضی کے اس میلان اور جھکاؤ کے زاویہ کی مقدار ہے ۲۳ درجہ ۳۰ دقیقہ (۲۳ ۱/۴)۔
بالفاظ دیگر محورِ ارضی کے ترچھا واقع ہونے سے محورِ ارضی اور سطحِ مدارِ ارضی کے مابین تقاطع سے
جو دو زاویے نمودار ہوتے ہیں ان میں سے چھوٹے زاویے (زاویہِ حادہ) کی مقدار ہے ۲۳ ۱/۴ درجہ
اور دوسری طرف بڑے زاویہ (زاویہِ منفرجہ) کی مقدار ہے ۶۶ ۱/۴ درجہ۔

قولہ وَلَا جُلَّ اسْتِمْرَارِ مِلَّ الخ۔ عبارتِ ہذا میں محورِ ارضی کے جھکاؤ اور ترچھا
واقع ہونے کے ایک اہم نتیجے کا ذکر ہے۔ اس نتیجے پر فصلِ ہذا کے تمام مسائل منفرج
ہیں۔

مَدَّ اَسْتَتَا اَشْهُرٌ فَيَقْتَرِبُ مِنَ الشَّمْسِ نِصْفُ الْاَرْضِ
الشَّمَالِيَّ وَيَبْتَغِدُ عَنِ الشَّمْسِ نِصْفُ الْاَرْضِ الْجَنُوبِيَّ
سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَذَلِكَ مِنْ ۲۱ مَارِسٍ اِلَى ۲۲ سِبْتَمْبَرِ
ثُمَّ تَنْعَكْسُ الْحَالُ سِتَّةَ اَشْهُرٍ اُخْرَى وَذَلِكَ مِنْ ۲۳
سِبْتَمْبَرِ اِلَى ۲۰ مَارِسِ

فَمِنْ يَوْمِ ۲۳ سِبْتَمْبَرِ اِلَى يَوْمِ ۲۰ مَارِسِ يَسْتَمِرُّ
اِقْتِرَابُ نِصْفِ الْاَرْضِ الْجَنُوبِيَّ مِنَ الشَّمْسِ وَابْتِعَادُ
نِصْفِ الْاَرْضِ الشَّمَالِيَّ عَنْهَا

حاصل کلام یہ ہے کہ سطح مدار ارضی پر محور زمین کے ترچھا واقع ہونے اور ہمیشہ ایک
ہی طرف جھکے رہنے (میل کا معنی ہے جھکنا اور ترچھا واقع ہونا) کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زمین کی
سے لائن گردش حول الشمس کے دوران زمین کا قطب شمالی و جنوبی باری باری چھ چھ
ماہ آفتاب کی طرف جھکے رہتے ہیں (تعاقب کا معنی ہے باری باری کام کرنا۔ یکے بعد
دیگرے صد فعل۔ انحراف کا معنی ہے جھکاؤ اور میلان۔ یعنی قطبین کا یکے بعد دیگرے
آفتاب کی طرف جھکا رہنا)۔

پس چھ ماہ زمین کا نصف شمالی آفتاب کے قریب ہوتا ہے اور زمین کا
نصف جنوبی ان چھ ماہ میں آفتاب سے دور رہتا ہے۔ یعنی ۲۱ مارچ سے ۲۲
ستمبر تک زمین کا قطب شمالی سوچ کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے۔ اور ان چھ ماہ میں
زمین کا نصف جنوبی سوچ سے پرے ہوتا ہے۔ اور بقیہ چھ ماہ میں یعنی ۲۳ ستمبر
سے ۲۰ مارچ تک معاملہ برعکس ہوتا ہے۔ کیونکہ ۲۳ ستمبر سے ۲۰ مارچ تک زمین کا
نصف جنوبی آفتاب سے قریب ہوتا ہے اور زمین کا نصف شمالی آفتاب سے دور
رہتا ہے۔

وَيَتَرْتَّبُ عَلَى تَعَاقُبِ نِصْفِي الْأَرْضِ الشَّمَالِيَّ وَ
الْجَنُوبِيَّ فِي الْاِقْتِرَابِ إِلَى الشَّمْسِ أُمُومٌ مُهِمَّةٌ
الْأَمْرُ الْأَوَّلُ - تَكُونُ نُصْفُ الْأَرْضِ الْقَرِيبِ
مِنَ الشَّمْسِ الْمُنْحَرِفِ إِلَيْهَا أَطْوَلَ مِنْ لَيَالِي هَذَا النِّصْفِ

بالفاظ دیگر چھ ماہ یعنی ۲۳ ستمبر سے ۲۰ مارچ تک آفتاب جنوبی بُرجوں میں گردش کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ان چھ ماہ میں زمین کا قطب جنوبی آفتاب کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے اور اس کے قریب ہوتا ہے۔ اور قطب شمالی آفتاب سے دور ہوتا ہے۔

قولہ وَيَتَرْتَّبُ عَلَى تَعَاقُبِ لَمْ۔ یہاں سے دس امور بالفاظ دیگر دس اثرات و ثمرات کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ یہ دس اثرات زمین کے نصف شمالی و جنوبی کے یکے بعد دیگرے آفتاب کے قریب ہونے پر مبنی ہیں۔

سابقہ عبارات سے آپ کو معلوم ہوا کہ چھ ماہ زمین کا نصف شمالی آفتاب کے قریب ہوتا ہے اور چھ ماہ نصف جنوبی۔

بس اسی بات پر دس اہم امور متفرع ہیں۔ ان امور کا ذکر اگلی عبارات میں آ رہا ہے۔ سابقہ عبارت میں یہ بھی معلوم ہوا کہ آفتاب سے زمین کے نصف شمالی و نصف جنوبی کا یکے بعد دیگرے قریب ہونا نتیجہ ہے محور زمین کے مدار ارضی پر ترچھا واقع ہونے کا۔

قولہ الْأَمْرُ الْأَوَّلُ لَمْ۔ یہ اُن دس امور و ثمرات میں سے امر اول کا بیان

ہے۔ نَهْرٌ جَمْعُ نَهْرٍ۔ نہار کا معنی ہے دن۔ الْقَرِيبُ اور الْمُنْحَرِفُ صِفَاتِ نِصْفِ ہیں نہ کہ صِفَاتِ اَرْضِ۔ اسی طرح الْمُبْتَدِعُ صِفَتِ نِصْفِ ہے نہ کہ صِفَتِ اَرْضِ۔ لَيَالِيہ میں ضمیر راجع ہے نصف کی طرف۔ اسی طرح نَهْرٌ میں بھی ضمیر نصف کو راجع ہے۔

امر اول کی توضیح یہ ہے کہ پہلے معلوم ہوا کہ چھ ماہ زمین کا نصف جنوبی آفتاب کے قریب رہتا ہے۔ اور چھ ماہ نصف شمالی۔ اب یہاں یہ بتلایا جا رہا ہے کہ زمین کا

وَأَمَّا حَالُ نَصْفِ الْأَرْضِ الْمُبْتَغِدِ عَنِ الشَّمْسِ
فَبِالْعَكْسِ حَيْثُ تَكُونُ لَيَالِي هَذَا النِّصْفِ أَطْوَلَ مِنْ
نَهْرِهِ

الاحمر الثاني . يحدث الربيع والصيف في
النصف المقرب من الشمس يحدث الخريف و
الشتاء في النصف المبتعد عن الشمس

جو نصف (خواہ نصف شمالی ہو خواہ نصف جنوبی ہو) آفتاب کے قریب اور اس کی
طرف جھکا رہتا ہے اس کے دن راتوں سے لمبے ہوتے ہیں اور راتیں دنوں سے چھوٹی
ہوتی ہیں۔ اور زمین کا جو نصف (خواہ نصف کمرۂ شمالی ہو خواہ نصف کمرۂ جنوبی ہو) آفتاب
سے دور ہوتا ہے۔ اس کا معاملہ برعکس ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس نصف کی راتیں دنوں سے لمبی
ہوتی ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جو نصف کمرۂ ارضی آفتاب کے قریب ہو اس کا زیادہ حصہ
روشنی میں ہوتا ہے اور تھوڑا حصہ اندھیرے میں۔ اس لیے یہاں دن لمبے اور راتیں چھوٹی
ہوتی ہیں۔ اس کے برعکس نصف کمرۂ بعید کا زیادہ حصہ اندھیرے میں ہوتا ہے۔ اور
تھوڑا حصہ روشنی میں۔ اس لیے یہاں دن چھوٹے اور راتیں بڑی ہوتی ہیں۔

قولہ الامر الثاني الخ۔ یہ مذکورہ دس امور و ثمرات میں سے امر دوم کا بیان ہے۔
زمین کا جو نصف آفتاب کے قریب ہو (خواہ نصف شمالی ہو خواہ نصف جنوبی ہو)
اس میں موسم بہار اور موسم گرما ہوتے ہیں۔ پہلے موسم بہار ہوتا ہے بعد میں موسم
گرما۔ (ربیع۔ بہار۔ موسم سرما کے بعد معتدل موسم کو بہار کہتے ہیں۔ صیف، موسم
گرما)۔

اور زمین کا جو نصف آفتاب سے بعید ہو اس میں موسم خریف اور موسم
سرما ہوتے ہیں۔ پہلے موسم خریف ہوتا ہے بعد میں موسم سرما۔ خریف کا

الامر الثالث - يزداد الحرُّ في النصف القريب
من الشمس ويزداد البردُ في النصف البعيد عن
الشمس

الامر الرابع - الاشعةُ الشمسيّةُ تكون
متعامدةً او قریبَةً من التعامد حتماً عند انتصاف النهار
على بعض المواضع من نصف الارض المقرب من
الشمس

معنی ہے موسمِ خزاں گرمی کے بعد معتدل موسمِ موسمِ خریف کہلاتا ہے۔ شتاء۔ موسمِ
سرا۔

قولہ الامر الثالث یزداد الخ۔ یہ دس امور و ثمرات میں سے امر سوم کا بیان ہے
یعنی زمین کا جو نصف آفتاب کے قریب ہو کہ اس کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے اس میں گرمی
زیادہ ہوتی ہے۔ اور نصفِ بعید از شمس کا حال برعکس ہے۔ کیونکہ وہاں سردی زیادہ
ہوتی ہے۔

دیکھیے لاہور میں اور سارے پاکستان میں ۲۱ مارچ سے ۲۲ ستمبر تک کم و بیش گرمی کا
دور ہوتا ہے۔ کیونکہ ان چھ ماہ میں زمین کا قطب شمالی یعنی نصف شمالی آفتاب کی طرف جھکا
رہتا ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ نصف شمالی آفتاب کے قریب رہتا ہے۔ اور ۲۳ ستمبر سے ۲۰ مارچ
تک پاکستان میں کم و بیش سردی کا دور ہوتا ہے۔ کیونکہ ان چھ ماہ میں زمین کا قطب شمالی
آفتاب سے پُرے ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں نصفِ کمرہ شمالی آفتاب سے دور رہتا
ہے۔

قولہ الامر الرابع الخ۔ یہ مذکورہ صددس امور و ثمرات میں سے امر چہارم کا بیان
ہے۔ اس امر میں امر ثالث میں مذکور دعوے کی علت و دلیل کی تشریح ہے۔

توضیح مطلوب یہ ہے کہ زمین کا جو نصف آفتاب کے قریب ہوتا ہے (خواہ نصف

وَتَكُونُ مَائِلَةً لِّزَوْمًا عَلَىٰ جَمِيعِ مَوَاضِعِ النِّصْفِ الْمُبْتَدِعِ

عن الشمس

وَلَا يَخْفَىٰ عَلَيْكَ أَنَّ تَعَامُدَ الْأَشْعَةِ الشَّمْسِيَّةِ
أَوْ قَرَبَهَا مِنَ التَّعَامُدِ سَبَبُ زِيَادَةِ الْحَرَارَةِ كَمَا أَنَّ تَمِيلَ
الْأَشْعَةِ عَلَتْهُ الْبُرُودَةُ وَشِدَّتُهَا۔

شمالی ہونخواہ نصف جنوبی ہو) اُس نصف کے کسی نہ کسی مقام پر دوپہر کے وقت آفتاب کی شعاعیں لازماً و حتماً (حتماً اسی لازماً) بالکل سیدھی واقع ہوتی ہیں۔ یا وہ سیدھی شعاعوں کے قریب ہوتی ہیں۔ تعامد کا معنی ہے سیدھا واقع ہونا۔ عموداً واقع ہونا۔

بہر حال زمین کے نصف قریب از شمس کے بعض مقامات پر سورج کی کرنیں لازماً عموداً واقع ہوتی ہیں۔ اور بعض مقامات میں عمودی کے قریب واقع ہوتی ہیں۔ عمودی کرنیں زمین کے ساتھ زاویہ قائمہ بناتی ہیں۔ زاویہ قائمہ ۹۰ درجے کا ہوتا ہے۔

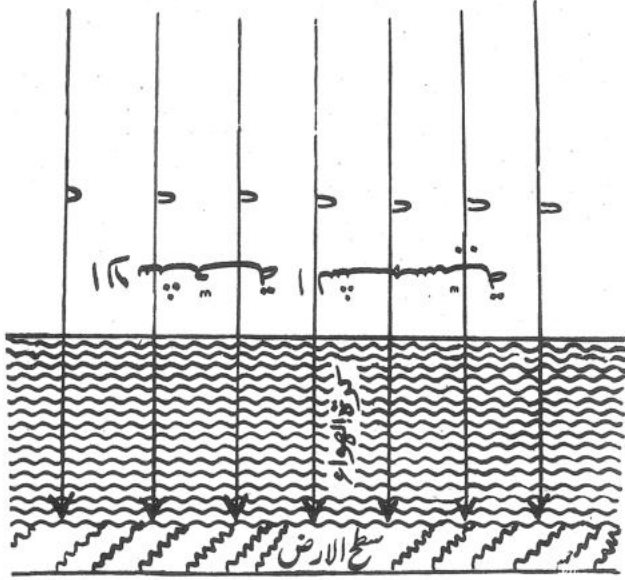
قولہ و تَكُونُ مَائِلَةً لِّزَوْمًا عَلَىٰ جَمِيعِ مَوَاضِعِ النِّصْفِ الْمُبْتَدِعِ۔ یہ زمین کے نصف بعید کے حال کا بیان ہے۔ یعنی زمین کا جو نصف آفتاب سے دور ہوتا ہے۔ اس کے تمام مقامات پر سورج کی کرنیں لازماً ترچھی واقع ہوتی ہیں (مائلۃ کا معنی ہے یہاں وہ کرنیں جو ترچھی واقع ہوں۔ یہ متعامدہ کی ضد ہے) ترچھی شعاعیں زمین کی سطح کے ساتھ زاویہ حادہ یعنی چھوٹا زاویہ بناتی ہیں۔

قولہ وَلَا يَخْفَىٰ عَلَيْكَ أَنَّ تَعَامُدَ الْأَشْعَةِ الشَّمْسِيَّةِ۔ یعنی یہ بات آپ پر مخفی نہیں ہے کہ سورج کی کرنوں کا زمین پر عمودی ہونا (زاویہ قائمہ بنانا) یا عمودی حالت کے قریب ہونا گرمی کی شدت اور موسم گرمی کے ورود کا سبب ہے۔ اسی طرح سورج کی کرنوں کا زیادہ مائل اور زمین پر زیادہ ترچھی واقع ہونا سردی کی شدت اور موسم سرما آنے کی علت ہے۔

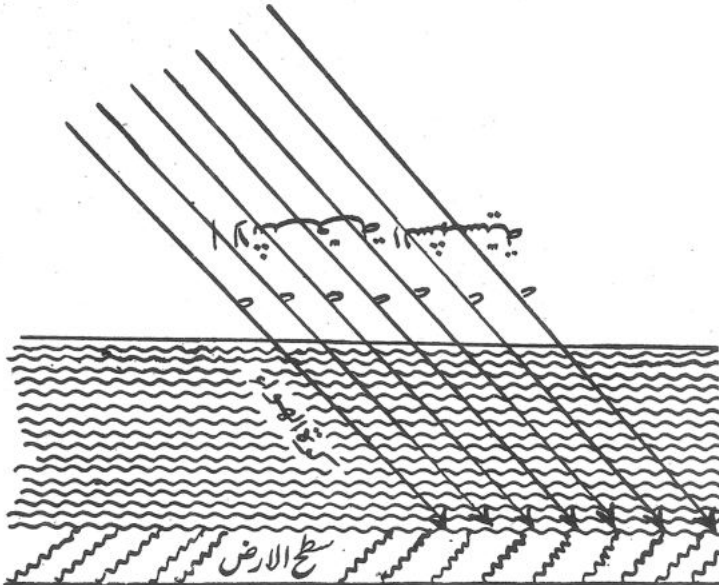
پس جس حصہ ارضی پر سورج کی شعاعیں سیدھی واقع ہوتی ہوں۔ یعنی سطح ارض

كرة الهواء تقلل و تمتص شيئاً من حرارة الأشعة قبل وصولها الى سطح الأرض و
 مسافة اختراق الأشعة المتعامدة لكرة الهواء اقل من مسافة اختراق الأشعة المائلة كما
 ترى في هذين الشكلين ولذا تكون الأشعة المتعامدة ادفاً من الأشعة المائلة

شكل وقوع الاشعة على سطح الارض متعامدة



شكل وقوع الاشعة على سطح الارض مائلة



الامر الخامس . يكون النهار الاطول في المواضع الشماليّة التي عرضها ۶۶ درجتاً ونصف درجتاً (۶۶ ½) اربعاً وعشرين ساعة

کے ساتھ وہ ۹۰ درجے کا زاویہ بنائے۔ یا وہ شعاعیں تعامد کے یعنی زاویہ قائمہ کے قریب ہوں تو وہاں موسم گرما ہوگا اور حرارت زیادہ ہوگی۔ اس کے برخلاف صوت میں موسم کا حال برعکس ہوگا۔

پاکستان زمین کے نصف شمالی میں واقع ہے۔ اور ۲۱ مارچ کے بعد ۲۲ ستمبر تک آفتاب کا شمالی برجوں میں ہونے کی وجہ سے زمین کے نصف شمالی کے کسی نہ کسی مقام پر اس کی شعاعیں دوپہر کے وقت سطح ارض کے ساتھ لازماً زاویہ قائمہ بناتی ہیں۔ اس لیے ہمارے ہاں ان تاریخوں میں گرمی کا دور ہوتا ہے۔ ان تاریخوں کے علاوہ باقی چھ ماہ میں معاملہ برعکس ہوتا ہے۔ اس لیے پاکستان میں ۲۳ ستمبر سے ۲۰ مارچ تک سردی کا دور ہوتا ہے۔

قوله الامر الخامس . يكون الخ - یہ مذکورہ صد دس امور و ثمرات میں سے امر پنجم کی تفصیل ہے۔

تفصیل مقصود یہ ہے کہ زمین کے نصف شمالی اور نصف جنوبی میں جوں جوں قطب کی طرف قریب ہوتے جائیں وہاں دن لمبا ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ بعض مقامات پر سال کا لمبا دن سولہ گھنٹے کا ہوتا ہے۔ مزید قطب کی طرف جاتے ہوئے ایسا مقام بھی آتا ہے جہاں سال کا طویل ترین دن بیس گھنٹے کا ہوتا ہے اور ان جگہوں میں رات علی الترتیب آٹھ گھنٹے، چار گھنٹے اور دو گھنٹے ہوتی ہے۔

حتیٰ کہ مزید قطب کی طرف جاتے ہوئے ۶۶ ½ درجہ عرض بلد پر سال کا طویل تر دن پورے چوبیس گھنٹے کا ہوتا ہے۔ یعنی پورے چوبیس گھنٹے تک آفتاب افق سے بالا بالا گردش کرتا رہتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہاں رات نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں زمین کا نصف شمالی و نصف جنوبی دونوں برابر ہیں۔ دونوں کا حکم ایک ہے۔

وذلك في ٢١ يونيو حين وقوع أشعة الشمس على
خط السرطان متعامدةً وحلول الشمس في أول برج
السرطان

إذ الشمس لا تغرب هناك في ٢١ يونيو
وكذا الليل الأطول في المواضع المذكورة يكون
٢٤ ساعة

لہذا ۱/۶۶ درجہ عرض بلد (خواہ یہ عرض بلد جنوبی ہو یا شمالی) میں سال میں ایک بار ایسا ہوتا ہے کہ وہاں دن پورے ۲۴ گھنٹے کا ہوتا ہے۔ اور چھ ماہ کے بعد ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہاں پورے چوبیس گھنٹے کی ایک رات ہوتی ہے۔ یعنی پورے چوبیس گھنٹے تک آفتاب افق سے نیچے رہتا ہے سال کی صرف دو تاریخوں میں ایسا ہوتا ہے اور وہ تاریخیں ہیں ۲۱ جون اور ۲۱ دسمبر۔ تاہم ان تاریخوں کے نتائج میں زمین کے نصف شمالی اور نصف جنوبی کا معاملہ ایک دوسرے کے برعکس ہے۔ آگے عبارات میں اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

قولہ وذلك في ٢١ يونيو إلخ۔ یہاں نصف شمالی کی تاریخوں کا بیان ہے۔ محصل کلام یہ ہے کہ شمالی نصف کرہ میں ۱/۶۶ درجہ عرض بلد پر ۲۴ گھنٹے کا دن بتاریخ ۲۱ جون ہوتا ہے۔ پس ۲۱ جون کو مذکورہ صدر شمالی عرض بلد میں طویل تر دن ۲۴ گھنٹے کا ہوتا ہے۔ اس تاریخ کو آفتاب خط سرطان پر گھومتا ہے۔ اور خط سرطان ہی پر سورج کی شعاعیں زاویہ قائمہ بناتی ہیں۔ اور اس پر عموداً واقع ہوتی ہیں۔ اسی تاریخ یعنی ۲۱ جون میں آفتاب ظاہری حرکت کے پیش نظر (درحقیقت یہ زمین کی حرکت ہے۔ زمین کی حرکت کی وجہ سے آفتاب برجوں میں گردش کرتا ہوا نظر آتا ہے) برج سرطان کے مبداء میں پہنچتا ہے۔ اس لیے آفتاب اس تاریخ کو مذکورہ صدر عرض بلد والوں پر غروب نہیں ہوتا۔

قولہ وكذا الليل الأطول في المواضع إلخ۔ عبارت ہذا میں ۱/۶۶ درجہ عرض بلد شمالی پر واقع مقامات کی طویل تر رات کا ذکر ہے۔

وذلك في ٢١ ديسمبر عند تعامد اشعة الشمس
على خط الجدي وبلوغ الشمس أول برج الجدي
لأن الشمس لا تطلع في تلك المواضع يوم ٢١
ديسمبر

بل ربما يبلغ النهار الأطول في مواضع العرض
المذكور ضعف ذلك أي ٤٨ ساعة تقريباً في يومين
المذكورين يوم ٢١ يونيو ويوم ٢١ ديسمبر
وكذا الليل الأطول في هذين اليومين هذا حكم
النصف الشمالي

محول مقصود یہ ہے کہ مذکورہ صد شمالی عرض بلد والے شہروں کی طویل تر
رات بھی ۲۴ گھنٹے کی ہوتی ہے۔ بتاریخ ۲۱ دسمبر۔ جب کہ آفتاب شمالی برجوں میں ہو۔
اور اس کی شعاعیں خط جدی پر سیدھی واقع ہوتی ہوں۔ ۲۱ دسمبر کو آفتاب برج جدی میں
پہنچتا ہے اور اس کی شعاعیں خط جدی پر سیدھی واقع ہوتی ہیں۔ اس تاریخ کو آفتاب مذکورہ
صدر عرض بلد کے مقامات پر طلوع نہیں کرتا۔ بلکہ وہ پورے ۲۴ گھنٹے افق سے نیچے
رہتا ہے۔

قولہ بل ربما يبلغ النهار أطول یعنی $\frac{1}{4}$ ۶۶ درجہ عرض بلد شمالاً یا جنوباً میں گاہے
دن بجائے ۲۴ گھنٹے کے تقریباً ۴۸ گھنٹے کا ہوتا ہے۔ مذکورہ صد دو تاریخوں میں یعنی ۲۱
جون اور ۲۱ دسمبر میں۔ اسی طرح ان دو تاریخوں میں مذکورہ صدر عرض بلد والے شہروں اور مقامات
کی طویل تر رات بھی بجائے ۲۴ گھنٹے کے تقریباً ۴۸ گھنٹے کی ہوتی ہے۔

بلکہ تحقیقی قول یہ ہے کہ ان دو تاریخوں میں مذکورہ صدر عرض کے دن اور رات ہمیشہ
ہمیشہ (لفظ گاہے گاہے چھوڑ کر) تقریباً ۴۸ - ۴۸ گھنٹے کے ہوتے ہیں۔ شرح چغینی وغیرہ

وَأَمَّا نَصْفُ الْأَرْضِ الْجَنُوبِيِّ فَحَالُهُ بِعَكْسِ ذَلِكَ
أَذِيكُونُ نَهَارُهُ الْأَطُولُ فِي عَرْضِ $\frac{1}{4}$ ۶۶ درجتاً أَرْبَعًا وَعَشْرِينَ
سَاعَةً

وَذَلِكَ فِي ۲۱ دَيْسَمْبَرِ مَكَانِ ۲۱ يُونِيُو وَكَذَا لَيْلُهُ الْأَطُولُ
يَكُونُ ۲۴ سَاعَةً فِي الْعَرْضِ الْمُتَقَدِّمِ فِي ۲۱ يُونِيُو بِدَلِ ۲۱
دَيْسَمْبَرِ

کتابوں میں اس بات کی تصریح ہے۔

شرح چینی میں اس مسئلے کو بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں :-

فَيَكُونُ النَّهَارُ الْأَطُولُ كَمَا فِي أَرْبَعًا وَعَشْرِينَ سَاعَةً أَذَا الشَّمْسُ لَا تَغْرِبُ فِي
جَمِيعِ دَوْرَتِهَا فَيَكُونُ مَدَّةُ الدَّوْرِ كُلِّهَا نَهَارًا هَذَا بِحَسَبِ الظَّاهِرِ أَمَّا النَّظَرُ
الدَّقِيقُ فَهُوَ يَحْكُمُ بِأَمَّا كَوْنِ النَّهَارِ الْأَطُولِ قَرِيبًا مِنْ ثَمَانٍ وَأَرْبَعِينَ سَاعَةً وَ
ذَلِكَ إِذَا اتَّفَقَ حُلُولُ الشَّمْسِ فِي نَقْطَةِ الْإِنْقِلَابِ الصَّيْفِيِّ عِنْدَ بُلُوغِهَا نَقْطَةَ
الشَّمَالِ أَنْتَى بِحَاصِلِهِ -

آگے مصنف مذکور اسی عرض بلد کی طویل تر رات کے بارے میں لکھتا ہے :-

وَكَمَا اللَّيْلُ الْأَطُولُ يَكُونُ أَرْبَعًا وَعَشْرِينَ سَاعَةً بَلْ يُمْكِنُ أَنْ يَبْلُغَ اللَّيْلُ هُنَاكَ
ضِعْفَ ذَلِكَ تَقْرِيبًا وَهَذَا أَوَّلُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي يَدْرُسُ فِيهَا الظِّلُّ حَوْلَ الْمَقْيَاسِ أَنْتَى
بِحَذْفٍ - شرح چینی ص ۱۰۱ -

قولہ وَاَمَّا نَصْفُ الْأَرْضِ الْجَنُوبِيِّ الخ - یعنی مذکورہ ص ۱۰۱ بیان نصف کرہ شمالی سے
متعلق تھا۔ باقی نصف کرہ جنوبی کا حال بھی $\frac{1}{4}$ ۶۶ عرض بلد پر ایسا ہی ہے۔ یعنی وہاں دن
اور رات ۲۲-۲۲ گھنٹے کے ہوتے ہیں۔ البتہ وہاں تاریخوں کے لحاظ سے معاملہ نصف
شمالی کے برعکس ہوتا ہے۔ چنانچہ نصف جنوبی کے $\frac{1}{4}$ ۶۶ درجے عرض والے شہروں کا دن

الامر السادس - يبلغ طول النهار في منطقة
القطب الشمالي من الارض ستة اشهر
وذلك اذا كان نصف الارض الشمالي منحرفا الى
الشمس وقريبا منها
اذا الشمس تكون طالعت وظاهرة فوق الافق في
البروج الشماليّة مادام نصف الارض الشمالي قريبا
منها

۲۱ دسمبر کو ۲۴ گھنٹے کے برابر ہوتا ہے۔ اور ۲۱ جون کو ان کی رات ۲۴ گھنٹے کی ہوتی ہے۔

قلم الامر السادس الخ - یہ مذکورہ صددس امور و اثرات میں سے امر ششم کی توضیح ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قطب شمالی اور اس کے آس پاس کے علاقے میں چھ ماہ کا دن ہوتا ہے۔ یعنی ۲۱-۲۲ مارچ سے تا ۲۱-۲۲ ستمبر۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان چھ ماہ میں زمین کا نصف شمالی آفتاب کی طرف جھکا ہوا اور اس کے قریب ہوتا ہے۔

قلم الامر السادس تكون الخ - یہ سابقہ دعوے کی دلیل کا بیان ہے اور جواب سوال مقدمہ بھی بن سکتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ نصف شمالی جب آفتاب کے قریب ہو تو قطب شمالی میں چھ ماہ کا دن ہوتا ہے ؟

حاصل جواب یہ ہے کہ اس زمانے میں اور ان چھ مہینوں میں آفتاب بروج شمالیہ میں ہوتا ہے اور افق سے بالا بالا ہوتا ہے۔ نیز وہ ہمیشہ ظاہر رہتا ہے جب تک زمین کا نصف شمالی آفتاب کے قریب ہوتے ہوئے اس کی طرف جھکا ہوا رہے۔

وَكَذَا يَبْلُغُ طَوْلُ اللَّيْلِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فِي نَفْسِ هَذِهِ
 الْمَنْطَقَةِ مَنْطَقَةِ الْقُطْبِ الشَّمَالِيِّ
 وَذَلِكَ إِذَا كَانَ نَصْفُ الْأَرْضِ الْجَنُوبِيِّ قَرِيبًا
 مِنَ الشَّمْسِ وَمُنْحَرَفًا إِلَيْهَا
 لِأَنَّ الشَّمْسَ مَا دَامَ نَصْفُ الْأَرْضِ الْجَنُوبِيِّ
 قَرِيبًا مِنْهَا تَكُونُ غَارِبَةً وَتَكُونُ فِي الْبُرْجِ الْجَنُوبِيِّ
 تَحْتَ الْإِفْقِ
 وَكَذَا الْحَالُ فِي مَنْطَقَةِ قُطْبِ الْأَرْضِ الْجَنُوبِيِّ
 إِلَّا أَنَّ حُكْمَهُ عَلَى عَكْسِ حُكْمِ الْقُطْبِ الشَّمَالِيِّ

قولہ وکذا یبلغ طول اللیل الخ۔ یعنی منطقۂ قطب شمالی میں رات
 بھی چھ ماہ کی ہوتی ہے۔ (منطقہ کا معنی ہے جگہ بمقام۔ خطہ) جب کہ زمین کا نصف
 جنوبی یعنی قطب جنوبی آفتاب کے قریب ہو اور اس کی طرف جھکا ہوا ہو۔ کیونکہ
 جب تک زمین کا نصف جنوبی یعنی قطب جنوبی آفتاب کے قریب ہو اس
 وقت تک (۲۳ ستمبر سے ۲۰ مارچ تک) آفتاب غروب ہی رہتا ہے اور جنوبی
 برج میں ہوتے ہوئے افق کے نیچے ہوتا ہے۔ لہذا ۲۳ ستمبر سے ۲۰ مارچ تک قطب شمالی
 میں رات ہوتی ہے۔

قولہ وکذا الحال فی منطقۃ الخ۔ منطقہ جگہ بمقام۔ خطہ۔ منحرفاً۔
 جھکا ہوا۔ مائل۔ مرتبہ نظر آنے والا محسوس و مشاہد۔

یعنی قطب جنوبی کا حال بھی اسی طرح ہے۔ وہاں بھی چھ ماہ کا دن ہوتا ہے۔
 اور چھ ماہ کی رات۔ البتہ اس کے شب و روز کا معاملہ قطب شمالی کے برعکس ہے۔
 چنانچہ جن چھ ماہ میں قطب شمالی میں رات ہوتی ہے ان چھ ماہ میں قطب

فنهائُر هذه المنطقة ايضاً ستتُ اشهر وذلك اذا
كان نصف الارض الجنوبيُّ منحرفاً الى الشمس قريباً
منها

لان الشمس تكون في هذه المدَّة طالعتْ وقرئتْ
فوق الافق في البروج الجنوبيَّة وكذا ليلُ هذه المنطقة
ستتُ اشهر

وذلك اذا كان نصف الارض الشماليُّ منحرفاً
الى الشمس قريباً منها

اذ الشمس تكون في هذه المدَّة غاربتْ وتحت
الافق في البروج الشماليَّة -

جنوبی پروں ہوتا ہے۔

یعنی ۲۳ ستمبر سے ۲۰ مارچ تک۔ کیونکہ ان چھ ماہ (۲۳ ستمبر سے ۲۰ مارچ
تک) میں زمین کا نصف جنوبی یعنی قطب جنوبی آفتاب کی طرف مائل ہونے کی وجہ
سے اس کے قریب رہتا ہے۔ اس لیے اس مدت میں آفتاب جنوبی برجوں میں ہونے
کی وجہ سے افق سے اوپر رہتا ہے اور مسلسل نظر آتا رہتا ہے۔ اور جن مہینوں میں قطب
شمالی کا دن ہوتا ہے ان میں قطب جنوبی پر رات ہوتی ہے۔ یعنی ۲۱ مارچ سے ۲۲ ستمبر
تک۔

اس لیے کہ ان چھ ماہ (۲۱ مارچ سے ۲۲ ستمبر تک) میں زمین کا نصف شمالی
و قطب شمالی آفتاب کے قریب ہوتے ہوئے اس کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا
ہے کہ سورج ۲۱ مارچ سے ۲۲ ستمبر تک شمالی برجوں میں ہوتا ہے اور افق سے نیچے نیچے
گموش کرتے ہوئے پوشیدہ رہتا ہے۔

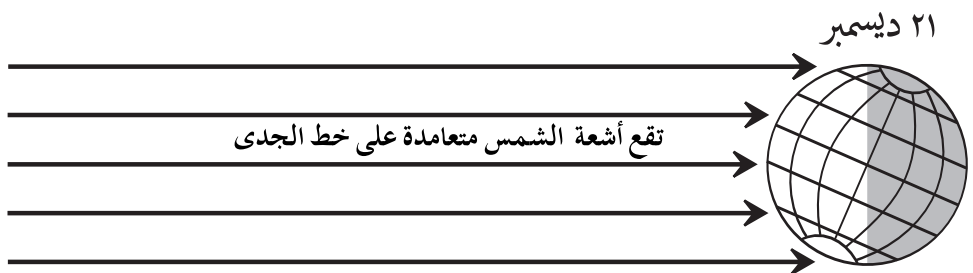
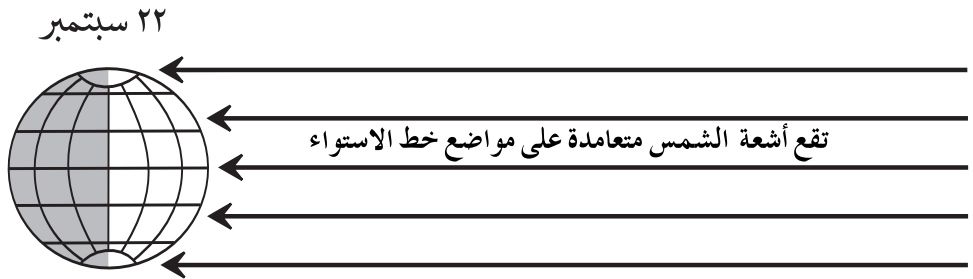
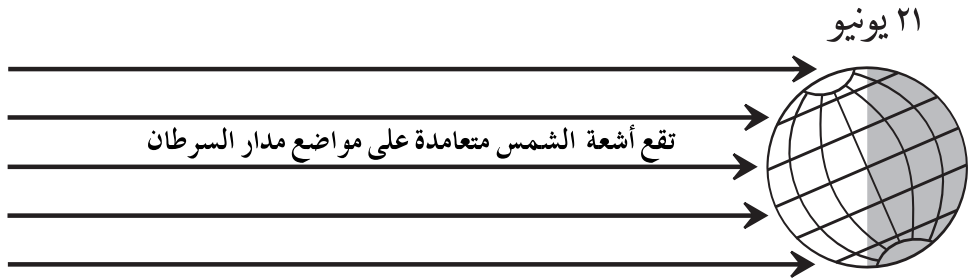
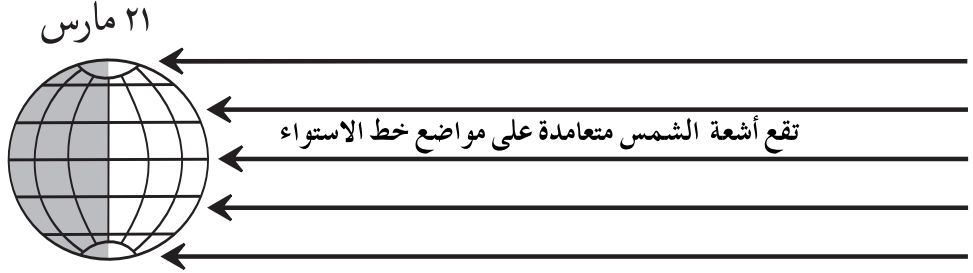
الامر السابع - يكونُ النهارُ والليلُ ابدًا
متساويين في جميع السَّنَةِ في مواضع خطِّ الاستواء
وذلك لَدَامْ دخولِ نصف الارض في ضوء الشمس
وخرج نصفها من ضوئها هناك
الامر الثامن - تتعامد الاشعةُ الشمسيَّةُ على
مواضع خطِّ الاستواء حين انتصاف النهار في يومين
۲۱ مارس و ۲۲ سبتمبر
وسببُ تعامدِ الاشعةِ انتفاءُ انحرافِ احدِ
قطبي الارض الى الشمس في هذين اليومين فقط -

قولہ الامر السابع الخ - یہ سابقہ دس امور و ثمرات میں سے امر ہفتم کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ خطِ استواء کے مقامات اور شہروں میں سارے سال میں دن اور رات برابر ہوتے ہیں۔ خطِ استواء میں ہمیشہ دن بھی بارہ گھنٹے کا ہوتا ہے اور رات بھی بارہ گھنٹے کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خطِ استواء کے پیش نظر ہمیشہ زمین کا نصف کمرہ آفتاب کی روشنی میں داخل ہوتا ہے۔ اور نصف کمرہ آفتاب کی روشنی سے خارج ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خطِ استواء پر دن اور رات دونوں بارہ بارہ گھنٹے کے ہوتے ہیں۔

قولہ الامر الثامن تتعامد الخ - یہ سابقہ دس امور و اثرات میں سے امر ہشتم کا بیان ہے۔

تفصیل مقصد یہ ہے کہ خطِ استواء پر سال کے دو دنوں میں دو پہر کے وقت سورج کی شعاعیں بالکل سیدھی واقع ہوتی ہیں۔ اور وہ دو دن ہیں ۲۱ مارچ اور ۲۲ ستمبر۔ چنانچہ ۲۱ مارچ اور ۲۲ ستمبر کو بوقت دو پہر سورج کی شعاعیں مقامات خطِ استواء

شكل تعامد الأشعة الشمسية على مواضع مختلفة من الأرض
في تواريخ اربعة كل تاريخ مبدأ فصل من الفصول الأربعة



الامر التاسع - يكون أطول نهر السنة كلها و
 أقصر لياليها في معظم نصف الأرض الشمالي في ۲۱
 يونيو وقليل في ۲۲ يونيو
 حيث تتعامد الأشعة الشمسية على خط
 السرطان وتبلغ الشمس باعتبار الحركة الظاهرية
 الانقلاب الصيفي والانقلاب الصيفي لسكان نصف
 الأرض الشمالي هو أول برج السرطان

کے ساتھ زاویہ قائمہ بناتی ہیں۔ زاویہ قائمہ کی مقدار ہے ۹۰ درجہ۔ سورج کی شعاعوں
 کے عمودی واقع ہونے کا سبب و علت یہ ہے کہ ان دو تاریخوں میں زمین کا کوئی قطب
 آفتاب کی طرف جھکا ہوا نہیں ہوتا۔ دونوں قطبوں کا آفتاب سے فاصلہ برابر ہوتا
 ہے۔ اس برابری کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سورج کی شعاعیں زمین کے قطبین کے عین فسطح پر
 یعنی خط استوا پر سیدھی واقع ہوتی ہیں۔

قولہ الامر التاسع الخ۔ نهر جمع نہار ہے۔ دن۔ معظم۔ بصیغہ اسم مفعول۔
 از باب افعال ہے۔ معظم کا معنی ہے اکثر ای اکثر النصف الشمالي۔ انقلاب صیفی۔
 مبدأ برج سرطان کو انقلاب صیفی کہتے ہیں۔ صیف کا معنی ہے موسم گرما۔ یہ مذکورہ
 صد دس امور میں سے امر نہم کا بیان ہے۔ اس امر میں یہ بات بتلائی گئی ہے کہ اکثر
 معمورہ ارض شمالی میں سارے سال میں دراز تر دن اور مختصر تر رات کس تاریخ کو ہوتی
 ہے۔

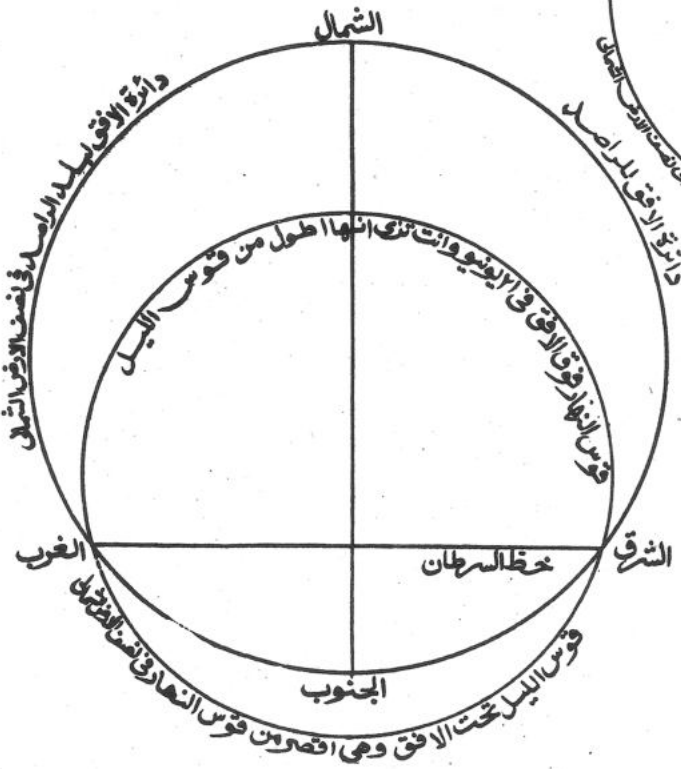
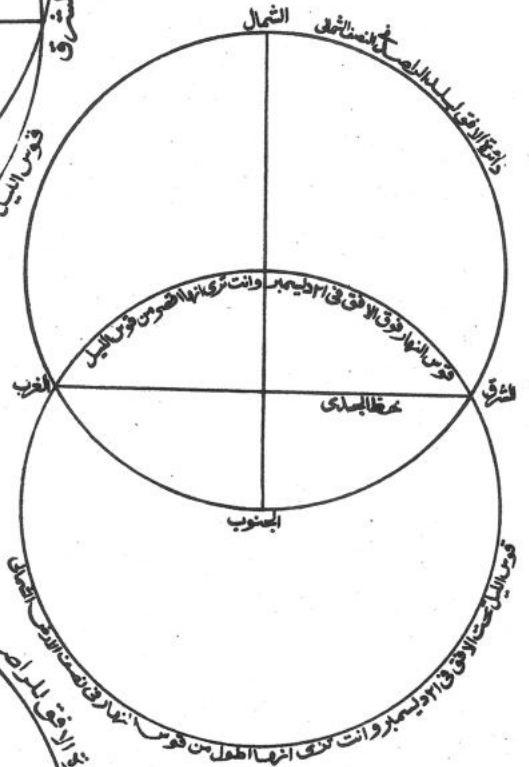
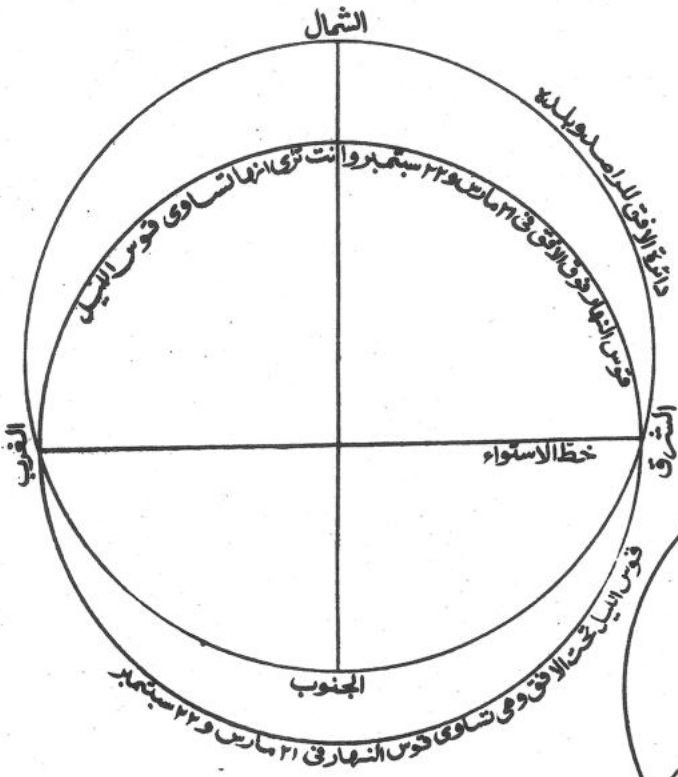
حاصل کلام یہ ہے کہ ۲۱ جون ہی وہ تاریخ ہے (اور بقول بعض علماء ۲۲ جون
 وہ تاریخ ہے) کہ اکثر نصف کمرہ شمالی (یعنی معمورہ شمالیہ) میں اس تاریخ کا دن سارے
 سال کا طویل تر دن ہوتا ہے۔ اور اس کی رات سارے سال کی راتوں میں مختصر تر
 رات ہوتی ہے۔

هَذَا حَالُ النِّصْفِ الشَّمَالِيِّ وَأَمَّا نِصْفُ الْأَرْضِ
الْجَنُوبِيِّ فَحَالُهُ عَلَى عَكْسِ النِّصْفِ الشَّمَالِيِّ حَيْثُ يَكُونُ
أَطْوَلُ نَهْرِ السَّنَةِ جَمِيعَهَا وَأَقْصَرُ لَيَالِيهَا هُنَاكَ فِي ۲۱ دِسْمَبَر
بَدَل ۲۱ يُونِيُو

کیونکہ مذکورہ تاریخ میں سورج شمالی برجوں میں سے برج سرطان کے مبدئ میں پہنچ کر
اس میں داخل ہوتا ہے۔ اس لیے ۲۱ جون کو سورج کی شعاعیں خطِ سرطان پر سیدھی
واقع ہو کر بوقتِ دوپہر خطِ سرطان کے ساتھ زاویہ قائمہ بناتی ہیں۔
۲۱ جون کو آفتاب باعتبار حرکت ظاہری (یہ درحقیقت زمین کی حرکت حول الشمس
ہے۔ البتہ ظاہری نگاہ میں زمین کی حرکت کی وجہ سے آفتاب مشرق کی طرف چلتے
ہوئے زمین کے گرد حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے) نقطۂ انقلابِ صیفی یعنی اولِ برجِ سرطان
میں داخل ہوتا ہے۔ زمین کے نصف شمالی کے باشندوں کے لیے مبدئِ برجِ سرطان
ہی انقلابِ صیفی ہے آفتاب کے یہاں پہنچنے کے بعد نصفِ کرہ شمالی میں موسمِ گرما شروع
ہوتا ہے۔

قَوْلُهُ وَأَمَّا نِصْفُ الْأَرْضِ الْجَنُوبِيِّ فَحَالُهُ الخ۔ یعنی زمین کے نصفِ جنوبی کا
حال نصفِ شمالی کے برعکس ہے۔ نصفِ کرہ جنوبی کا طویلِ تردن بجائے ۲۱ جون کے ۲۱
دسمبر کو ہوتا ہے۔ اور اس کی مختصر رات بھی ۲۱ دسمبر کو ہوتی ہے۔ کیونکہ ۲۱ دسمبر کو آفتاب
کی شعاعیں خطِ جدی پر سیدھی واقع ہوتی ہیں۔ اور آفتاب باعتبار حرکت ظاہری انقلابِ
صیفی میں یعنی برجِ جدی کے مبدئ میں پہنچتا ہے۔

نصفِ جنوبی کے باشندوں کے لیے اولِ برجِ جدی ہی انقلابِ صیفی
(موسمِ گرما) ہے۔ اس لیے سورج کا مدار ان لوگوں کے قریب ہوتا ہے۔ اور
اسی وجہ سے اس تاریخ کو سارے سال میں اُن کا دن طویلِ تردن اور ان کی رات
مختصر تر رات ہوتی ہے۔



الامرُ العاشرُ - يكون اقصرُ نَهرِ السنتِ جميعها و
اطولُ لياليها في أكثر النصف الشمالي للأرض في ۲۱ دسمبر
وقيل في ۲۲ دسمبر

عندما تتعامد الاشعةُ الشمسيّةُ على خطِ الجدى
من الأرض وتصل الشمسُ باعتبار الحركة الظاهريّة
إلى الانقلابِ الشتويِّ
والانقلابِ الشتويِّ لاكثر نصف الأرض الشمالي
إنما هو أوّلُ بُرجِ الجدى

قولہ الامر العاشر الخ۔ اس عبارت میں مذکورہ صدّوس اثرات و امور میں سے
امردہم کی تشریح ہے۔ امر دہم میں امر نہم کے برعکس حال کا بیان ہے۔ امر نہم میں سارے
سال کے طویل تر دن اور مختصر تر رات کا حال بیان ہوا۔ امر دہم میں اس کے برخلاف سارے
سال کے مختصر تر دن اور دراز تر رات کی تاریخ کا بیان ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ نصفِ ارضِ شمالی کے اکثر حصوں میں بتاریخ ۲۱ دسمبر بعض علماء
و ماہرین کی رائے میں بتاریخ ۲۲ دسمبر سارے سال کا مختصر تر دن ہوتا ہے اور طویل تر رات
۲۱ دسمبر کو آفتاب کی شعاعیں زمین کے خطِ جدی پر سیدھی واقع ہو کر خطِ جدی کے ساتھ
زاویہ قائمہ بناتی ہیں۔ اس تاریخ (۲۱ دسمبر) کو سورج باعتبار اپنی ظاہری حرکت کے انقلابِ
شتوی (موسمِ سرما کا انقلاب) میں پہنچتا ہے۔

انقلابِ شتوی جنوبی برجوں میں واقع ہے۔ نصفِ کمرہ شمالی کے باشندوں کے
لیے موسمِ سرما کا انقلاب (انقلابِ شتوی) برجِ جدی کا مبداء ہی ہے۔ آفتاب
جب اوّل برجِ جدی میں داخل ہو جاتا ہے تو ان کا موسمِ سرما شروع ہو جاتا
ہے۔



قوس الليل مساوية لقوس النهار



قوس الليل أطول من قوس النهار



قوس النهار أطول من قوس الليل

هذا حالُ اکثرِ نصفِ الارضِ الشماليِّ واما مُعْظَمُ
النصفِ الجنوبيِّ للارضِ فحالہ بعکسِ ما ذکرنا اِذا اقصرُ
نُحرُ السنتِ واطولَ ليا ليا هناك في ۲۱ يونيو ۛ

قولہ واما مُعْظَمُ النصفِ الجنوبيِّ الخ۔ یہ تو نصفِ کرۂ شمالی کا حال تھا۔ باقی اکثرِ
نصفِ کرۂ جنوبی کا حال نصفِ شمالی کے برعکس ہے۔ کیونکہ نصفِ جنوبی کے معمورۂ ارضی میں
بجائے ۲۱ دسمبر کے ۲۱ جون کو سال کا سب سے چھوٹا دن ہوتا ہے اور سال کی سب سے چھوٹی
رات۔ اور سال کا دراز تر دن ۲۱ دسمبر کو ہوتا ہے۔ اسی طرح سارے سال کی سب سے چھوٹی
رات بھی بتاتے ۲۱ دسمبر ہوتی ہے۔

فصل

فی القمر

○ القمر ان کان یُری فی الظاہر جمیلاً مُنیراً لکنہ فی الاصل و نفس الامر غیر مُنیرٍ و اَمَّا نُورُ المرئی فہو مستفادٌ من الشمس و عکسُ ضوءِ الشمس

فصل

قولہ وان کان یُری فی الظاہر الخ۔ فصل ہذا میں چاند کے جغرافیہ اور اس کے حجم و بُعد و جاذبیت وغیرہ بعض احوال کا مختصر بیان ہے۔ عبارت ہذا کا حاصل یہ ہے کہ ظاہر میں چاند حسین و جمیل و روشن نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ بُلغاریہ حسین و جمیل چہروں کو چاند سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور اس ظاہری چمک کی وجہ سے عوام و خواص چاند کو اجرام سماویہ میں سب سے زیادہ خوبصورت سمجھتے ہیں۔

وَهَكَذَا تُرَى الْأَرْضُ مِنْ قِبَةِ الْجَمِيلَةِ لِرُقَادِ
الْقَمَرِ وَلِسُكَّانِهِ مَعَ أَنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّ الْأَرْضَ غَيْرَ
جَمِيلَةٍ

قَالُوا إِنَّ الْقَمَرَ ذُو جِبَالٍ شَاخِحَةٍ وَأَوْدِيَةٍ وَ
وَشُقُوقٍ وَفُوهَاتٍ كَثِيرَةٍ مِثْلَ فُوهَاتِ الْبَرَاكِينِ

لیکن نفس الامر و حقیقت میں نہ تو چاند حسین ہے اور نہ روشن۔ چاند کی نظر آنے والی روشنی آفتاب سے مستفاد ہے۔ یعنی آفتاب کی روشنی کا انعکاس ہے۔ چاند کی سطح پر سوچ کی پڑنے والی روشنی اس سے واپس منعکس ہوتی ہے۔ سوچ کی اس منعکس روشنی سے ہمیں چاند روشن دکھائی دیتا ہے۔

ماہرین کہتے ہیں کہ چاند پر موجود شخص کو ہماری زمین چاند سے بڑھ کر حسین و روشن دکھائی دے گی۔ سوچ کی روشنی کے انعکاس سے زمین خلائو دروں کو چمکتی دیکھتی ہوئی حسین و جمیل نظر آتی ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ زمین مٹی کا کرہ ہے اور روشنی سے خالی ہے۔

قَوْلُهُ قَالُوا إِنَّ الْقَمَرَ لَـ... یعنی ماہرین کہتے ہیں کہ چاند کی سطح زمین کی سطح سے ملتی جلتی ہے۔ بلکہ اس کی سطح زمین کی سطح سے بھی زیادہ بگڑی ہوئی اور ناہموار ہے۔

چاند کی سطح پر چھوٹے بڑے پہاڑوں کے لمبے لمبے سلسلے ہیں۔ گھاٹیاں اور وادیاں بھی وہاں بے شمار ہیں۔ چاند کی سطح پر کہیں تو گہرے دروں اور نالوں کے غار ہیں۔ کہیں لمبے لمبے شکاف اور دراڑیں ہیں۔ کہیں آتش فشاں پہاڑوں کے دہانوں کی طرح بڑے بلند اور گہرے دہانوں کے طویل و عریض سلسلے ہیں۔

شَاخِحَةٍ بَلَدٌ بِالْأَوْدِيَةِ جَمْعٌ بِوَادِيٍّ۔ وادی کا معنی ہے نالہ اور درہ۔ وادی کے مقام ہذا میں دو پہاڑوں کے درمیان تنگ درہ مراد ہے۔ شُقُوقٌ جَمْعٌ بِشُقٍّ کی۔ اس کا معنی ہے شکاف۔ دراڑ۔ فُوهَاتٌ جَمْعٌ بِفُوهَةٍ کی۔ دہانہ۔ بَرَاکِينِ جَمْعٌ بِبَرَكَ

لاماء علیہ ولا ہواء ولا نبات ولا حیوان وہو اصغر بکثیر من الارض وقد اثبتوا

بُرکان کی۔ آتش فشاں پہاڑ۔ آتش فشاں پہاڑ کے دہانوں سے آتشی مادہ بڑے زور سے نکلتا ہے۔ وہ دہانے بڑے کنوؤں کی طرح نہایت گہرے ہیں۔

قولہ لاماء علیہ ولا ہواء لہ۔ یعنی چاند بالکل دیران وغیر آباد کمرہ ہے۔ وہاں نہ پانی ہے اور نہ ہوانہ نباتات اور نہ حیوانات۔

نباتات کا دار و مدار پانی اور ہوا پر ہے۔ جب وہاں نہ پانی ہے اور نہ ہوا تو لازماً چاند پر ہر قسم کے پودے اور حیوانات معدوم ہوں گے۔ بلکہ اسس اور بنیاد ہوا ہی ہے جہاں ہوا ہو وہاں پانی بھی ہوتا ہے۔ اور اگر ہوانہ ہو تو پانی بھی نہیں ہوتا۔

کیونکہ پانی اور ہوا کے عناصر ترکیبیت تقریباً ایک ہی ہیں۔ چاند کی قوتِ جاذبیت نہایت کم ہے۔ اس لیے چاند کی قوتِ جاذبیت کمرہ ہو کو اپنے ساتھ وابستہ نہیں رکھ سکتی۔

قولہ وہو اصغر بکثیر لہ۔ یعنی کمرہ قمر زمین سے بہت چھوٹا ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ چاند زمین کا $\frac{1}{9}$ حصہ ہے۔ یعنی حجم زمین چاند کے حجم سے ۲۹ گنا ہے۔ اگر کمرہ قمر کی طرح ۲۹ کمرے جمع کیے جائیں تو ان کا مجموعہ زمین کے برابر ہوگا۔ چاند کا قطر ۲۱۶۰ میل ہے۔

چاند کا زمین سے متوسط فاصلہ ہے ... ۲۳۹ میل۔ عموماً بطور تقریب کے چاند کا زمین سے متوسط فاصلہ ۲ لاکھ ۴۰ ہزار میل شمار کرتے ہیں۔ بقول ماہرین چاند کا زمین سے قریب تر فاصلہ ہے ۲۶۳۲۱ میل۔ اور بعید تر فاصلہ ہے ۲۵۲۷۱۰ میل۔

ان الارض ضعف القمر حجمًا ۷۹ مرة وقطره ۲۱۶۰ ميلاً



المقارنة بين حجم القمر و حجم الارض

وَبُعْدَاهُ الْمُتَوَسِّطُ عَنِ الْأَرْضِ ۲۳۹... مِيلًا
وَجَاذِبِيَّتُهُ سُدُسُ جَاذِبِيَّةِ الْأَرْضِ فَمِنْ اسْتَطَاعَ
أَنْ يَقْفِزَ عَلَى الْأَرْضِ مِثْرًا وَاحِدًا اسْتَطَاعَ أَنْ يَقْفِزَ عَلَى

قولہ وجاذبیتہ سدس الخ۔ عبارت ہذا میں چاند کی قوت جاذبیت (کشش) کا ذکر ہے۔ چاند کی قوت جاذبیت نہایت کم ہے۔ وہ زمین کی جاذبیت کا سدس (چھٹا حصہ ۱/۶) ہے۔

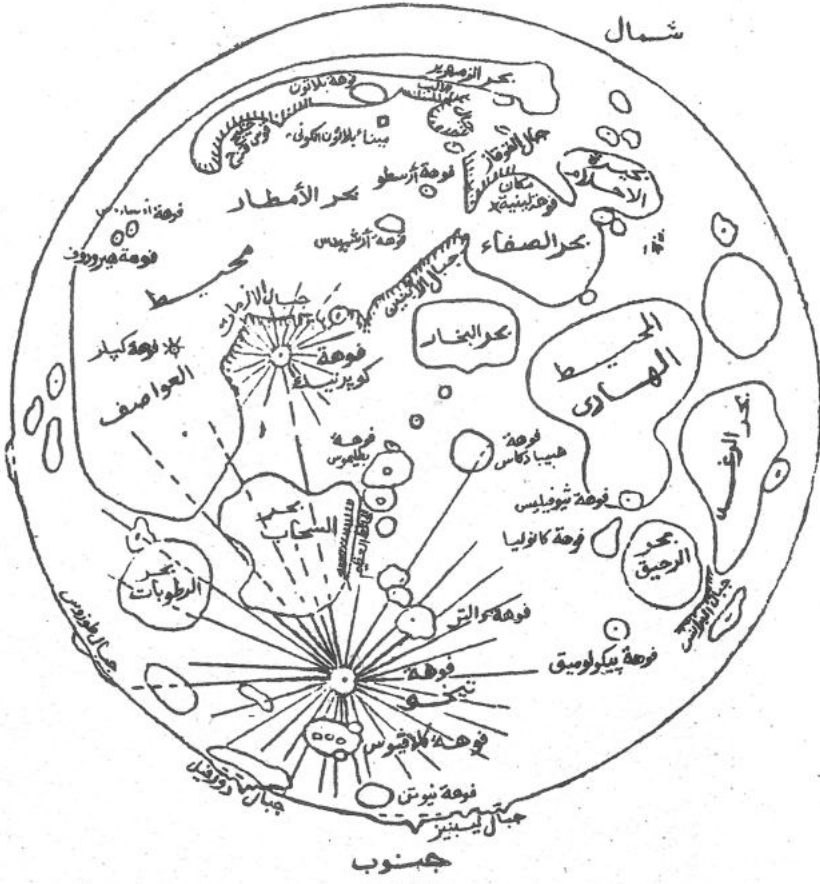
اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص زمین پر اوپر کی جانب ایک میٹر چھلانگ لگا سکے وہ چاند پر اُسی قوت سے چھ میٹر بلند چھلانگ لگا سکے گا۔ اسی طرح جو شخص زمین پر ایک من وزن اٹھا سکے وہ چاند پر بڑی آسانی سے چھ من وزن اٹھا سکے گا۔

قفز کا معنی ہے چھلانگ لگانا۔ میٹر کی جمع ہے امتار۔ یہ معرب میٹر ہے۔ ایک

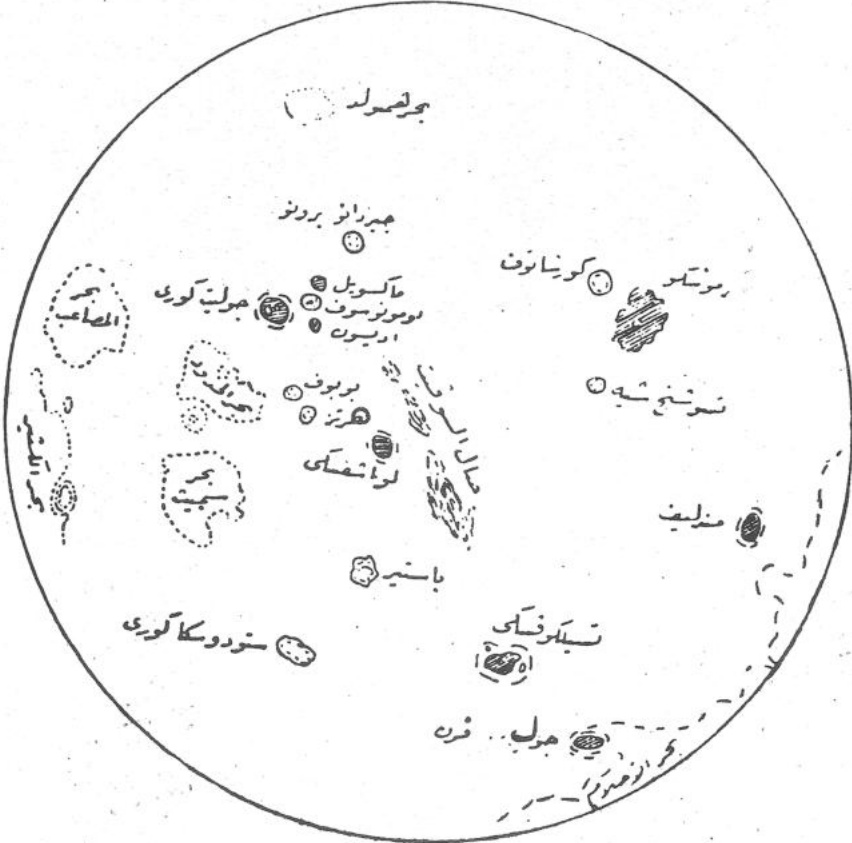


وجه القمر المرئي

(شكل) خريطة لوجه القمر المقابل للأرض



(شكل) خريطة وجه القمر الخلفي





فوهة كوبرنيكس على القمر



صورة فوهة كوبرنيكس على القمر



سطح القمر ليلة ١٦

القمر ستّاً أمتارٍ مَنْ يُطِيقُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَى الْأَرْضِ
 مَنّاً وَاحِداً يُطِيقُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَى الْقَمَرِ ستّاً أمتانِ
 ثمَّ إِنَّ الْأَضْلَالَ عَلَى الْقَمَرِ سَوَاءٌ كَاللَّيْلِ الْمُظْلَمِ
 فَلَا يَتِمَكَّنُ أَحَدٌ أَنْ يُبْصِرَ هُنَاكَ أَحَدًا فِي الظِّلِّ
 وَكَذَا لَا يَتِمَكَّنُ أَحَدٌ أَنْ يَسْمَعَ هُنَاكَ شَيْئًا مِنَ
 الْأَصْوَاتِ وَعَلَتْ ذَلِكَ انْتِفَاءُ الْهَوَاءِ عَلَى الْقَمَرِ

میٹر ۳۹ انچ کا ہوتا ہے۔ مَن کی جمع اُمتان ہے۔ ہمارے ملک میں مَن ۴۰ سیر کا ہوتا ہے۔
 قدیم مَن کا وزن بہت کم ہے۔

قولہ ثمَّ إِنَّ الْأَضْلَالَ الخ۔ عبارت ہذا میں یہ بتلایا گیا ہے کہ چاند پر ہوانہ ہونے
 کی وجہ سے وہاں کے سائے دن کے وقت بھی تاریک رات کی طرح سیاہ ہوتے ہیں۔ لہذا
 وہاں یہ ناممکن ہے کہ آپ سائے میں کھڑے شخص کو دیکھ سکیں۔

اگر آپ سایہ میں کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیں تو آپ کو نہ تو کتاب نظر آئے گی اور نہ اپنا ہاتھ
 دکھائی دے گا۔ وہاں اگر آپ کا ایک ساتھی قریب یہ میں چلا جائے تو آپ حیران ہوں گے کہ وہ
 کہاں گم ہو گیا اور کہہ چلا گیا حالانکہ وہ آپ کے قریب یہ میں کھڑا ہوگا۔

زمین پر روشنی میں چیزیں اس لیے نظر آتی ہیں کہ ہوائیں موجود مگر دے بے شمار ذرات
 نہایت سرعت سے متحرک ہیں اور وہ ذرات روشنی کو منعکس کرتے ہیں۔ یہی ذرات سورج کی
 روشنی کے حامل ہیں۔ جب یہ ذرات سایہ میں منتشر ہو کر داخل ہوتے ہیں تو ان کے ذریعہ روشنی
 سایہ میں بھی پھیل جاتی ہے۔ اس طرح ہم زمین پر سایہ میں بھی دیکھتے ہیں۔

قولہ وَكَذَا لَا يَتِمَكَّنُ أَحَدٌ أَنْ يَسْمَعَ الخ۔ یعنی چاند پر ہونے کا ہوانہ نہیں ہے اس لیے وہاں
 کوئی شخص کسی کی آواز نہیں سُن سکتا۔ وہاں آپ کے قریب اگر آدمی چیخ کر ایسے بات کرنا
 شروع کر دے تو آپ کو اس کا منہ تو بار بار گھلتا ہوا نظر آئے گا لیکن اس کی آواز نہیں سُن سکیں گے
 بلکہ آپ کو حیرت ہوگی کہ یہ ساتھی بار بار منہ کیوں کھول رہا ہے اور کیوں زور لگا رہا ہے۔

بلکہ اگر آپ کے قریب بم کا ایک گولہ بھی پھٹ جائے تو اس کے ٹکڑے اُڑتے اور پھیلے ہوئے تو آپ کو نظر آئیں گے لیکن اس گولے کی آواز سُنانی نہیں دے گی۔ اس لیے کہ وہاں ہوا موجود نہیں ہے۔

ہمیں زمین پر آواز ہوا میں موجوں اور لہروں کی حرکت کے ذریعہ سُنانی دیتی ہے اور چاند پر ہوا تو ہے نہیں اس لیے وہاں آواز بھی سُنانی نہیں دیتی۔

آگے عبارت، وعلتہ ذلک الخ میں دونوں دعوؤں کی علت کا بیان ہے۔ پہلا دعویٰ ہے سایہ کا تاریک ہونا۔ دوسرا دعویٰ ہے آواز کا سُنانی نہ دینا۔ دونوں دعوؤں کی علت و سبب ایک ہی ہے۔ اور وہ ہے چاند پر ہوا کا موجود نہ ہونا۔ ہوا کے فقدان سے چاند پر سائے کا تاریک ہوتے ہیں۔ نیز ہوا نہ ہونے کی وجہ سے ہی چاند پر آواز سُنانی نہیں دیتی۔



فصل

فی حرکت القمر

○ يتحرك القمر بحركتين معاً من الغرب الى الشرق
احداً حركته حول المحور هذه الحركة هي

فصل

قولہ يتحرك القمر إلّٰہ - فصل ہذا میں چاند کی حرکت کی بحث ہے۔ یعنی چاند
بیک وقت دو گزشتیں کر رہا ہے۔ یعنی وقت واحد میں دو حرکتوں سے متحرک ہے۔
اور اس کی یہ دونوں حرکتیں مغرب سے مشرق کی طرف ہیں۔ ایک محوری حرکت ہے اور
ایک ماہانہ حرکت ہے۔

قولہ احداً حركته إلّٰہ - مَلاک کا معنی ہے مدار۔ سہارا۔ بنیاد۔ ذریعہ۔
تعاقب کا معنی ہے یکے بعد دیگرے آنا۔ عبارت ہذا میں چاند کی پہلی حرکت یعنی حرکت

مِلَاكُ تَعَاقُبِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ عَلَى الْقَمَرِ اثْبَتُوا أَنَّ النَّهَارَ
الْقَمَرِيَّ يُسَاوِي ٢١ يَوْمًا مِنَ الْيَّامِ الْأَرْضِيَّةِ وَكَذَا
اللَّيْلُ الْقَمَرِيَّ

وَالثَّانِيَةُ حُرُوكَةُ حَوْلِ الْأَرْضِ فِي مَدَارِ
أَهْلِيلِجِي

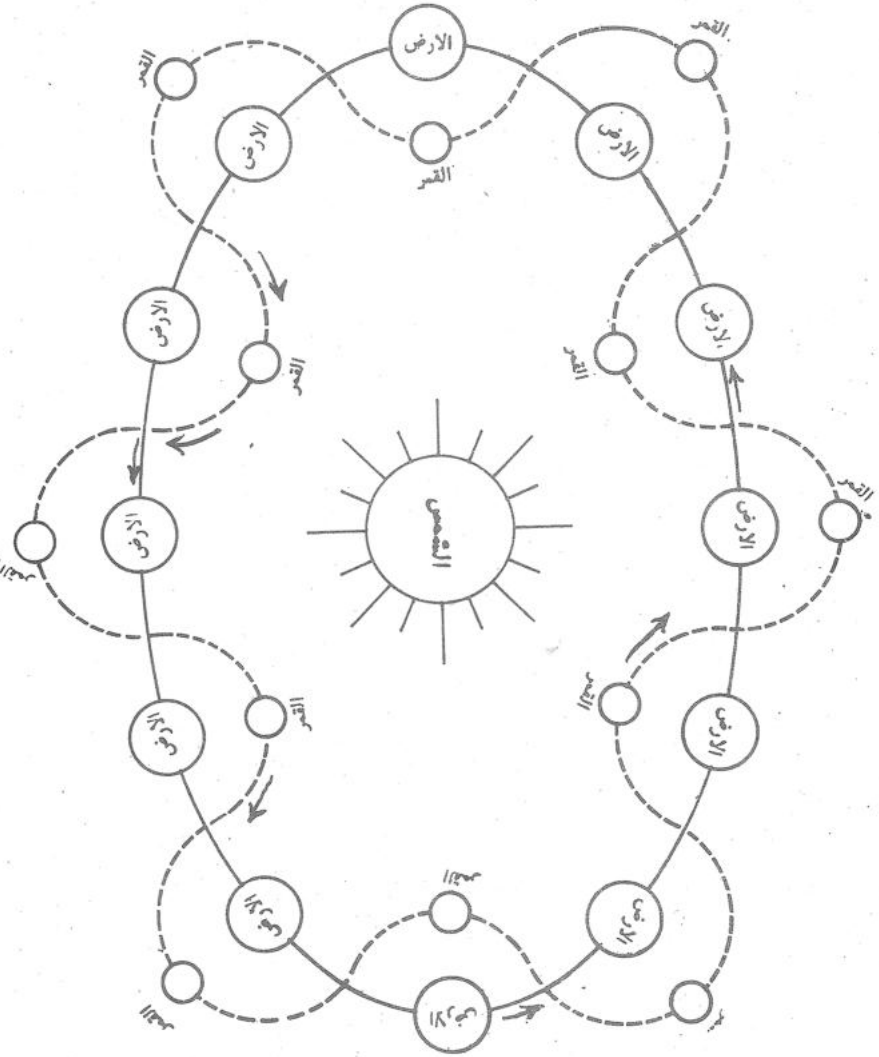
وَمُدَّةُ دَوْرَةِ هَذِهِ الْحُرُوكَةِ مَعْيَارُ الشَّهْرِ
الْقَمَرِيِّ

محوری کا بیان ہے۔

ایضاح مطلب یہ ہے کہ چاند کی پہلی حرکت تو یہ ہے کہ وہ لٹو کی طرح اپنے محور
کے گرد حرکت کرتا ہے۔ چاند کی اس حرکت کا ایک دورہ تقریباً ایک ماہ میں پورا
ہوتا ہے۔ چاند کی یہی حرکت چاند پر شب و روز کے آنے جانے کی بنیاد و سبب ہے
چونکہ اس گرد و شس کا ایک دورہ ایک ماہ کے برابر ہے۔ اس لیے ماہرین کہتے
ہیں کہ چاند کا ایک دن ہمارے تقریباً ۱۴ دنوں کے برابر ہے۔ اسی طرح چاند کی ایک رات
بھی زمین کی ۱۴ راتوں کے برابر ہے۔

قولہ والثانیۃ حُرُوكَةُ حَوْلِ الْأَرْضِ۔ اہلیجی کا معنی ہے بیضوی۔ جو مدار اور دائرہ
پوری طرح گول نہ ہو۔ بلکہ اس میں معمولی سا طول ہو۔ انڈے اور ہلیہ کی طرح۔ اُس مدار
اور دائرے کو اہلیجی و بیضوی کہتے ہیں۔ ہلیہ معروف چیز ہے جس کو ہڑ اور ہڑیڑ بھی
کہتے ہیں۔

چاند کی اس دوسری حرکت کے دورے کی مدت قمری ماہ کا معیار ہے۔ پس
قمری ماہ نام ہے چاند کی حرکتِ ثانیہ کے ایک دورے کا۔ قمری ماہ کا مطلب یہ ہے کہ



شكل حركة القمر حول الأرض مع مشايعته الأرض الدائرية في مدارها حول الشمس .

وَيَتِمُّ الْقَمَرُ كَلْتَا دَوْرَتَيْهِ فِي ٢٧ يَوْمًا وَ ٧ سَاعَاتٍ
۳۷ دقیقہ

وَلَا يَخْفَى عَلَيْكَ أَنَّ مَدَّةَ دَوْرَتِهِ الْحَقِيقِيَّةِ
هَذِهِ أَقَلُّ مِنْ مُدَّةِ الشَّهْرِ بِيَوْمَيْنِ تَقْرِيبًا
إِنَّ قِلَّتَ الظَّاهِرِ أَنَّ مَدَّةَ دَوْرَةِ الْقَمَرِ حَوْلَ
الْأَرْضِ مِعْيَارٌ لِمَدَّةِ الشَّهْرِ الْقَمَرِيِّ وَاصِلٌ لَهَا وَهَذَا
يَقْتَضِي تَسَاوِيَهُمَا

فَمَا وَجَدُ زِيَادَةَ مُدَّةِ الشَّهْرِ الْقَمَرِيِّ عَلَى مَدَّةِ
الدَّوْرَةِ الْحَقِيقِيَّةِ لِلْقَمَرِ مَدَّةَ دَوْرَتِهِ حَوْلَ الْأَرْضِ ؟

چاند نے زمین کے گرد ایک دورہ پورا کر لیا۔

قوله وَيَتِمُّ الْقَمَرُ كَلْتَا دَوْرَتَيْهِ: یعنی چاند کی دونوں حرکتوں کے دورے کی مدت ایک
ہی ہے۔ دونوں حرکتوں کا ایک دورہ مکمل ہوتا ہے ۲۷ دن سات گھنٹے ۳۷ منٹ میں۔ اسی
مدت میں چاند کی محوری گردش کا دورہ بھی مکمل ہوتا ہے۔ اور زمین کے گرد حرکت کا دورہ بھی
اسی مدت میں مکمل ہوتا ہے۔

بنابریں بظاہر یہ خیال ہوتا ہے کہ ایک قمری ماہ کی مدت ۲۷ دن سات گھنٹے ۳۷ منٹ
کے برابر ہونی چاہیے۔ حالانکہ یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ چاند کا مذکورہ صدر دورہ حقیقی قمری ماہ سے
تقریباً دو دن کم ہے۔ قمری ماہ ۲۹ دن سے کم نہیں ہوتا۔

لہذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ قمری ماہ کی مدت زیادہ ہے چاند
کے دورہ حقیقیہ کی مدت سے ؟ آگے اس سوال اور اس کے جواب کا بیان
ہے۔

قوله اَزَقَلَّتِ الظَّاهِرُ: یہ ایک سوال کا ذکر ہے۔ سوال یہ ہے کہ کلام

قلنا وجہاً ذلك دوران الأرض حول الشمس
حيث تقطع الأرض من أول الشهر إلى نهايته
مسافة كبيرة في الفضاء

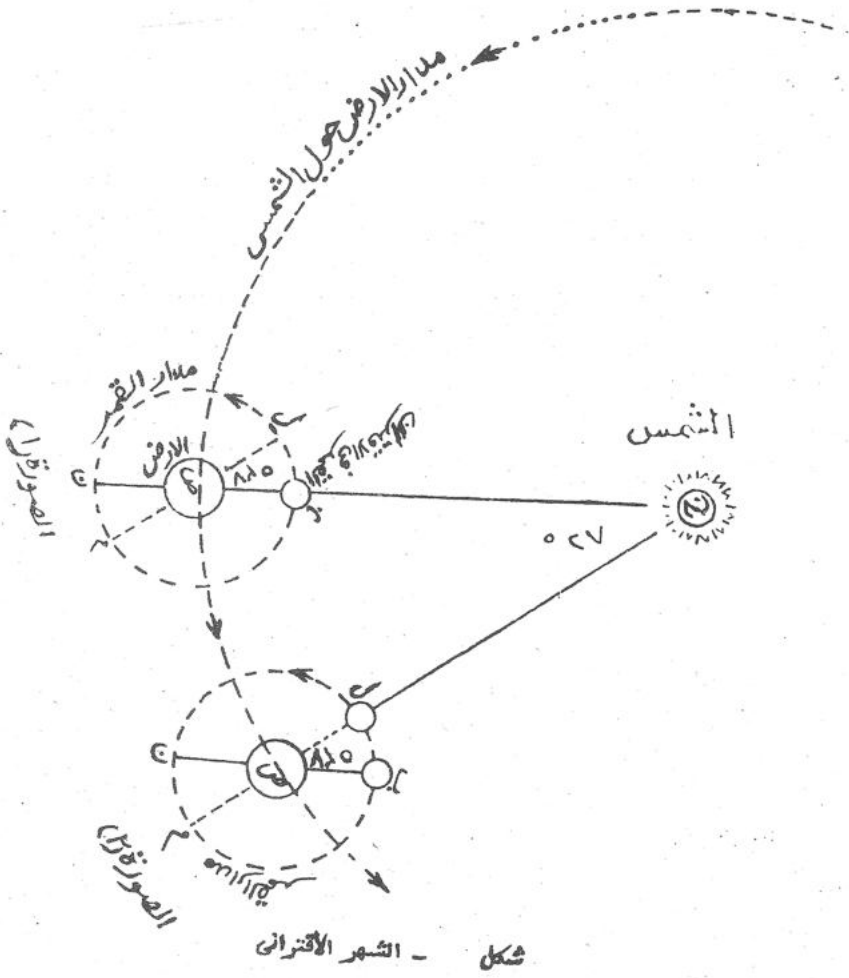
فلا يمكن أن يجتمع القمر بالشمس ويعود إلى
موقعه الأول إلا بعد قطع تلك المسافة الكبيرة
الزائدة

والقمر يستغرق في قطع هذه المسافة الزائدة
نحو يومين تقريباً
ولذا تزيد مدة الشهر القمري بيومين تقريباً على
مدة الدورة الحقيقية للقمر

سابق سے معلوم ہوا کہ چاند کی حرکت ثانی یعنی اس کی حرکت حول الارض کا ایک
دورہ معیار واصل ہے قمری ماہ کے لیے۔ اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں کا وقفہ اور
زمانہ برابر ہو۔ جتنا زمانہ چاند کے دورہ حول الارض کا ہے قمری ماہ کا زمانہ بھی اتنا ہی ہونا چاہیے
حالانکہ مشاہدہ واقع میں قمری ماہ کی مدت زیادہ ہوتی ہے۔

لہذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ قمری ماہ کی مدت زیادہ ہے چاند
کے دورہ حقیقیہ سے یعنی چاند کے دورہ حول الارض کی مدت سے۔

قولہ قلنا وجہاً ذلك الخ۔ یہ جواب ہے سوال مذکور کا۔ حاصل جواب یہ ہے کہ
قمری ماہ کی مدت بقدر یومین زیادہ ہونے کا سبب زمین کی گردش حول اشمس ہے
پس زمین قمری ماہ کی ابتداء سے تا انتہائے ماہ اپنے مدار فضائی میں گردش کرتی ہوئی
زیادہ مسافت طے کر لیتی ہے۔ چاند بھی زمین کے ساتھ اسی گردش میں شریک
ہے۔



فلوكانت الارض ساكنة وثابتة في مكان واحد لكانت مدة الشهر القمري مساوية لمدّة دورة القمر حول الارض

ثمران قدر سیر القمر حول الارض

اور قمری ماہ ختم ہونے کا مطلب ہے کہ چاند واپس اپنے پہلے مقام پر پہنچ کر زمین اور شمس کے مابین آجائے (یہ حالت اجتماع تیرین کہلاتی ہے۔ اس حالت میں شمس و قمر ایک سید پر اور ایک جہت میں ہو کر تقریباً ایک جاکھ لوع وغروب ہوتے ہیں)۔

اور پہلے مقام پر پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ چاند کو وہ صد زائد مسافت بھی طے کرے۔ اور اس زائد مسافت طے کرنے میں چاند کو اپنے دورۂ حقیقیہ (۲۷ دن ۷ گھنٹے) کی بہ نسبت مزید تقریباً دو دن لگتے ہیں۔ (استغراق کا معنی ہے صرف کرنا۔ لگانا۔ پورا کرنا)۔ پس چاند کو یکم ماہ یعنی ابتداء ماہ کے مقام پر دوبارہ پہنچنے کے لیے اپنے دورۂ حقیقیہ کی مدت کے علاوہ مزید دو دن لگتے ہیں۔ اسی وجہ سے قمری ماہ کی مدت تقریباً دو دن زیادہ ہوتی ہے چاند کے دورۂ حقیقیہ کی مدت سے۔

قولہ فلوكانت الارض الخ۔ یعنی بیان سابق سے معلوم ہو گیا کہ زمین کی حرکت حول شمس کی وجہ سے قمری ماہ کی مدت تقریباً دو دن زیادہ ہے چاند کے دورۂ حقیقیہ کی مدت سے۔

اسد انحر زمین ایک ہی مقام میں ساکن و ثابت ہوتی اور متحرک نہ ہوتی تو قمری ماہ کی مدت برابر ہوتی مدت دورۂ قمر حول الارض کے ساتھ۔ یعنی قمری ماہ بھی تقریباً ۲۷ دن اور ۷ گھنٹے کا ہوتا۔ جس طرح چاند کے دورۂ حقیقیہ حول الارض کی مدت ۲۷ دن ۷ گھنٹے ہے۔

قولہ ثمران قدر سیر القمر الخ۔ عبارت ہذا میں چاند کی حرکت حول الارض کی مقدار کا ذکر ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ چاند زمین کے گھر مغرب سے مشرق کی طرف حرکت کرتے ہوئے اپنے مدار میں سے روزانہ تقریباً ۱۳ درجے طے کرتا ہے اور

۱۳ درجہٴ کلّ یومِ تقریباً و ۲۱۰۰ میلِ کلّ ساعتی ۛ

ہر گھنٹے میں ۲۱ سو میل قطع کرتا ہے۔ اسی وجہ سے چاند کے طلوع و غروب میں روزانہ ۵۱ منٹ کی تاخیر واقع ہوتی ہے۔

بالفاظِ دیگر نصف النہار پر پہنچنے میں چاند روزانہ ۵۱ منٹ دیر سے پہنچتا ہے مثلاً اگر آج رات چاند نصف النہار پر ۷ بجے پہنچا تو دو سکر دن وہ نصف النہار پر ۷ بج کر ۵۱ منٹ پر پہنچے گا ۛ



فصل

فی اشکال القمر

○ القمر یستفید النور من الشمس

فصل

قولہ القمر یستفید النور الخ۔ فصل ہذا میں چاند کے مختلف مناظر و اشکال (ہلال۔ بد۔ تربیع) کی تفصیل ہے۔ ہر ناظر کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہر ماہ چاند کی اشکال و مظاہر کے اختلاف کی وجہ کیا ہے۔ اس سوال کا حل اور اس مطلب کی تفصیل موقوف ہے تین امور پر۔ عبارت ہذا میں ان امور کا بیان ہے۔

امراؤل یہ ہے کہ چاند خود روشن نہیں ہے۔ بلکہ وہ روشنی آفتاب سے حاصل کرتا ہے۔ اگر وہ خود روشن ہوتا تو آفتاب کی طرح اس کے قرص کی روشنی ایک ہی حالت پر ہوتی۔

فلا يزال نصف المواجه للشمس مُضيئاً بنور الشمس
نصف الآخر مُظلياً

هذا حال القمر في نفس الامر الواقع وأما بالنسبة
الى أبصارنا فتختلف أشكاله اذ حين اجتماع النيرين

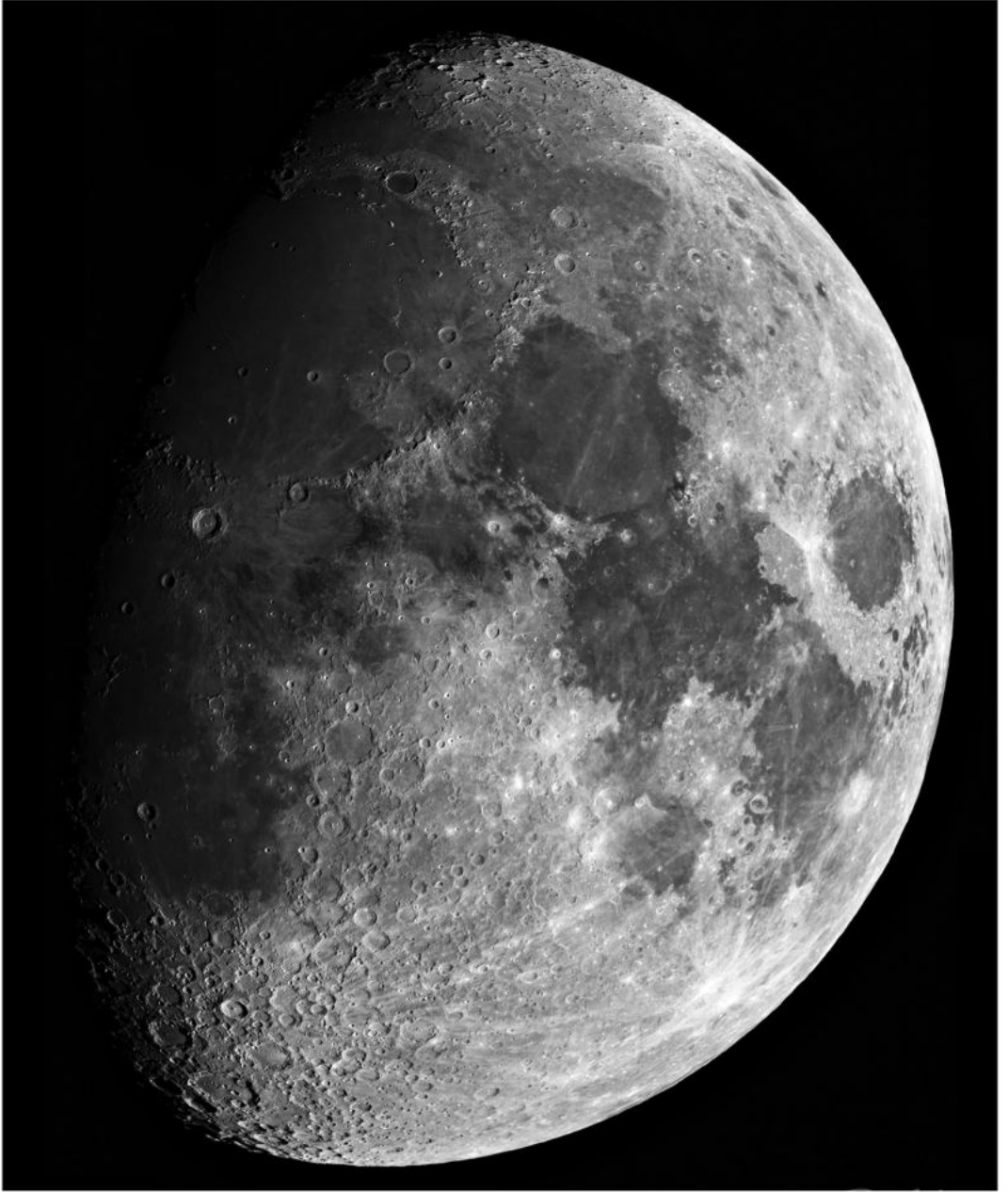
قولہ فلا يزال نصف المواجه للشمس مُضيئاً بنور الشمس۔ یہ امر ثانی کا بیان ہے۔ جو چاند کے اشکال سے متعلق ہے۔
حاصل کلام یہ ہے کہ چاند چونکہ سورج کی روشنی کے انعکاس سے چمکتا ہے۔ اس لیے کمرہ قمر کا وہ
نصف جو سورج کے مقابل ہو ہمیشہ روشن ہوتا ہے اور اس کا دوسرا نصف ہمیشہ تاریک
ہوتا ہے۔

بلکہ ماہرین کہتے ہیں کہ چاند چونکہ چھوٹا ہے اور آفتاب بہت بڑا ہے۔ اس لیے چاند کا
نصف سے کچھ زیادہ حصہ ہمیشہ روشن ہوتا ہے اور نصف سے کچھ کم دائماً تاریک رہتا ہے
یہ چاند کا حال ہے نفس الامر و واقع میں
پس واقع میں چاند ہمیشہ بدر کی حالت میں ہوتا ہے۔ کیونکہ دائماً اس کا نصف حصہ روشن
ہوتا ہے۔ البتہ ہماری آنکھوں اور رویت کے لحاظ سے چاند کی ہیئت مرتبہ بدلتی رہتی ہیں۔ یہ امر
ثالث ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

قولہ واما بالنسبة الى ابصارنا الخ۔ عبارت ہذا میں اشکال و مناظر قمر سے
متعلق امر ثالث کا بیان ہے۔ توضیح مطلب یہ ہے کہ چاند واقعہ و نفس الامر میں ہمیشہ
حالت بدر میں ہوتا ہے البتہ ہماری آنکھوں یعنی ہماری رویت کے لحاظ سے چاند کی ہیئت
اشکال بدلتی رہتی ہیں۔

چاند کی ان ہیئت و احوال میں مشہور ترین ہیئت ہیں۔ اول محاق۔ دوم ہلال۔
سوم بدر۔

قولہ اذحين اجتماع النيرين الخ۔ یہ حالت محاق کا بیان ہے۔ نیرین سے
شمس و قمر مراد ہیں۔ یعنی جب شمس و قمر کا اجتماع ہو اجتماع ہر مہینہ کے آخری دو دن میں
ہوتا ہے تو اس وقت چاند کا تاریک نصف سے ہماری طرف ہوتا ہے۔ اور اس کا



قمر ليلة عاشره

يَكُونُ نَصْفُهُ الْمَظْلُمُ الْبَيْنَا وَنَصْفُهُ الْمَضِيُّ إِلَى خِلَافِ
 جِهَتِنَا فَلَا نَرَى مِنَ الْقَمَرِ شَيْئًا
 وَحَالَتِ الْقَمَرُ هَذِهِ تُسَمَّى بِالْمَحَاقِ وَلَا يَكُونُ
 الْمَحَاقُ إِلَّا فِي آخِرِ الشَّهْرِ الْقَمَرِيِّ
 وَالْاجْتِمَاعُ أَنْ يَكُونَ الْقَمَرُ بَيْنَ الْأَرْضِ وَالشَّمْسِ
 حَيْثُ يَطْلُعُ الْقَمَرُ وَيَغْرُبُ وَيَسِيرُ مَعَ الشَّمْسِ

سارا روشن نصف ہماری خلاف دوسری جہت کی طرف ہوتا ہے۔ کیونکہ آفتاب اس دوسری سمت میں ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمیں جسمِ قمر میں سے کچھ نظر نہیں آتا۔ چاند کی یہ حالت محاق سے موسوم ہے۔

لغۃ محاق کا معنی ہے کم کرنا۔ مٹانا۔ چونکہ محاق کے ایام میں چاند کی روشنی ہمیں نظر نہیں آتی۔ اس لیے اسے محاق کہتے ہیں۔ گویا کہ اس کی روشنی کم کر کے مٹا دی گئی ہے یا پھپھا دی گئی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ محاق قمری ماہ کے آخری ایک دن میں ہوتا ہے۔ یہی اجتماعِ نیڑین کے دن ہیں۔

قولہ والاجتماع ان یكون الخ۔ عبارتِ ہذا میں اجتماعِ نیڑین کی تعریف ہے۔ ابھی آپ کو معلوم ہوا کہ محاق حالتِ اجتماعِ نیڑین میں ہوتا ہے۔ فنِ ہذا کی اصطلاح میں شمس و قمر کے اجتماع کا مطلب یہ ہے کہ چاند زمین اور آفتاب کے درمیان میں واقع ہے۔ حالتِ اجتماع میں ظاہری طور پر چاند اور سورج تقریباً اکٹھے طلوع و غروب کرتے ہیں۔ اور اکٹھے حرکت کرتے ہیں۔ یہ اجتماع ہر قمری ماہ کے آخری ایک دو دن میں ہوتا ہے۔ آفتاب بہت دور ہے اور چاند بہت قریب۔ ان کے مابین حقیقۃً اجتماع ناممکن ہے۔

لہذا دونوں میں صرف ظاہری طور پر اجتماع ہوتا ہے۔ زمین اور آفتاب کے درمیان ہی میں چاند کا مدار واقع ہے۔ پس چاند جب اپنے مدار میں ہمارے اور سورج کے

واذا بعد القمر عن الشمس يسيراً وبقي فوق الافق
الغربي بعد غروب الشمس ثمانی درجات او عشر
درجات ينحرف الينا شئاً من نصف المضيئ فنرى
طرفاً من هذا النصف المضيئ المنحرف الينا وهو
الهلال

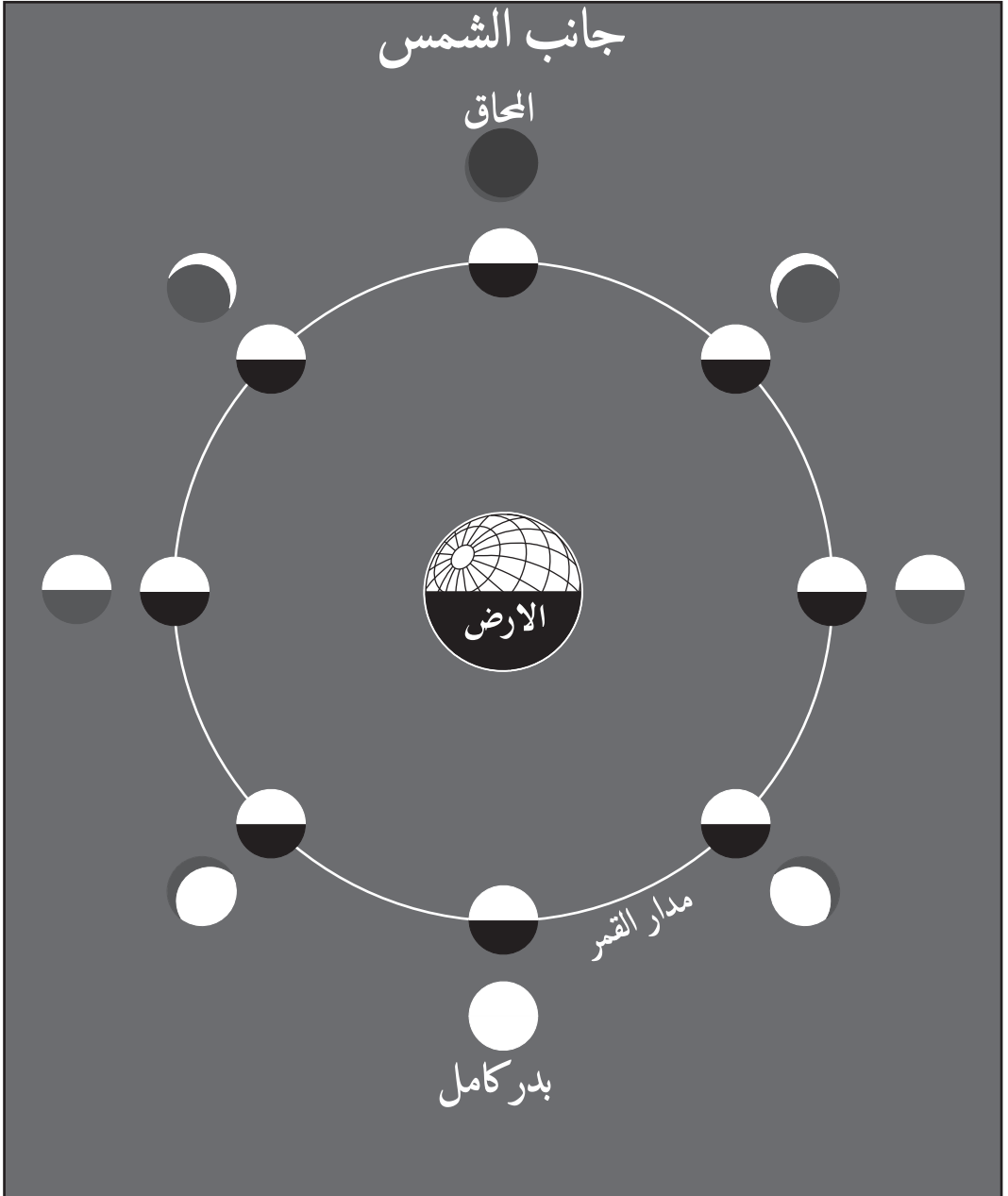
ثم يتزايد كل ليلة انحراف نصف المضيئ
الينا حسب بعده عن الشمس الى ليلة الاستقبال

درمیان پہنچ جاتا ہے تو ہمیں دور سے دونوں اکٹھے طلوع و غروب و گردش کرتے ہوئے
معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ہے شمس و قمر کا اجتماع باعتبار ظاہری رؤیت کے۔

قولہ واذا بعد القمر الخ۔ یہ چاند کی ہیئتِ ثانیہ کا بیان ہے۔ یسیراً ای قلیلاً۔
ایضاح کلام یہ ہے کہ مہینہ کے آخری ایک دو دن میں اجتماع کی وجہ سے ہمیں
چاند نظر نہیں آتا۔ لیکن جب چاند آفتاب سے کچھ دور ہو جائے بقدر ۸ درجات کے
یا ۱۰ درجات کے تو اس صوت میں غروبِ شمس کے بعد چاند افقِ غربی کے اوپر ۸ درجہ
یا ۱۰ درجہ بلند رہ جاتا ہے۔ اس حالت میں چاند کے روشن نصف حصے کا تھوڑا سا کنارہ
ہماری طرف مڑ جاتا ہے تو وہ چمکتا کنارہ ہم دیکھ لیتے ہیں۔ یہ ہے ہلال۔

بعض ماہرین کہتے ہیں کہ پہلی کا چاند نظر آنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ افق سے
غروبِ شمس کے بعد ۱۰ درجہ بلند ہو۔ بعض نے ۱۲ درجات کا ذکر کیا ہے۔ لیکن بعض
ماہرین کہتے ہیں کہ افقِ غربی سے آٹھ درجہ بلندی کافی ہے۔ بلکہ صمدین شریفین کے
بعض علماء کے قول کے مطابق چار پانچ درجہ بلند از افق چاند بھی دیکھنے اور نظر آنے کے
قابل ہوتا ہے۔

قولہ ثم يتزايد كل ليلة الخ۔ یہ چاند کے مناظر و اشکالِ ثلاثہ میں سے منظور
شکلِ ثالث یعنی بدر کا بیان ہے۔

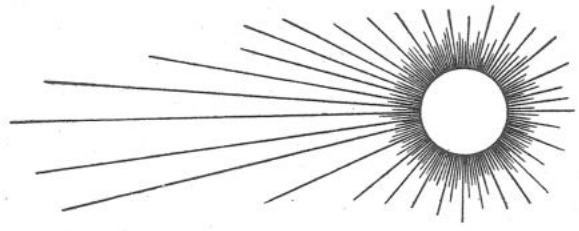


فَتَنعَكِسَ حَالُهَا الْاُولَى فِي لَيْلَةِ الْاِسْتِقْبَالِ حَيْثُ
يُوَاجِهْنَا جَمِيعُ وَجْهِهَا الْمَضِيّ وَيَكُونُ جَمِيعُ وَجْهِهَا الْمَظْلَمِ
اِلَى خِلَافِ جِهَتِنَا وَهُوَ الْبَدْرُ
وَالْاِسْتِقْبَالُ اِنْ تَكُونُ الْاَرْضُ بَيْنَ النَّيِّرَيْنِ
ثُمَّ بَعْدَ لَيْلَةِ الْاِسْتِقْبَالِ يَتَنَاقَصُ فِي رَأْيِ الْعَيْنِ

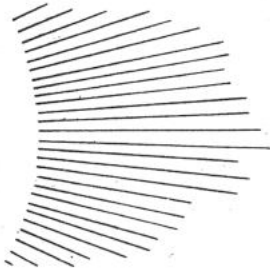
تشریح کلام یہ ہے کہ یکم ماہ کے بعد ہر رات چاند مشرق کی طرف چلتے ہوئے آفتاب سے دور ہوتا جاتا ہے۔ جوں جوں وہ آفتاب سے بعید ہوتا جاتا ہے اور ان میں فاصلہ بڑھتا جاتا ہے توں توں چاند کا روشن نصف حصہ ہماری طرف منحرف اور مڑتا جاتا ہے (انحراف کا معنی ہے مائل ہونا مڑنا) انحراف و تباعد قمر از شمس شب استقبال تک جاری رہتا ہے۔ یعنی مہینہ کی ۱۴ تا ۱۵ تک۔
الہذا بشب استقبال (۱۳ یا ۱۴ تا ۱۵ کو) چاند کی ہیئت حالت اولیٰ (حالت محاق) کے عکس ہوتی ہے۔ کیونکہ چاند کا روشن نصف تمامہ ہماری طرف ہوتا ہے۔ اور اس کا تاریک نصف بالکلہ ہمارے خلاف دوسری جہت میں ہوتا ہے۔ یہ ہے چاند کی وہ حالت و ہیئت جو بد سے موسوم ہے۔

بدر کی رات زمین چاند اور آفتاب کے مابین ہوتی ہے۔ اُس دن مغرب میں سورج غروب ہوتا ہے اور اُسی وقت یا اس کے قریب قریب مشرق میں چاند بصوت بد طلوع ہوتا ہے چنانچہ چاند کا جو نصف سورج کی طرف ہو کر چمکتا ہے بعینہ وہ نصف ہماری طرف بھی ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاند بصوت بدر نظر آتا ہے۔

قولہ والاستقبال الخ۔ یہ استقبال کی اصطلاحی تعریف ہے۔ یعنی بد بشب استقبال ہوتا ہے اور استقبال کا مطلب یہ ہے کہ زمین شمس و قمر کے مابین ہو۔ چنانچہ بشب استقبال ایک طرف چاند ہوتا ہے اور دوسری طرف آفتاب ہوتا ہے اور زمین دونوں کے درمیان میں ہوتی ہے۔
قولہ ثم بعد لیلۃ الاستقبال الخ۔ یعنی استقبال کے بعد ظاہری طور پر ہماری رویت کے اعتبار سے چاند کے روشن نصف میں ہر رات تھوڑی تھوڑی کمی واقع ہوتی رہتی ہے۔



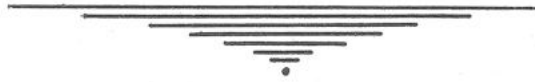
صورة ربع القمر فوق صورة الارض



شكل البدر وترى الارض بين النيترين

نصف المضيء شيئاً فشيئاً كلَّ ليلةٍ لِاجْلِ انحرافِ
 نصف المضيء عَنَّا المِخْلَافِ جَهْتِنَا وانحرافِ نصف
 المظلم اليْنَا قليلاً قليلاً الى أَن يُوْوِلَ الامرُ الى المِحاقِ مرَّةً
 أُخْرَى
 وهكذا حالُ أَشْكالِ القمرِ مَظَاهِرُهُ كلَّ شَهرٍ ۞

روشنی کی اس کمی کا سبب یہ ہے کہ چاند کا روشن نصف ہمارے خلاف دوسری
 جانب کی طرف منحرف اور مائل ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کا تاریک نصف ہماری طرف تھوڑا
 مڑتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ۲۱ ویں رات کو وہ حالتِ تزئین پیدا ہو جاتی ہے جو ساتویں
 شب کو ہوتی ہے۔ یہ انحراف و میلان جاری رہتا ہے تا آنکہ عینے کے آخر میں پھر محاق
 والی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ہر ماہ چاند کے ان مناظر و مظاہر کا دورہ جاری
 رہتا ہے ۞



فصل

فی الخسوف والكسوف

○ مدار القمر یقاطع دائرة البروج التي هي مدار الشمس على مَقَامَيْنِ يُسَمَّيانِ بالرَّأْسِ الذَّنْبِ

فصل

قولہ مدار القمر الخ۔ فصل ہذا میں خسوف وکسوف کا بیان ہے۔ خسوف کا زیادہ استعمال چاند گرہن میں ہوتا ہے۔ اور کسوف کا اکثر اطلاق آفتاب گرہن پر ہوتا ہے۔

عبارت ہذا میں کسوف و خسوف کی اساس و بنیاد کا بطور تمہید ذکر ہے حاصل کلام یہ ہے کہ آفتاب کا مدار عین دائرة البروج ہے۔ یا وہ دائرة البروج کی سمت وسط میں واقع ہے۔ لیکن مدار قمر حول الارض مدار شمسی کی سطح و سمت میں واقع نہیں ہے۔

فاذا اجتمع القمر والشمس عند الرأس او عند
الذنب بحيث يمر الخط المستقيم المتخیل الخارج
من ابصارنا بالقمر ثم بالشمس ستر القمر عن
ابصارنا كل قرص الشمس او بعضه هو الكسوف

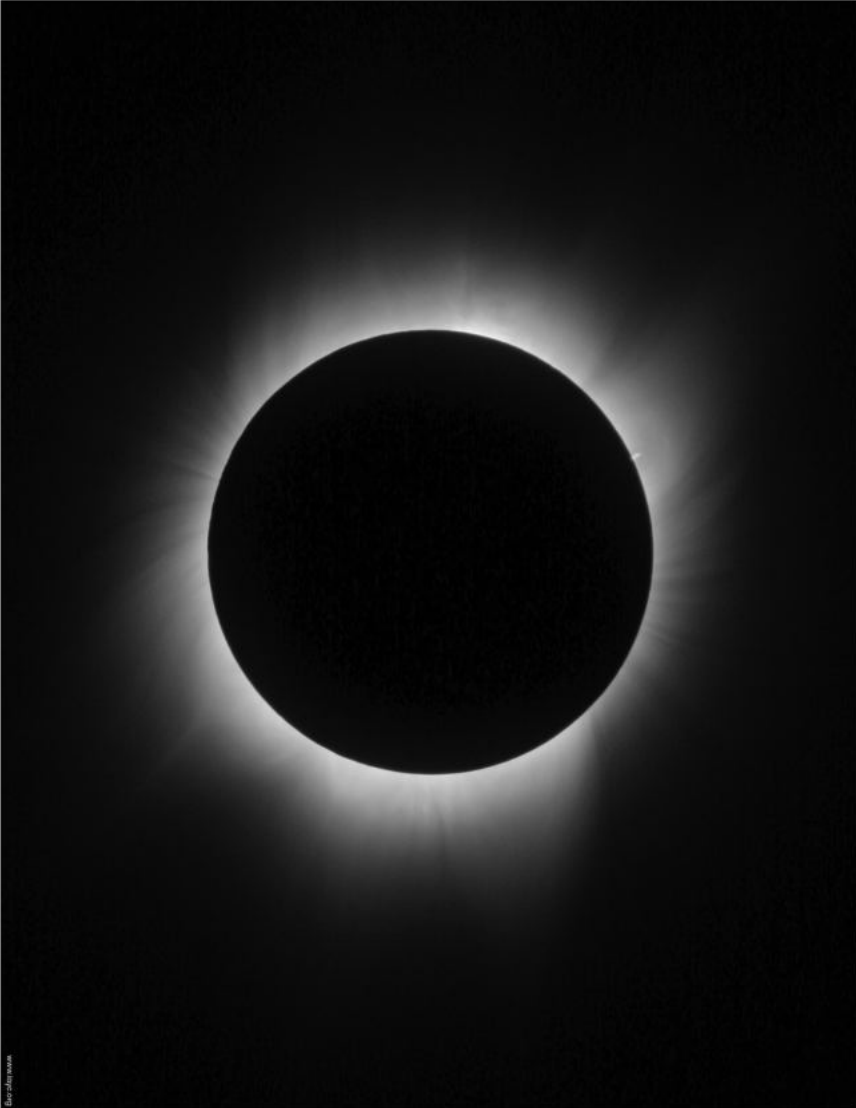
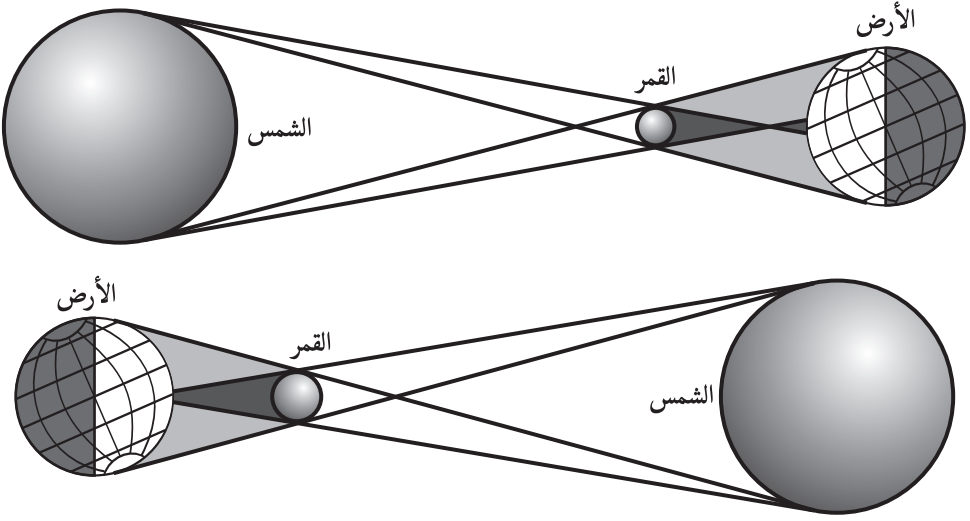
بلکہ مدار قمر مدار شمسی کو دو مقاموں پر کاٹتا ہے۔ ان دو مقاموں کا نام ہے رأس و
ذنب۔

پس چاند مدار شمسی یعنی دائرۃ البروج سے گاہے شمال میں ہوتا ہے اور گاہے
جنوب میں۔ اور گاہے رأس یا ذنب میں۔ کسوف و خسوف اُس وقت ممکن ہیں
جب کہ چاند رأس یا ذنب میں ہو۔ اور آفتاب بھی باعتبار رؤیت رأس یا ذنب میں
ہو۔ یعنی رأس یا ذنب کی سمت میں واقع ہو۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

قولہ فاذا اجتمع القمر والشمس۔ عبارت ہذا میں کسوف شمس کا بیان ہے۔ آفتاب
گزرہن اُس وقت واقع ہوتا ہے۔ جب کہ شمس و قمر کا مقام رأس یا مقام ذنب میں اجتماع
ہو جائے۔

اجتماع پیرین کا مطلب یہ ہے کہ شمس و قمر دونوں ایک ہی سمت میں اس طرح
واقع ہو جائیں کہ ہماری آنکھ سے خیالی و دہمی نکلا ہوا مستقیم خط پہلے چاند پر گزرے اور پھر آفتاب
تک پہنچے۔ اس صورت میں چاند ہمارے اور آفتاب کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔
حائل ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چاند ہماری آنکھوں سے سارا قرص شمس (قرص شمس کا
معنی ہے جسم شمس) یا قرص شمس کا بعض حصہ چھپا دیتا ہے۔ یہ ہے کسوف شمس۔ (آفتاب
گزرہن)

اگر سارا قرص شمس چھپ جائے تو یہ کسوف کُلّی ہے۔ اور اگر اس کا بعض حصہ چھپ
جائے تو یہ کسوف جزئی ہے۔ زمین کے جس حصہ میں کسوف واقع ہو تو اس کا مطلب یہ ہے
کہ زمین کا وہ حصہ چاند کے سایہ میں داخل ہے۔ چاند چونکہ چھوٹا جسم ہے اس لیے زمین پر
اس کے واقع ہونے والے سائے کا قطر (سایہ کی چوڑائی) زیادہ لمبا نہیں ہوتا۔ اس لیے



صورة الكسوف الكلي و ترى حول قرص الشمس مثل هالة متوهجة تسمى الكيل الشمس

وَيَخْتَصُّ حَدُّهُ الْكَسُوفِ بِآخِرِ الشَّهْرِ الْقَمَرِيِّ إِذَا
الاجْتِمَاعُ الْمَذْكُورُ لَا يُمْكِنُ إِلَّا فِي آخِرِ الشَّهْرِ الْقَمَرِيِّ
وَإِذَا اسْتَقْبَلَ الْقَمَرُ الشَّمْسَ عِنْدَ الرَّأْسِ وَالذَّنْبِ
بَأَن يَكُونَ الْقَمَرُ فِي الرَّأْسِ وَالشَّمْسُ فِي الذَّنْبِ وَبِالْعَكْسِ
حَالَتِ الْأَرْضُ بَيْنَ النَّيِّرَيْنِ وَوَقَعَ الْقَمَرُ كُلُّهُ وَبَعْضُهُ
فِي خِلَالِ ظِلِّ الْأَرْضِ الْمَخْرُوطِيٍّ وَهُوَ الْخُسُوفُ

کسوفِ شمس خصوصاً کسوفِ کلی زمین کے محاذِ حصے ہی میں واقع ہوتا ہے۔
قولہ و یختص حد کسوف الخ۔ یعنی شمس کا کسوف قمری ماہ کے آخر میں
ممکن ہے۔ بالفاظِ دیگر کسوفِ ایامِ محاق ہی میں واقع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ابھی آپ کو
معلوم ہوا کہ کسوفِ شمس اجتماعِ نیّرین کے وقت (جب کہ چاند زمین اور آفتاب کے
درمیان میں ہو) واقع ہو سکتا ہے۔ اور یہ اجتماعِ قمری ماہ کے آخر ہی میں ہوتا ہے۔ کسی اور
تاریخ میں یہ اجتماع ناممکن ہے۔ اس لیے کسوفِ شمس قمری ماہ کے آخر ہی میں واقع ہو سکتا
ہے۔

قولہ و اذا استقبل القمر الخ۔ یہ چاند گرہن کا ذکر ہے۔ محصولِ کلام یہ ہے
کہ خسوف (چاند گرہن) استقبالِ نیّرین کے وقت واقع ہوتا ہے۔ بشرطیکہ یہ استقبال
مقامِ رأس و ذنب میں ہو۔ یعنی قمر مقامِ رأس میں ہو اور آفتاب مقامِ ذنب میں
یا بالعکس۔ (استقبال کا مطلب یہ ہے کہ زمین شمس و قمر کے درمیان میں ہو۔ یعنی ایک
طرف چاند ہو اور دوسری طرف آفتاب ہو۔ اور زمین بین و وسط میں ہو۔ یہ استقبال
قمری ماہ کی ۱۳ یا ۱۴ تاریخ کو ہوتا ہے) لہذا اس صوت میں زمین نیّرین یعنی شمس و قمر کے
کے درمیان دیوار کی طرح حائل اور سترہ بن جاتی ہے۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سایہِ بحرِ قمر یا بحرِ قمر کا کچھ حصہ زمین کے سایہ میں جو مخروطی
شکل کا ہوتا ہے داخل ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زمین کے سایہ میں داخل ہونے والا بحرِ قمر

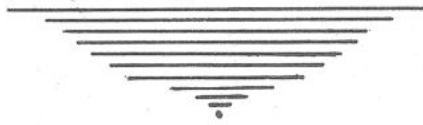
ولا يحدث الخسوف إلا في وسط الشهر القمري اي
 ليلة ۱۳- اوليلة ۱۴ منہا
 وذلك لاختصاص الاستقبال بوسط الشهر
 القمري
 ثم اعلم ان زمان بقاء الكسوف اقل من زمان
 بقاء الخسوف ۛ

بے نور ہو جاتا ہے۔ یہی ہے چاند گرہن۔
 اگر سارا چاند ظل ارضی میں داخل ہو جائے۔ تو یہ خسوف کئی کہلاتا
 ہے۔ اور اگر اُس میں چاند کا صرف کچھ حصہ داخل ہو جائے تو یہ خسوف جزئی
 ہے۔
 مخروط گاہر اور موی والی شکل کو کہتے ہیں۔ جس کا ایک سرا تو گول ہو کر
 موٹا ہوتا ہے۔ اور بتدریج باریک ہو کر دوسری جانب کا سرا ایک نقطہ پر ختم
 ہو جاتا ہے۔

قولہ ولا يحدث الخسوف الا۔ یعنی خسوف قمر قمری ماہ کے وسط میں بالفاظ دیگر
 قمری ماہ کی ۱۳ یا ۱۴ تاریخ کو واقع ہو سکتا ہے۔ گاہے ۱۵ تاریخ کو بھی واقع ہوتا ہے۔ ان تاریخوں
 کے علاوہ کسی اور تاریخ میں چاند گرہن کا وقوع ناممکن ہے۔
 اس کی وجہ یہ ہے کہ خسوف قمر جیسا کہ آپ کو معلوم ہو گیا بوقت استقبال پیرین واقع ہوتا ہے۔
 اور پیرین کا استقبال قمری ماہ کے وسط میں مذکورہ صد تاریخوں کے ساتھ مختص ہے۔ کسی اور تاریخ میں
 استقبال ناممکن ہے۔

اسی وجہ سے خسوف قمر بھی قمری ماہ کی وسط کی مذکورہ صد تاریخوں کے ساتھ مختص ہے۔
 قولہ ثم اعلم ان زمان۔ یعنی کسوف شمس کا زمانہ بقا خسوف کے زمانہ

بقار کے مقابلے میں بہت کم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کسوفِ کُلّی کا زمانہ بقار کسی ایک مقام میں زیادہ سے زیادہ ۷ یا ۸ منٹ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف خسوفِ قمر کی گھنٹوں تک باقی رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک علاقہ میں خسوف نظر آتا ہے تو وہی خسوف زمین کے اکثر حصوں میں بھی نظر آتا ہے۔ کیونکہ وہ دیر تک قائم رہتا ہے جب کہ کسوفِ شمس کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔



فصل

فی المذنبات الشُّهُبُ

○ تدور فی النظام الشمسی سوی السیارات التسع

فصل

قولہ فی المذنبات والشُّهُبُ الخ۔ فصل ہذا میں دُم دار تاروں اور شہابوں کا بیان ہے۔ مَذْنِبَات جمع ہے مَذْنَب یا مَذْنَبَةٌ کی۔ مَذْنَب بصیغہ اسم مفعول از باب تفعیل کا معنی ہے دُم دار تار۔

اوپر فضا میں گاہے گاہے لمبی دُم والے سیارے نظر آتے ہیں۔ یہی دُم دار سیارے ہیں۔ شُّهُب جمع ہے شہاب کی۔ کبھی رات کو فضا میں آپ نے دوڑتا ہوا شعلہ دیکھا ہوگا۔ یہی شہابِ ثاقب ہے۔

قولہ تدور فی النظام الشمسی الخ۔ پہلے آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ نظامِ شمسی میں نو سیارے اور لچیس سے زیادہ چاند گردش کرتے رہتے ہیں۔

والاقتصار المذكورة نوعان آخران من الاجسام النوع
 الاول المذنبات والنوع الثاني الشهب الثاقبة
 اما المذنبات فهي اجرام ملتصقة بكيرة الاجسام
 جدا قليلة المادة ولطيفتها
 يكون لكل واحد منها رأس كبير الحجم ذنب
 يتصل بالرأس

عبارت ہذا میں یہ بتایا گیا ہے کہ نظام شمسی میں سیارات تسعہ واقمار (چاند) کے علاوہ دو قسم کے اجسام اور بھی متحرک ہیں۔ قسم اول دُم دار سیارے ہیں اور قسم ثانی شہب ثاقب ہیں۔ ثاقب کا معنی ہے روشن۔ چمکدار۔

قولہ اما المذنبات فهي الخ۔ عبارت ہذا میں دُم دار تاروں کا بیان ہے۔ حاصل مرام یہ ہے کہ دُم دار تاروں کی حقیقت و ماہیت یہ ہے کہ وہ نہایت بڑے حجم و حساست والے چمک دار اجسام ہیں۔ بظاہر اگرچہ وہ بڑے حجم والے نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کا مادہ ٹھوس نہیں ہوتا۔ بلکہ اُن کا مادہ نہایت قلیل اور لطیف ہوتا ہے۔

ماہرین کہتے ہیں کہ دُم دار تاروں کا مادہ خصوصاً ان کی دُم کا مادہ بادل سے بلکہ ہوا سے بھی لطیف تر ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کسی ستارہ کے مقابلہ میں اور سمت میں واقع ہوتے ہیں، تو اُن کے مادے کے بیچ میں سے پھلاتا رہمیں چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ حالانکہ بادل جب کسی ستارہ کی سمت میں آجائے تو ستارہ بادل کی وجہ سے ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دُم دار کا مادہ بادل سے لطیف تر ہوتا ہے۔ قولہ یكون لكل واحد منها رأس واحد الخ۔ ایضاً مطلب یہ ہے کہ عموماً ہر بڑے دُم دار تارے کا ایک بڑا رأس (سر) ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ یعنی اس کے سر کے ساتھ طویل دُم پیوست ہوتی ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ ہمیشہ دُم دار کا سر آفتاب کی جانب ہوتا ہے۔ اور اس کی



مذنب بروك كما رصد في ٣ نوفمبر سنة ١٩١١

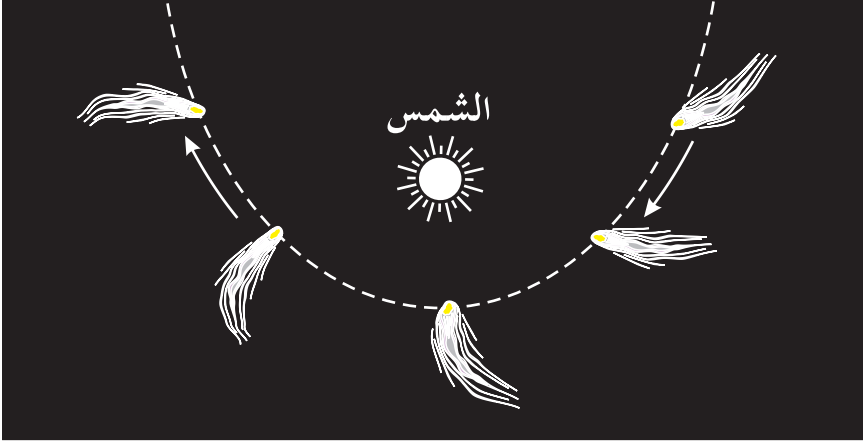
الاستطالة القليلة في آثار النجوم ناشئة عن تتبع المذنب لا النجوم المرقب طول مدة

مدة التعريض البالغة ١٥ دقيقة



مذنب عظیم ظہر سنۃ ۱۸۸۲ م

ولا يزال رأسها إلى جهة الشمس ذنبها إلى جهة تُخالف جهة الشمس



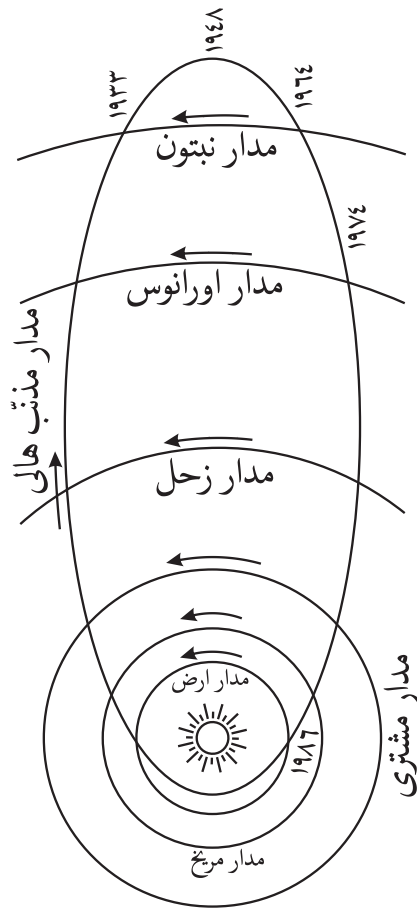
تَدُورُ الْمَذَنَّبَاتُ كُلُّهَا حَوْلَ الشَّمْسِ فِي مَدَارَاتٍ
مُسْتَقِيمَةٍ غَايَةِ الْاسْتِطَالَةِ وَلِذَا تَقْتَرِبُ جَدًّا إِلَى

طویل دُم سَوَج کے بالمقابل دوسری جہت کی طرف ہوتی ہے۔ لہذا جب یہ دُم دار آفتاب کی طرف آرہا ہو تو اس کا سر آگے ہوتا ہے اور دُم پیچھے۔ اور جب وہ آفتاب کے گھر د گھوم کر اس سے دور ہوتا جا رہا ہو تو دُم آگے آگے ہوتی ہے اور سر پیچھے۔ اس کی علت دیگر تفصیلات میری دیگر کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

قولہ تدور المذنبات الخ۔ عبارت ہذا میں دُم دار تاروں کے مداروں کا بیان ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ دُم دار تارے سیاراتِ تسعہ کی طرح آفتاب کے گھر د گھومتے ہیں۔ ان کے مدار نہ گول ہیں اور نہ گول ہونے کے قریب۔ بلکہ ان کے مدار (مدار سے

الشمس مرة حتى ان بعضها يقطع مدار عطارد و
يدخل في جوف مداره
وتبتعد عن الشمس مرة أخرى بعد امتناهيها
حتى يقطع بعضها مدار المشتري الى خارج وبعضها



مدار مذنب هالی

مراد ہے وہ فضائی راستہ جس میں دُم دار گھوم رہے ہیں، نہایت طویل ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ دُم دار اپنے مدار میں گردش کرتے ہوئے گاہے آفتاب کے بالکل قریب آجاتے ہیں۔

مدار زحل واورانوس وبعضہا مدار نبتون وبلوتو
سائرًا الى وراء الورا
والمدنبات المرصودة المعروفة اکثر من
اربع مائت مذنب وعند بعض المحققين اکثر من
الف مذنب

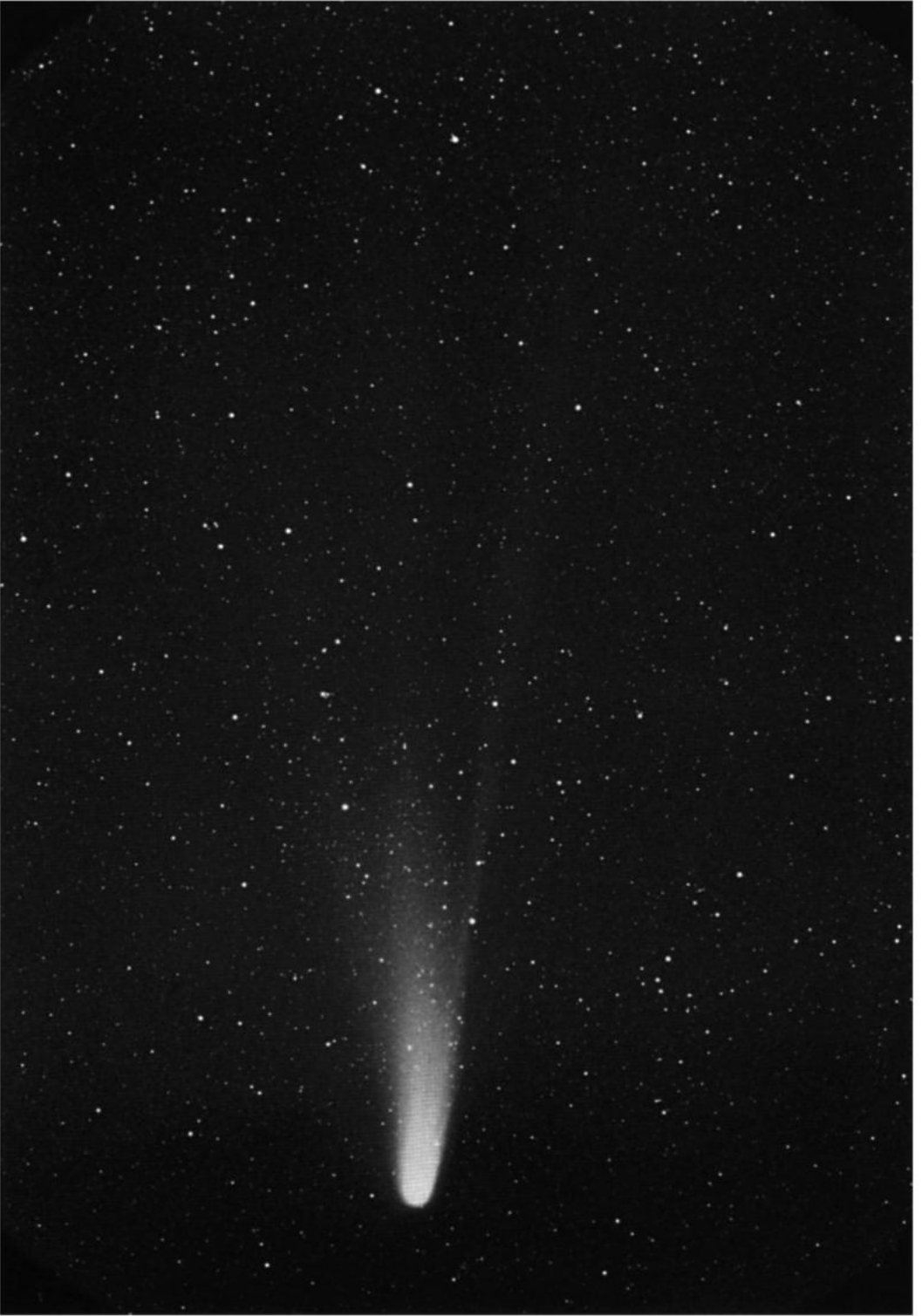
حتی کہ بعض دُم دار عطار دکا مدار کاٹتے ہوئے مدار عطار دکے جوف میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ دُم دار عطار د اور سوچ کے درمیان فضا میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور گاہے یہ دُم دار تارے سوچ سے بہت دور چلے جاتے ہیں (بعد امتنا ہیٹا۔ یعنی بہت زیادہ دوری۔ جو چیز انتہاء کو پہنچ جائے تو اس کبھی لفظ متنا ہی متعل ہوتا ہے۔ پس یہ لفظ مبالغہ کا معنی ادا کرتا ہے) حتی کہ بعض دُم دار تارے مشتری کے مدار کو بھی کاٹتے ہوئے اس سے باہر نکل جاتے ہیں۔

بلکہ اُن میں سے بعض کے مدار اتنے طویل ہوتے ہیں کہ وہ زحل۔ یورنیس۔ نیپچون اور پلوٹو کے مداروں کو کاٹتے ہوئے ان سے وراء الورا یعنی بعید تر فضا میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر کہیں ایک مدت طویلہ کے بعد واپس آفتاب کی طرف لوٹتے ہیں۔

وراء الورا سے مراد مبالغہ ہے اسی الی الابد والابد والمراد البعد المتناہی۔ قولہ والمدنبات المرصودة الخ۔ مرصودة کا معنی ہے مرئیہ یعنی رصدگاروں میں مشاہدہ کیے ہوئے۔ دُم دار تاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ حتی کہ معروف دُم دار جن کی حرکات اور دوروں کی مدت باقاعدہ معلوم ہے وہ چار سو سے زیادہ ہیں۔ بلکہ بعض محققین کے نزدیک ان کی تعداد ہزار سے بھی زیادہ ہے۔

بعض ماہرین بطور مبالغہ یہاں تک کہتے ہیں کہ جس طرح ہمند میں لاتعداد مچھلیاں ہیں، اسی طرح اس فضا۔ وسیع میں دُم دار بھی لاتناہی ہیں۔



مذنب هالي

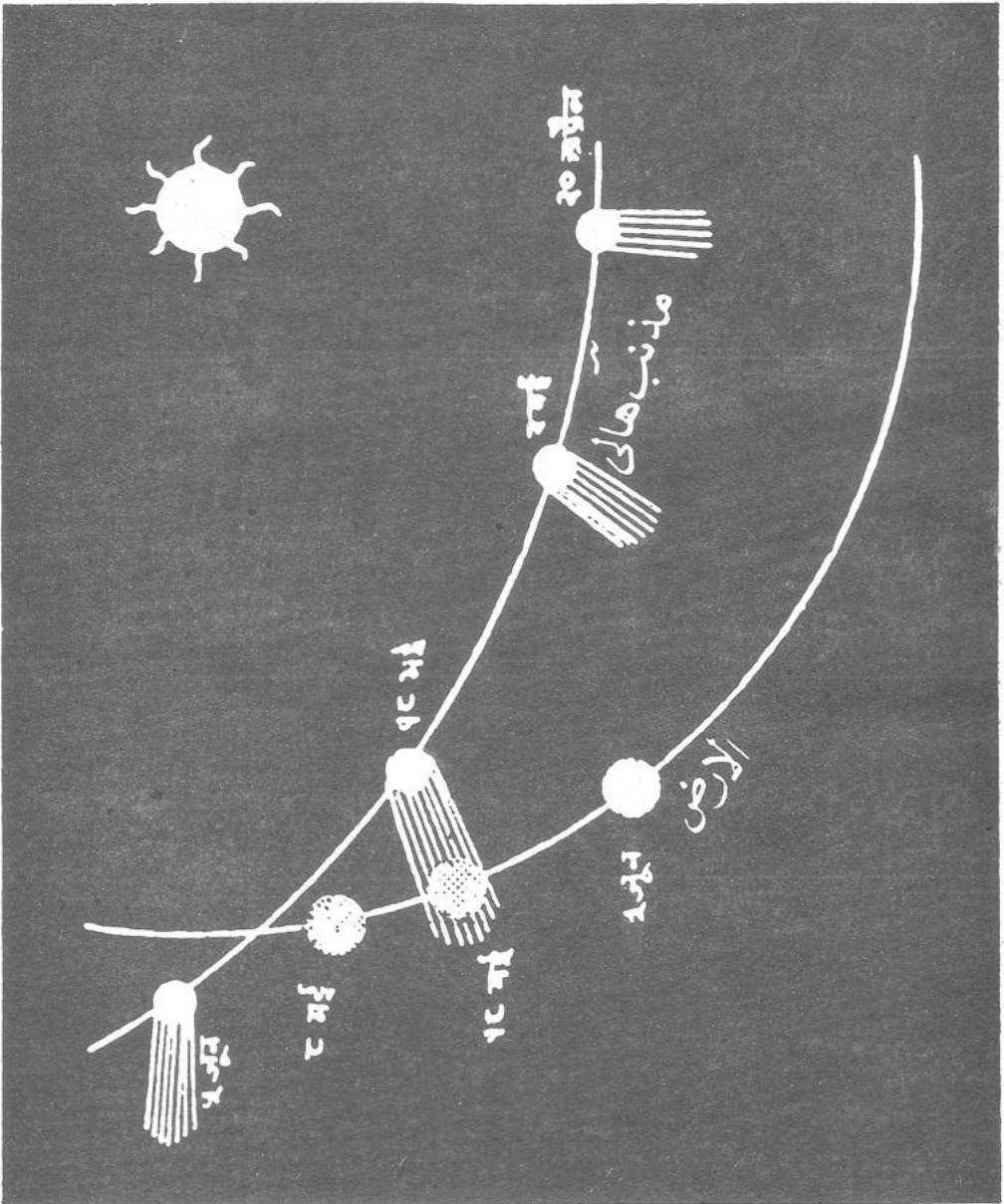
منہا مذنب ہالی المشہور ہویت ممدورتحول
 الشمس فی کل ۷۵-۷۶ سنہ
 ومنہا مذنب کبیر بداسنہ ۱۷۷۰ م کان طول
 ذنبہ ۳۶۵ ملیون میل ای ۳۶ کرو میل وخمسیں لاک
 میل (۳۶۵,۰۰۰,۰۰۰)

قولہ منہا مذنب ہالی الخ۔ عبارت ہذا میں تین مشہور و معروف دُم دار
 تاروں کا بیان ہے۔ اُن میں پہلا مشہور دُم دار ہیلے کا دُم دار ہے۔ یہ دُم دار آفتاب کے گھود
 ایک دورہ ۷۵-۷۶ سال میں پورا کرتا ہے۔ ہیلے مشہور ماہر فلکیات انگریز گزر رہے۔
 اس کا سن وفات ہے ۱۸۴۲ء۔ اعزنی میں اس کا نام ہالی لکھا جاتا ہے۔ ویسے اس کا نام ہیلے
 بھی۔ ہالی۔ ہیلی بھی لکھتے ہیں۔) سب سے پہلے ہیلے نے اس دُم دار کی حرکات کی تحقیق
 کر کے یہ اعلان کیا کہ یہ ۷۵-۷۶ سال میں ایک دورہ پورا کرتا ہے۔ اس لیے ہیلے کے نام
 کی طرف اس دُم دار کی نسبت کی جاتی ہے۔

ابھی دو سال قبل ۱۹۸۶ء میں یہ سورج کے قریب سے گزرا تھا۔ اور زمین والوں نے
 اس کا مشاہدہ کیا تھا۔ اب پھر کہیں ۷۶ سال کے بعد زمین کے باشندوں کو اس دُم دار کا
 دیکھنا نصیب ہو سکے گا۔

قولہ ومنہا مذنب کبیر الخ۔ یہ دو کمرے دُم دار کا بیان ہے۔ یعنی
 ۱۷۷۰ء میں ایک بڑا دُم دار دیکھا گیا۔ جس کی دُم کی لمبائی ۳۶ کروڑ ۵۰ لاکھ میل
 تھی۔

فائدہ
 کمرے معرب کمرے۔ لاک کی جمع ہے ایک۔ یہ معرب لاکھ ہے۔ ایک کمرے
 ۱۰۰ لاکھ کا ہوتا ہے۔ اور ایک لاکھ سو ہزار کا ہوتا ہے۔ (بار بار استخارہ کے
 بعد میں نے بڑے اعداد کے نام (لاکھ۔ کمرے۔ نیل۔ پدمن۔ سنکھ) اردو سے اخذ
 کر کے بطور تعریب اپنی عربی تصانیف میں استعمال کیے۔ کیونکہ علم ہیئت میں بڑے



دخول الأرض من جهة في ذنب مذنب هالي وتخرجها
منه من جهة أخرى سنة ١٩١٠ م

ومنہا مذنبٌ ظہر فی اوائل القرن التاسع عشر
للسیلا دکان طولُ ذنبہ اکثر من ۱۰۰ میلیون میل
ای اکثر من عشرۃ کراٹر میل۔

ثم ان الارض ربما تصطدم بذنب مذنبٍ
فتدخل الارض فیہ من جہتٍ وتخرج منہ الى جہتٍ
أخری ولا يشعر بذلك احدٌ من الناس
وذلك لغایت لطافتِ مادۃ المذنب لا سیما مادۃ
ذنبہ فان مادۃ ذنبہ الطف من السحاب ومن
الهواء

اعداد کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔

قولہ ومنہا مذنبٌ ظہر فی اوائل القرن التاسع عشر۔ یہ بیکر بڑے دُم دار کا بیان ہے جو
۱۹ ویں صدی میلادی کی ابتداء میں ظاہر ہوا تھا۔ اس کی دُم کی لمبائی سو میلیون یعنی ۱۰ کروڑ میل سے
زائد تھی۔ اس بیان سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ دُم دار تارہ نہایت عظیم جسم والا ہوتا
ہے۔

قولہ ثم ان الارض ربما تصطدم بذنب۔ ایضاً عبارتِ ہذابہ ہے کہ
جیسا کہ پہلے آپ کو معلوم ہوا کہ دُم دار کا مادہ نہایت لطیف ہوتا ہے۔ اس لیے دُم دار
باوجود اس عظیم جسامت کے ہمارے لیے کسی خطرے کا باعث نہیں ہو سکتا۔
چنانچہ ماہرین لکھتے ہیں کہ اگر زمین کسی دُم دار سے ٹکرا جائے اور دونوں میں تصادم ہو جائے
تو اس سے کسی قسم کے خطرات درپیش نہیں ہو سکتے۔

ماہرین کی تحقیق کے مطابق زمین کی مرتبہ بعض دُم داروں کی دُم سے متصادم ہوئی اور
اس کی دُم میں داخل ہو کر دوسری جانب کی طرف نکل گئی۔ لیکن کسی انسان کو اس تصادم کا

أَمَّا الشَّهْبُ الثَّاقِبَةُ فِي أَبْجَامٍ صِغَارٍ
لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصَى أَغْلِبُهَا لَا تَتَجَاوَزُ فِي الْحِجْمِ
قَدَرِ الْحَمَّصَةِ أَوْ الْجَوْزَةِ تَسِيرُ فِي الْفَضَاءِ
الْوَسِيعِ بِسُرْعَةٍ مُدْهَشَةٍ نَحْوَ ۲۰ مِيلًا وَ ۲۵ مِيلًا
و ۷۰ مِيلًا فَصَاعِدًا فِي الثَّانِيَةِ

پتہ نہ چل سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دُم دار کا مادہ خصوصاً اس کی دُم کا مادہ نہایت لطیف ہے۔

حتیٰ کہ وہ بادل بلکہ ہوا سے بھی لطیف تر ہے۔ دُم دار کے مادے کا لطیف ہونا اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت ہے۔ اگر دُم دار ٹھوس ہوتا تو بے انتہا ضخامت کی وجہ سے لامحالہ دُم دار ہماری زمین سے متصادم ہوتا۔ اور پھر اس تصادم سے زمین کے باشندے تباہ ہو جاتے۔ بلکہ خود زمین بھی پارہ پارہ ہو جاتی۔

قولہ، أَمَّا الشَّهْبُ الثَّاقِبَةُ الخ۔ دُم دار کے بیان کے بعد اب شہب ثاقب کا بیان ہے۔ حمصۃ۔ چنا۔ جوزۃ۔ اخروٹ۔ مدہشتہ کا معنی ہے حیران کرنے والی۔ دہشت میں ڈالنے والی۔ قسرۃ مدہشتہ کا معنی ہے نہایت تیز رفتاری۔ حاصل کلام یہ ہے کہ شہب بے شمار چھوٹے چھوٹے اجسام ہیں۔ جن کا حجم عموماً چنے اور اخروٹ سے بڑا نہیں ہوتا۔

یہ چھوٹے چھوٹے اجسام وسیع فضا میں نہایت تیز رفتاری سے یعنی برقرار ۲۰ میل و ۲۵ میل فی سیکنڈ بلکہ بعض برقرار ۴۰ میل یا اس سے بھی زیادہ میل فی ثانیہ گردش کرتے ہیں۔ پھر جب وہ اس تیز رفتاری سے کمرہ ہوا میں داخل ہوتے ہیں تو جل جھن کر رکھ ہو جاتے ہیں۔

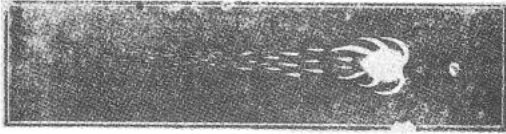
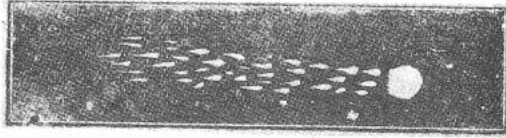
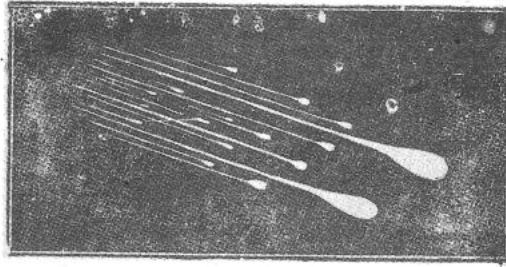


شكل حجر شهابي سقط في بعض مناطق آذربايجان



شكل حجر شهابي سقط في بعض المناطق

فَاذَا دَخَلَتْ هَذِهِ الْأَجْرَامُ الشَّهَابِيَّةُ فِي كُرَّةِ الْهَوَاءِ



صورة دخول الشهاب في كُرَّةِ الهواء واحتراقها

المحيطت بالارض احتكت بالهواء لسرعتها حركتها واحتترقت
وصارت رمادًا

قولہ فاذا دخلت هذه الخ۔ یعنی یہ شہابی پتھر مذکورہ صد تیز رفتاری سے جب
زمین پر محیط کرۂ ہوا میں داخل ہوتے ہیں تو ہوا کے ساتھ رگڑ کھاتے ہوتے جل جاتے ہیں۔
اور راکھ بن جاتے ہیں۔ یہی شہابی پتھر رات کو ہم شعلۂ بخوالہ (گرگوش کرنے والا شعلہ) کی صوت
میں دیکھتے ہیں۔

یہ شعلہ تیزی سے چلتا ہے۔ اس لیے فضا میں ہمیں کئی سیکنڈ تک اس کے پیچھے ایک

لَا يَحْتَرِقُ وَلَا يَفْنَى بِجَمِيعِ أَجْزَائِهِ فِي الْهَوَاءِ بَلْ يَصِلُ إِلَى
الْأَرْضِ سَالِمًا

وَيُوجَدُ فِي مَتَاحِفِ بَعْضِ الدُّوَلِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ
الْأَجَارِ الشَّهَابِيَّةِ الَّتِي سَقَطَتْ عَلَى الْأَرْضِ سَلِيمَةً ۞

وزن والے شہابی پتھر ہوا میں جلنے اور آگ لگ جانے کے باوجود ان کے کچھ ٹکڑے صحیح و سالم
زمین پر پہنچ جاتے ہیں۔ یہی ٹکڑے زمین میں گھس کر گہرے غار بنادیتے ہیں۔
چنانچہ بعض ملکوں کے عجائب گھروں میں زمین پر گرنے والے شہابی پتھروں کے چھوٹے
بڑے ٹکڑے محفوظ ہیں۔ ہر شخص ان عجائب خانوں میں جا کر ان کا مشاہدہ کر سکتا ہے ۞



هَذَا وَقَدْ تَمَّ السَّفَرُ الصَّغِيرُ الْمُسَمَّى بِالْهَيْدِ
الصَّغْرَى بِبَيْدِ الْعَبْدِ الضَّعِيفِ الْفَقِيرِ إِلَى اللَّهِ الْغَنِيِّ
الْقَدِيرِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ -

قلہ ہذا وقد تمَّ الخ۔ معناه خذوا هذا الكتاب اخذوا علمياً وتلقفوا روحانياً
بأيدي العقول والأذهان او معناه احفظوا هذا الكتاب۔ السفر۔ کتاب۔ اس کی جمع
أسفار ہے۔ فقیر و غنی میں صنعت تضاد ہے۔ صنعت تضاد کا مطلب ہے جمع لفظین
متضادین۔ اسے صنعت طباق بھی کہتے ہیں۔ کتب علم بدیع و علم بلاغت میں ہے صنعت
التضاد ان یجمع بین ضدّین فی کلام واحد ویسمیٰ صنعتاً الطباق ایضاً انتی۔
الحمد کہ کتاب ہیئت صغریٰ کی اردو شرح مسمیٰ بہ۔ مدار البشری۔ اللہ
جلّ جلالہ کے فضل و کرم اور اس کی خصوصی توفیق سے اختتام کو پہنچی۔ یہ شرح قلیل وقت
میں نہایت استعجال سے لکھی گئی۔ ولحمد لله اؤکلاً و آخراً علی نعمہ الظاہرۃ والباطنۃ
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم الانبیاء و علی آلہ واصحابہ و
الذین اقتدوا بہداهم۔ آمین۔



فهرست مباحث الهيئة الصغرى

الموضوع	الصفحة	الموضوع	الصفحة
ذكر الفروق السبعة في الشرح بين	٣	بيان أن اصفر السيارات عطارد ثم	١٨
الهيئة الجديدة والهيئة القديمة.	٥	بلوتو واكبرها المشتري ثم زحل.	١٨
فصل في النظام الشمسي .	٥	شكل النسبة بين أحجام الشمس	١٩
الشمس والنجوم كلها مضيئة	٦	والسيارات.	١٩
بضائها الذاتي بخلاف السيارات.	٦	لكل واحد من السيارات والأقمار	٢٠
بيان النظام الشمسي و بيان ان	٦	حركاته وايضاح ذلك .	٢٠
السيارات تدور حول الشمس كما	٦	بيان أن عدد الاقمار لا يزال يزداد	٢١
أن الاقمار تدور حول السيارات.	٧	في الأزمنة المختلفة على حسب	٢١
شكل المدارات البيضية للسيارات.	٧	الاكتشافات الجديدة.	٢١
بيان الفرق بين القمر و الكوكب	٨	ذكر حزام الكويكبات الكثيرة بين	٢٢
السيار.	٩	مداري المريخ والمشتري.	٢٢
ذكر أركان النظام الشمسي .	٩	شكل الكويكبات.	٢٢
بيان أن اجرام النظام الشمسي كانت	٩	ذكر جدول لطيف دقيق مشتمل على	٢٤
أجزاء الشمس في الزمن القديم ثم	٩	تفصيل تسعة أحوال لكل سيار .	٢٤
انفصلت عنها.	٩	فصل في الشمس.	٢٦
شكلان احدهما لانفصال السيارات	١١	بيان ان الشمس كرة نارية لم	٢٦
عن الشمس على وفق نظرية لابلاس	١١	تتصلب بعد.	٢٦
والآخر لنظرية جيمس جينس .	١١	شكلان للشمس والسنتها النارية.	٢٨
ذكر أن الاقمار خالية عن النور مثل	١٢	الشمس متحركة بحركتين الأولى	٣٠
السيارات وان نورها مستفاد من	١٢	سيرها إلى النسر الواقع بسرعة	٣٠
الشمس وايضاح ذلك .	١٢	١١٠٥٠ ميلا في الثانية.	٣٠
ايضاح الفروق بين النور والضوء	١٢	تختلف سرعة مناطق جرم الشمس	٣١
في الشرح .	١٢	في الحركة المحورية و تفصيل ذلك .	٣١
شكل ألوان النور السبعة.	١٢	الشمس اكبر حجماً من الأرض و	٣٢
شكل المجرة.	١٣	من مجموع السيارات و بيان	٣٢
العالم الشمسي والنجوم كلها من	١٤	تفصيل ذلك.	٣٢
اجزاء المجرة.	١٥	شكل يمثل النسبة بين احجام	٣٣
فصل في بعض أحوال السيارات.	١٥	السيارات فيما بينهن و بين	٣٣
ذكر السيارات التسع مرتبة.	١٥	احجامها و حجم الشمس.	٣٣
الثلاثة الأخيرة اكتشفت بعد	١٦	ايضاح وزن الشمس و جاذبيتها	٣٤
اختراع التلسكوب وذكر تواريخ	١٦	بالنسبة إلى وزن الأرض و جاذبيتها.	٣٤
اكتشافها.	١٧	فصل في الأرض.	٣٥
شكل التلسكوب.	١٧	ايضاح ان الأرض ليست تامة .	٣٥

٦١	فوائد كثيرة منها تعيين جهة قبله الصلاة.
٦٦	شكل خط الاستواء على الأرض و ما يناسب ذلك.
٦٣	ذكر خط السرطان وخط الجدي و دائرة المعدل.
٦٤	شكل دائرة المعدل و ما يتعلق بذلك .
٦٥	المعدل و خط الاستواء متحدان في كثير من الأحكام ووجه ذلك.
٦٥	ذكر مدار الأرض ودائرة البروج و بيان انهما كشيء واحد .
٦٧	فصل في معرفة الاعتدالين.
٦٧	تفصيل الاعتدالين الربيعي والخريفي.
٦٩	شكل تقاطع دائرتي البروج والمعدل.
٧٠	بيان تساوي الليل والنهار عند وصول الشمس إلى أحد الاعتدالين وذكر تاريخ وصول الشمس إلى كل واحد منهما.
٧١	بيان الربيع والخريف في النصف الشمالي أو النصف الجنوبي من سطح الأرض .
٧٢	شكل الفصول الأربعة .
٧٤	فصل في تقسيم الدائرة.
٧٥	ذكر تقسيم الدائرة إلى ٣٦٠ جزء .
٧٥	بيان تقسيم دائرة البروج إلى البروج الاثنى عشر وتفصيل ذلك.
٧٦	شكل يمثل ٣٦٠ درجة للدائرة و شكل البروج الاثنى عشر.
٧٨	تقطع الأرض هذه البروج في السنة. ذكر أن دائرة البروج تحاذي مدار الأرض حول الشمس .
٧٨	شكل الفصول الأربعة و شكل حركة الأرض في مدارها.
٧٩	ثم تبيناً لحركة الأرض ترى الشمس دائرة في دائرة البروج حول الأرض

٣٥	الاستدارة.
٣٦	بيان قدر قطريها ومحيطها القطبي والاستوائي .
٣٧	شكل الأرض المستدير والمنبمع.
٣٨	بيان مساحة سطح الأرض كله و بيان قدر اليابس والمغمور بالماء من سطحها.
٣٩	شكلان للأرض لبيان اليابس والبحر من سطحها.
٤٠	بيان اعظم الجبال ارتفاعاً.
٤١	شكل ثلاث أعمدة في نهر لاثبات كروية الأرض حسب تجربة بعض علماء البريطانيا.
٤٤	فصل في القارات.
٤٥	شكل القارات السبع.
٤٦	اسماء القارات.
٤٧	شكل قارة القطب الجنوبي.
٤٨	تفصيل بعض أحوال قارة أستراليا في الشرح .
٥١	شكل اعظم الجبل ارتفاعاً.
٥٢	قارة آسيا مسكن أكثر الأنبياء عليهم السلام و محل ارفع الجبال.
٥٣	جدول القارات مع بيان سعة كل قارة.
٥٥	فصل في حركة الأرض.
٥٥	للأرض حركتان السنوية والمحورية.
٥٦	بيان مدار الأرض ومدة دورتها السنوية.
٥٦	بيان مدة دورة الحركة السنوية وانها سبب اختلاف الليل والنهار وسبب طلوع الاجرام السماوية وغروبها.
٥٧	بيان أن محور الأرض يسامت نجم القطب الشمالي .
٥٩	شكل نجم القطب الشمالي مع شكل الدب الأصغر.
٦٠	يستفاد من نجم القطب الشمالي

- ١٠١ فصل في قواعد معرفة عرض البلد.
ايضاح القاعدة الأولى التي يعرف
١٠٢ بها عروض البلاد في الأرض كلها
وايضاح هذه القاعدة.
ايضاح القاعدة الثانية لمعرفة
عروض البلاد وهي مختصة ببلاد
زاد عرضها على ٢٣،٥٠ درجة و
١٠٣ تفصيل ذلك .
١٠٤ شكل خريطة العالم .
إجراء هذه القاعدة في اسلام آباد
١٠٥ عاصمة باكستان.
فصل في نتائج انحراف المحور
الأرضي.
١٠٧ بيان كون المحور مائلاً دائماً على
المدار الأرضي وقدر زاوية ميله.
١٠٨ بيان ان احد قطبي الأرض دائماً
يكون منحرفاً إلى الشمس إلى مدة
١٠٨ ستة أشهر.
١٠٩ شكل الفصول الأربعة للسنة.
بيان ان من ٢٣ سبتمبر إلى ٢٠
مارس يقترب النصف الجنوبي من
الشمس و يبتعد عنها النصف
١١٠ الشمالي.
يترتب على تعاقب نصفي الأرض
١١١ أمور مجترية.
الأمر الأول نهر نصف الأرض
القريب من الشمس تكون أطول من
لياليه و نهر النصف البعيد عن
الشمس و لياليه بعكس هذا.
١١١ الأمر الثاني يحدث الربيع والخريف
في النصف القريب من الشمس
والخريف والشتاء في النصف
١١٢ البعيد عنها.
يزداد الحر في النصف القريب
١١٣ والبرد في النصف البعيد.
الأمر الرابع تكون أشعة الشمس
متعامدة أو قريبة من التعامد في

- وهي حركة ظاهرية. و أما حركة
الأرض فحقيقية.
٨٠ شكلان لحركة الشمس الظاهرية و
٨١ حركة الأرض الحقيقية.
جدول تواريخ دخول الشمس في
٨٢ كل برج .
٨٤ فصل في ارتفاع الشمس .
تفصيل ان معرفة ذلك تتوقف على
معرفة مقدار زاوية بين أشعة
الشمس و سطح الأرض .
٨٥ بيان تزايد قدر هذه الزاوية حسب
٨٦ تزايد ارتفاع الشمس .
طريق نصب المقياس على الأرض
لمعرفة ارتفاع الشمس و تفصيل
٨٧ هذا العمل.
شكل المقياس يعرف به درجات
الزاوية.
١٨ بيان عمل رسم المثلث على الورقة
لمعرفة ارتفاع الشمس .
٩٠ شكل المثلث و بيان أن زاوية ج
منه هي المطلوبة.
٩١ بيان معرفة غاية ارتفاع الشمس في
السنة كلها و ذكر تاريخ ذلك وهو
٢١ يونيو.
٩٣ ذكر أن حكم البلاد الجنوبية عن
خط الاستواء بعكس ذلك حيث تكون
غاية ارتفاع الشمس فيها في ٢١
ديسمبر.
٩٤ فصل في طول البلد وعرض البلد.
٩٦ بيان أن مبدأ طول البلد هو بلدة
غرينتش .
٩٦ شكل الدوائر العرضية والطولية.
٩٧ ساعات الأوقات العالمية تابعة
لأوقات غرينتش وتفصيل استنباط
ذلك .
٩٨ تعريف عرض البلد و بيان ان نهايته
٩٩ ٩٠ درجة .

- ١٢٧ وتساويهما طولاً .
 تفصيل تواريخ أقصر نهر السنة
 وأقصر لياليها في كل واحد من
 ١٢٨ نصفي الأرض .
 أشكال أخرى لاختلاف الليل
 والنهار وتساويهما في الطول .
 ١٢٩ فصل في القمر
 ١٣١ نور القمر مستفاد من الشمس .
 ١٣١ القمر ذو جبال شامخة و أودية
 وفوهات . لا ماء عليه و لا هواء .
 ١٣٢ القمر أصغر حجماً من الأرض ٤٩
 ١٣٣ مرة .
 بيان قطر القمر و جاذبيته و بعده
 ١٣٤ عن الأرض .
 شكل يمثل النسبة بين حجمي
 ١٣٤ الأرض والقمر
 ١٣٥ شكل .
 ١٣٦ شكل .
 ١٣٧ شكل .
 ١٣٨ شكل .
 ١٣٩ الأظلال على القمر سوداء مثل الليل .
 لا يمكن سماع الصوت على القمر
 ١٣٩ لانتهاء الهواء هناك .
 ١٤١ فصل في حركة القمر .
 للقمر حركتان احدهما حول
 ٢٤١ المحور وهناك تفصيل ذلك .
 الحركة الثانية حركته حول الأرض
 ١٤٢ ومدة دورتها معيار الشهر .
 شكل يمثل دوران القمر حول
 الأرض مع دوران الأرض حول
 ١٤٣ الشمس .
 بيان المدة الحقيقية لدورة القمر
 ١٤٤ حول الأرض .
 ذكر أن مدة دورة القمر الحقيقية
 أقل بيومين من مدة الشهر القمري
 ١٤٤ وايضاح وجه ذلك .
 شكل يمثل علة كون الشهر

- النصف القريب من الشمس وفي
 ١١٣ النصف البعيد تكون مائلة .
 ١١٥ شكل تعامد الأشعة وميلها .
 في ٢١ يونيو يكون النهار الأطول
 في مواضع النصف الشمالي التي
 عرضها ٦٦،٥٠ درجة ٢٤ ساعة بل ٤٨
 ١١٦ ساعة وايضاح ذلك .
 وفي ٢١ ديسمبر يكون الليل
 الأطول في العرض المذكور ٢٤
 ١١٧ ساعة بل ٤٨ ساعة تقريباً .
 وأما النصف الجنوبي فحال عرض
 ٦٦،٥٠ درجة بعكس ذلك . وهناك
 ١١٩ بعض تفصيل هذا المرام .
 الأمر السادس يبلغ طول النهار في
 القطب الشمالي ستة أشهر وذلك
 حين كون الشمس في البروج
 ١٢٠ الشمالية .
 وكذلك يبلغ طول ليله ستة اشهر
 حين كون الشمس في البروج
 ١٢١ الجنوبية .
 وحال قطب الأرض الجنوبي في طول
 النهار والليل كذلك الا ان حكمه
 على عكس حكم القطب الشمالي
 وهناك تفصيل هذا الموضوع .
 ١٢٢ الأمر السابع يتساوي الليل والنهار
 في خط الاستواء .
 ١٢٣ الأمر الثامن بيان تعامد الأشعة
 الشمسية على خط الاستواء حين
 انتصاف النهار في ٢١ مارس و ٢٢
 ١٢٣ سبتمبر .
 شكل وقوع الاشعة متعامدة في
 ١٢٤ التواريخ الأربعة .
 بيان تواريخ أطول نهر السنة و
 أطول لياليها في معظم النصف
 الشمالي والجنوبي من الأرض
 وهناك تفصيل هذا الموضوع .
 ١٢٥ أشكال اختلاف الليل والنهار

- ١٦٦ شكل بعض المذنبات
 ١٦٧ شكل آخر لبعض المذنبات.
 يكون رأس المذنب دائماً إلى جهة
 الشمس و ذنبه إلى خلاف جهتها .
 ١٦٨ شكل يمثل كون ذنب المذنب إلى
 خلاف جهة الشمس .
 ١٦٨ بيان أن المذنبات تدور في مدارات
 مستطيلة .
 ١٦٩ شكل مدارات بعض المذنبات .
 يقطع بعض المذنبات مدار
 المشتري و مدار زحل و مدار نبتون
 و مدار بلوتو .
 ١٦٩ شكل مذنب هالي .
 ذكر مذنب هالي و مدة دورته مع
 ذكر بعض المذنبات الأخرى و ذكر
 طول ذنبها .
 ١٧٢ شكل يمثل اختراق الأرض ذنب
 المذنب من جانب إلى جانب آخر .
 ١٧٣ الأرض ربما تدخل ذنب المذنب و
 لا يشعر بذلك أحد من الناس وهناك
 ذكر و جه ذلك .
 ١٧٤ بيان الشهب و ذكر أنها أجسام صفار
 كثيرة، تسير بسرعة ٢٠ ميلا
 فصاعداً في الثانية.
 ١٧٥ شكل بعض الشهب .
 ١٧٦ بيان أن علة احتراق الشهب
 احتكاكها بالهواء
 ١٧٧ شكل يمثل دخول الشهب في كرة
 الهواء
 ١٧٧ الشهب تأخذ في الاحتراق على
 ارتفاع ١٠٠ ميل أو ٨٠ ميلا .
 ١٧٨ بيان أن الهواء فوق ١٠٠ ميل لطيف
 جداً غير قابل للاحتكاك المؤدي
 إلى الاحتراق .
 ١٧٨ شكل بعض الاحجار الشهابية.
 ١٧٩ المحفوظة في متاحف بعض الدول .
 تمت الفهرست .

- القمرى أطول من مدة حركة القمر
 الحقيقية بيومين .
 ١٤٦ بيان مقدار سير القمر حول الأرض
 كل يوم .
 ١٤٧ فصل في أشكال القمر .
 ١٤٩ لا يزال نصف القمر مضيئاً و نصفه
 مظلماً . نعم تختلف أشكاله بالنسبة
 إلى ابصارنا .
 ١٥٠ أشكال لبعض مظاهر وجه القمر .
 ١٥١ بيان المحاق و تفسير الاجتماع
 بين القمر والشمس .
 ١٥٢ بيان الهلال و بيان البعد اللازم بينه
 و بين الشمس .
 ١٥٣ شكل مظاهر القمر من الهلال
 والبدر والتربيع والمحاق .
 ١٥٤ ذكر البدر و تفسير الاستقبال بين
 النيرين .
 ١٥٥ أشكال أخرى لبعض أوجه القمر .
 ١٥٦ فصل في الخسوف والكسوف .
 ١٥٨ بيان الرأس والذنب .
 ١٥٨ بيان أن الكسوف لا يقع الا عند
 اجتماع النيرين في الرأس أو
 الذنب .
 ١٥٩ أشكال متعددة لكسوف الشمس و
 خسوف القمر .
 ١٦٠ الكسوف لا يقع إلا في آخر الشهر
 القمري .
 ١٦١ بيان خسوف القمر وأنه لا يقع إلا
 عند الاستقبال بين النيرين عند
 الرأس والذنب وحينئذ يدخل القمر
 في ظل الأرض وهو الخسوف .
 ١٦١ لا يمكن حدوث الخسوف إلا في
 وسط الشهر القمري .
 ١٦٢ زمان بقاء الكسوف اقل من زمان
 بقاء الخسوف .
 ١٦٢ فصل في المذنبات والشهب .
 ١٦٤ بيان أن المذنبات كبيرة الأجواء
 وإن لكل واحد منها رأساً و ذنباً .
 ١٦٥

فهرست مؤلفات الروحاني البازي

أعلى الله درجاته في دار السلام وطيب آثاره

ندرج ههنا مؤلفات المحدثات المفسر الفقيه الرحلة الحجة الشهير في الآفاق جامع المعقول والمنقول أمير المؤمنين في الحديث العلامة الأوحدي والفهامة اللوذعي الشاعر اللغوي الأديب الشيخ مولانا محمد موسى الروحاني البازي وآثاره العلمية الخالدة. رحمه الله تعالى رحمة واسعة.

✽ قال الشيخ الروحاني البازي رحمته الله في بعض مؤلفاته: تصانيفي بعضها باللغة العربية وبعضها بلغة الأردو وبعضها بالفارسية وغيرها من. الألسنة ثم إن بعضها مطبوعة وبعضها غير مطبوعة لعدم تيسر أسباب الطباعة. وبعضها صغار وبعضها كبار وبعضها في عدة مجلدات.

وقد وفقني الله تعالى للتصنيف في جميع الفنون الرائجة قديماً وحديثاً في علماء الإسلام رحمهم الله مثل فن علم التفسير وفق أصوله وعلم رواية الحديث وعلم الفقه وأصوله وعلم اللغة العربية والأدب العربي وعلم الصرف وعلم الاشتقاق وعلم النحو وعلم الفروق اللغوية وعلم العروض وعلم القافية وعلم أصول العروض وفي الدعوة الإسلامية والنصائح وعلم المنطق وعلم الطبيعي من الفلسفة وعلم الإلهيات وعلم الهيئة القديمة وعلم الهيئة الحديثة وعلم الأخلاق وعلم العقائد الإسلامية وعلم الفرق المختلفة وعلم الأمور العامة وعلم التاريخ وعلم التجويد وعلم القراءة. ولله الحمد والمنة.

وكذلك درست بتوفيق الله تعالى في المدارس والجامعات كتب أكثر هذه الفنون إلى مدة. ولله الحمد والمنة. ✽

هذه أسماء نبذة من تصانيف الشيخ البازي رحمته الله في العلوم المختلفة والفنون المتعددة من غير استقصاء

في علم التفسير

- ١- شرح وتفسير لنحو ثلاثين سورة من آخر القرآن الشريف. هو تفسير مفيد مشتمل على أسرار وعلوم.
- ٢- أزهار التسهيل في مجلدات كثيرة تزيد على أربعين مجلداً. هو شرح مبسوط للتفسير المشهور بأنوار التنزيل للعلامة المحقق البيضاوي.
- ٣- أثمار التكميل مقدمة أزهار التسهيل في مجلدين.
- ٤- كتاب علوم القرآن. بين فيه المصنف البازي رحمته الله أصول التفسير ومبادئه وعلومه الكلية وأتى فيه

بمسائل مفيدة مهمة إلى غاية.

- ٥- تفسير آية "قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ" الآية. ذكر فيه المصنف البازي رحمته الله من باب سعة رحمة الله غرائب أسرار وعجائب مكنونة مشتملة عليها هذه الآية نحو سبعين سرّاً وهذه أسرار لطيفة مثيرة لسكان العزيمات إلى غرفات نيرات في روضات الجنّات. فتحها الله عز وجل على المصنف وقد خلت عنها زير السلف والخلف. والله الحمد والمنة.
- ٦- كتاب تفسير آيات متفرقة من كتاب الله عز وجل وهو مجموعة خطابات تفسيرية كان المصنف البازي يلقيها على الناس ويذيعها بوساطة الراديو في باكستان وذلك إلى مدة.
- ٧- كتاب ثبوت النسخ في غير واحد من الأحكام القرآنية والحديثية وحكم النسخ وأسرار ومصالحه. رسالة مهمة جداً فيها أسرار النسخ ما خلت عنها الكتب. كتبها المصنف البازي دمعاً لمطاعن غلام أحمد برويز رئيس طائفة الملاحدة المنكرين حجّة الأحاديث النبوية في الأحكام الإسلامية. أبطل فيها المصنف البازي رحمته الله اعتراضات هذا الملحد على الإسلام وعلى حكم النسخ. وذلك بعد ما اتفقت مناظرات قاميّة وخطابيّة بين المصنف وبين هذا الملحد غلام أحمد وأتباعه.
- ٨- فتح الله بخصائص الاسم الله. كتاب بديع كبير في مجلدين ضخمين ذكر فيه المصنف البازي رحمته الله نحو سبع مائة وخمسين من خصائص ومزايا للاسم الله (الجلالة) ظاهريّة وباطنيّة لغويّة وأدبيّة وروحانيّة ونحويّة واشتقاقية وعددية وتفسيرية وتأثيرية. وهو من بلائع كتب الدنيا ما لا نظير له في كتب السلف والخلف ولا يطالع أحد من العلماء أصحاب الذوق السليم والطبع المستقيم إلا وهو يتعجب مما اجتهد المصنف البازي في جمع الأسرار والبلائع.
- ٩- رسالة في تفسير "هدى للمتقين" فيها نحو عشرين جواباً لحل إشكال تخصيص الهداية بالمتقين.
- ١٠- مختصر فتح الله بخصائص الاسم الله.

في علم الحديث

- ١- شرح حصّة من صحيح مسلم.
- ٢- شرح سنن ابن ماجه.
- ٣- كتاب علوم الحديث. هذا كتاب مفيد مشتمل على مباحث وعلوم من باب أصول الحديث رواية ودراية.
- ٤- رياض السنن شرح السنن والجامع للإمام الترمذي رحمته الله في مجلدات كثيرة.
- ٥- فتح العليم بحلّ الإشكال العظيم في حديث "كما صليت على إبراهيم". هذا كتاب كبير بديع لا نظير له. فتح الله تعالى فيه برحمته وفضله على المصنف البازي أبواباً من العلوم فاستهأ أيدي العقول وما انتهت إليها عقول العلماء الفحول إلى هذا الزمان. ذكر المصنف في هذا الكتاب حلّ هذا الإشكال العظيم نحو مائة وتسعين جواباً. قال بعض العلماء الكبار في حق هذا الكتاب: فسمعنا أن أحداً من علماء السلف والخلف أجاب عن مسألة دينية ومعضلة علمية هذا العدد من الأجوبة بل ولا نصف هذا العدد.
- ٦- أجر الله الجزيل على عمل العبد القليل.

- ٧- كتاب الفرق بين النبي والرسول. هذا كتاب بديع لطيف ذكر فيه المصنف البازي أكثر من ثلاثين فرقاً بين النبي والرسول مع بيان عجائب الغرائب وغرائب العجائب وبلائع الروائع وروائع البلائع من باب علوم متعلقة بحقيقة النبوة وبشان الأنبياء عليهم الصلاة والسلام. وهذا الكتاب لا نظير له في الكتب.
- ٨- كتاب الدعاء. كتاب كبير نافع مشتمل على أبحاث مهمة لا غنى عنها.
- ٩- النفحة الربانية في كون الأحاديث حجة في القواعد العربية. هذا كتاب كبير أثبت فيه المصنف البازي أن الأحاديث حجة في باب العربية واللغة. وهو من عجائب الكتب.
- ١٠- مختصر فتح العليم.
- ١١- كتاب الأربعين البازية.
- ١٢- الكنز الأعظم في تعيين الاسم الأعظم. كتاب جامع في هذا الموضوع لم تر العيون نظيره في كتب المتقدمين ولم يقف أحد على مثيله في أسفار المتأخرين.
- ١٣- البركات المكيّة في الصلوات النبوية. كتاب بديع مبارك ذكر فيه المصنف البازي أكثر من ثمانمائة اسم محقق من أسماء النبي صلى الله عليه وسلم في صورة الصلوات على خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم.
- ١٤- كتاب كبير على حجيّة الأحاديث النبويّة في الأحكام الإسلامية. كتبها المصنّف دمجاً لمطاعن طائفة الملاحدة المنكرين حجيّة الأحاديث النبويّة في الأحكام الإسلامية.

في علم أصول الفقه

- ١- شرح التوضيح والتلوّيح. التوضيح والتلوّيح كتاب مغلق دقيق محقق جداً في أصول الفقه ويدرس في مدارس الهند وباكستان وأفغانستان وغيرها. وهو كتاب عويص لا يفهم دقائقه وأسراره إلاّ الأحاد من أكابر الفن فشرحه المصنف البازي شرحاً محققاً وأتى فيه ببلائع النفائس ونفائس البلائع.

في علم الأدب العربي

- ١- شرح مفصل لديوان أبي الطيّب المتنبي.
- ٢- شرح آخر مختصر لديوان أبي الطيب.
- ٣- خصائص اللغة العربيّة ومزاياها. هو كتاب ضخم نفيس لا نظير له في باب فصل فيه المصنف البازي رحمته الله الفضائل الكلية والحزئية لهذه اللغة المباركة وأتى فيه بلطائف وغرائب وبلائع وروائع تسر الناظرين وتهز أعطاف الكاملين وحق ما قيل: كم ترك الأول للآخر.
- ٤- رشحات القلم في الفروق. هذا الكتاب مما يحتاج إليه كل عالم ومتعلم لم يصنف في هذا الموضوع أحد قبل ذلك أثبت فيه المصنف البازي علوّاً وحقائق الفروق ودقائق الحدود ولطائف التعريفات للمصدر الصريح والمصدر المأول وحاصل المصدر واسم المصدر وعلم المصدر والجنس واسم الجنس وعلم الجنس والجمع واسم الجمع وشبه الجمع والجنس اللغوي والفقهي والعرفي والمنطقي والأصولي ونحو ذلك من المباحث المفيدة إلى غاية.

- ٥- شرح ديوان حسان رضي الله عنه.
- ٦- الطوبى. قصيدة في نظم أسماء الله الحسنى شهيرة طبعت في صورة رسالة مستقلة أكثر من خمس وعشرين مرة استحسنتها العوام والخواص واستفادوا منها كثيراً.
- ٧- الحسنى. قصيدة في نظم أسماء النبي ﷺ طبعت في صورة رسالة منفردة مراراً.
- ٨- المباحث المهددة في شرح المقدمة. رسالة نافعة في مباحث لفظ المقدمة الواقع في الخطب.
- ٩- ديوان القصائد. مشتمل على أشعاري وقصائدي.

في علم النحو

- ١- بغية الكامل السامي شرح المحصول والحاصل للملا جامي. هذا شرح مبسوط محتوي على مباحث وحقائق متعلقة بالفعل والحرف والاسم وحدودها وعلاقاتها ووقوعها محكوماً عليها وبها وغير ذلك من أبحاث تتعلق بهذا الموضوع. وهذا كتاب لا نظير له في كتب النحو. فيه بدائع وحقائق خلت عنها كتب السلف والخلف. وكتب بعض كبار العلماء في تقريره: هذا الكتاب غاية العقل في هذا الموضوع. ومن أراد أن يطلع على حقائق الاسم والفعل والحرف فوق هذا وأكثر من هذا فليستح.
- ٢- التعليقات على الفوائد الضيائية للجامي. هذا شرح الكتاب للعلامة ملا جامي. وهو كتاب معروف ومتداول في ديار باكستان والهند وأفغانستان وبنغلاديش وغيرها ويدرس في مدارسها.
- ٣- النجم السعد في مباحث "أقابعد". هذا كتاب مفيد لطيف بين فيها المصنف البازي رضي الله عنه مباحث فصل الخطاب لفظية "أقابعد" وأول قائلها وحكمها الشرعي وإعرابها وما ينضاف إلى ذلك من المباحث المفيدة وذكر نحو ١٣٣٩٧٤٠ وجهاً وطريقاً من وجوه إعراب وطرق تركيب يحتملها "أقابعد". وهذا من عجائب اللغة العربية فانظر إلى هذه الكلمة المختصرة وإلى هذه الوجوه الكثيرة.
- ٤- لطائف البال في الفروق بين الأهل والآل. هو كتاب صغير حجماً كبير مغزى نافع جداً الامثيل له في موضوعه. جمع فيه المصنف البازي في فرقاً كثيرة ومباحث ودقائق يجهلها كثير من الناس ويحتاج إليها العلماء.
- ٥- نفحة الریحانه في أسرار لفظه سبحانه. رسالة مفيدة مشتملة على أسرار هذه اللفظة.
- ٦- الطريق العادل إلى بغية الكامل.
- ٧- كتاب الدرة الفريدة، في الكلم التي تكون اسماً وفعلًا وحرفًا أو حوت قسمين من أقسام الكلمة الثلاثة. ذكر المصنف رضي الله عنه في هذا الكتاب الذي هو نظير نفسه كلمات تكون اسماً مرة وحرفاً حيناً وفعلًا مرة أخرى. وهذا من غرائب كتب الدنيا وما لا مثيل له.
- ٨- رسالة في عمل الاسم الجماد.
- ٩- النهج السهل إلى مباحث الآل والأهل. كتاب نافع لأولى الأبواب وسفر رافع لدرجات الطلاب لم تسح في هذا الموضوع قريحة بمثاله ولم ينسج في هذا المطلوب ناسج على منواله. كتاب فريد جمع أبحاث الأهل والآل منها الفروق بين هذه اللفظين التي بلغت أكثر من خمسة وثلاثين فرقاً ومنها الأقاويل في أصل الآل ومنها المباحث والأقوال في محمل آل النبي ﷺ والمراد بهم وغير ذلك من المباحث المفيدة المهمة جداً.

- ١٠- رسالة بديعة في حقيقة المشتق.
- ١١- رسالة في حقيقة الفعل.
- ١٢- رسالة في حقيقة الحرف.

في علم الصرف

- ١- كتاب الصرف. هو كتاب نافع على منوال جديد.
- ٢- التصريف. كتاب دقيق في هذا الفن لا نظير له.
- ٣- كتاب الأبواب وتصريفاتها الصغيرة والكبيرة.

في علمي العروض والقوافي

- ١- الرياض الناضرة شرح محيط الدائرة.
- ٢- العيون الناضرة إلى الرياض الناضرة. هذا كتاب لطيف ومفيد جداً مشتمل على أصول هذا الفن وأنواع الشعر وما يتعلق بذلك من البلائع والحقائق الشريفة.
- ٣- كتاب الوافي شرح الكافي. هذا شرح مبسوط للكتاب المشهور بالكافي.

في اللغة العربية

- ١- كتاب الفروق اللغوية بين الألفاظ العربية هو كتاب نافع جداً لكل عالم ومتعلم وبغية مشتاق الأدب العربي أوضح فيه المصنف فروق فآت ألفاظ متقاربة معنى.
- ٢- نعم النول في أسرار لفظة القول. كتاب مفيد فصلت فيه أبحاث ومسائل متعلقة بلفظة القول ومادة "ق"، و"ل"، وأتى فيه المصنف البازي أسراراً وأثبت بالدلائل أن هذا البناء بحر فحدث عن البحر ولا حرج.
- ٣- كتاب زيادة المعنى لزيادة المبني. ذكر المصنف فيه أن زيادة المادة والحروف تدل على زيادة المعنى وأتى بشواهد من القرآن والحديث واللغة وأقوال الأئمة.
- ٤- فتح الصمد في نظم أسماء الأسد المعروف بلقب نظم الفقير الروحاني في رثاء الشيخ عبدالحق الحقاني. هذه قصيدة فريدة لا نظير لها في الماضي قد جمع فيها المصنف ما ينيف على ستائت من أسماء الأسد وما يتعلق بالأسد وهي في رثاء المحدث الكبير مسند العصر جامع المعقولات والمنقولات شيخ الحديث مولانا عبدالحق رحمته الله مؤسس جامعة دار العلوم الحقانية ببلدة أكورة ختكت.
- ٥- كتاب كبير في أسماء الأسد وما يتعلق بالأسد.
- ٦- رسالة في وضع اللغات.

في النصائح والدعوة الإسلامية العامة

- ١- تعليم الرفق في طلب الرزق.
- ٢- استعظام الصغائر.

- ٣- تنبيه العقلاء على حقوق النساء.
- ٤- ترغيب المسلمين في الرزق الحلال وطعمة الصالحين.
- ٥- منازل الإسلام.
- ٦- فوائد الاتفاق.
- ٧- عدل الحاكم ورعاية الرعية.
- ٨- جنة القناعة.
- ٩- أحوال القبر وذكر ما فيها عبرة.
- ١٠- الموت وما فيه من الموعظة.
- ١١- من العاقل وما تعريفه وحده.
- ١٢- التوحيد ومقتضاها وثمراته.

في علم التاريخ

- ١- تحبير المحسب بمعرفة أقسام العرب وطبقات العرب. كتاب مفيد فيه بيان طبقات العرب وتفصيل أقسامهم وما ينضاف إلى ذلك.
- ٢- الصحيفة المبرورة في معرفة الفرق المشهورة. بين المصنف البازي في هذا الكتاب أحوال الفرق في المسامين وتفصيل مؤسس كل فرقة.
- ٣- مرآة النجباء في تاريخ الأنبياء. هذا كتاب تاريخي مشتمل على أهم واقعات الأنبياء وتواريخهم عليهم الصلاة والسلام.
- ٤- التحقيق في الزنديق. رسالة لطيفة فيها تفصيل تعريف الزنديق وتحقيق لفظه وبيان مصداقه من الفرق الباطلة وحقق فيه المصنف البازي رحمته الله مستنداً بالكتاب والسنة وأقوال الأئمة الكبار أن الفرقة القاديانية أتباع المتنبى غلام أحمد الكلاب الدجال من الزنادقة وأنه لا يجوز إبقاؤهم في الدول الإسلامية بأخذ الجزية عنهم بل يجب قتلهم.
- ٥- عبرة السائس بأحوال ملوك فارس. فصل المصنف البازي رحمته الله فيه تراجم ملوك فارس حسب ترتيب تملكهم وأحوال طبقتي ملوكهم الكينية والساسانية وما آل إليه أمرهم وفي ذلك عبرة للمعتبرين.
- ٦- غاية الطلب في أسواق العرب. كتاب أدبي تاريخي ذكر فيه المصنف البازي تواريخ الأسواق المشهورة في العرب وما يتعلق بذلك الموضوع من حقائق أدبية.
- ٧- إعلام الكرام بأحوال الملائكة العظام. بلغة أردو.
- ٨- تراجم شارحي تفسير البيضاوي ومُحَشَّيه.
- ٩- الطاحون في أحوال الطاعون.
- ١٠- النظرة إلى الفترة. كتاب صغير مهم تاريخي في مصاديق زمن الفترة وأقسامها بأحكامها وما يتعلق بهذا الموضوع.
- ١١- تاريخ العلماء والأعيان.

١٢- ترجمة سلمان الفارسي رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى.

١٣- توجيهات علمية لأتوار مقبرة سامان الفارسي رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى. كتاب بديع بين فيه المصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى نحو ثلاثين توجيهاً علمياً لأتوار قبر سامان الفارسي رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى.

في علم المنطق

١- شكر الله على شرح حمد الله للسنديلي. كتاب حمد الله شرح سلم العلوم للشيخ العلامة حمد الله السنديلي كتاب كبير مغلق دقيق محقق جداً في المنطق وهو ما يقرأ ويدرس في مدارس الهند وباكستان وأفغانستان وغيرها لازماً ولا يفهم دقائقه وأساره إلا بعض أكابر الفن والمصنف البازي رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى شهرة في حل هذا الكتاب فشرحه شرحاً محققاً وأتى فيه ببائعات.

٢- التعليقات على شرح القاضي مبارك لسلام العلوم. كتاب القاضي مبارك كتاب نهائي في المنطق وأشهر كتاب في هذا الفن قد اشتهر بين العلماء والطلبة بأند عويس وعسير فها لأجل العبارات الدقيقة الجامعة للأسرار العلمية وأنه لا يقدر على تدريسهم وفهمهم إلا القليل حتى قيل في حقه: كاد أن يكون محملاً مبهماً. وهذا الكتاب يدرس في مدارسنا وجامعاتنا فشرحه المصنف البازي شرحاً مبسوطاً وسهلاً لفهم العلماء والطلبة.

٣- التعليقات على سلم العلوم.

٤- التعليقات على شرح ميرزا هدا على ملاجلال.

٥- الثمرات الإلهامية لاختلاف أهل المنطق والعربية في أن حكم الشرطية هل هو بين المقدم والتالي أو هو في التالي. بين المصنف البازي ثمرات ونتائج اختلاف الفريقين المذكورين في محل القضية الشرطية هل هو فيما بين الشرط والجزاء أو في الجزء فقط ووقع على ذلك غير واحد من أدق مسائل الحنفية والشافعية وغير ذلك من الأسرار وهو كتاب عويس لا يفهمه إلا الأحاد من أكابر الفن ولا نظير له.

٦- شرح بحث الوجود الرباطي من كتاب حمد الله (باللغة العربية).

٧- شرح بحث الوجود الرباطي من كتاب حمد الله (بلغة الأردو).

٨- التحقيقات العلمية في نفي الاختلاف في محل نسبة القضية الشرطية بين علماء المنطق وعلماء العربية. هذا كتاب لا نظير له عويس لا يفهمه إلا بعض الأفاضل الماهرين في المعقول والمنقول حقق فيه المصنف البازي أن هذا الاختلاف وإن كان مشهوراً مسألاً لكن الحق أنه لا خلاف بين هاتين الطائفتين وأن محل النسبة إنما هو بين الشرط والجزاء عند كلا الفريقين أهل المنطق وأهل العربية وأيد المصنف مدعاة هذا بإيراد حوالا كتب النحو وذكر أقوال أئمة النحو وحقق ما لا يقدر عليه إلا من كان ذا مطالعة وسبعة جداً.

في الطبيعات والإلهيات من الفلسفة

١- تعليقات على كتاب صدر اشرح هداية الحكمة للعلامة الصدر الشيرازي.

٢- تعليقات على كتاب ميرزا هدا شرح الأمور العامة.

في علم الفلك القديم اليوناني البطليموسي

- ١- شرح التصريح على التشريح. هذا شرح جامع مبسوط لكتاب التصريح المشهور المتداول في مدارس الهند وباكستان وأفغانستان وغيرها.
- ٢- التعليقات على شرح الجغميني. هذه التعليقات جامعة لمسائل علم الفلك القديم مع ذكر مسائل الفلك الحديث بالاختصار. وكتاب شرح الجغميني متداول في دروس ملارسنا.
- ٣- نيل البصيرة في نسبة سُبُع عرض الشعيرة. فضل المصنف البازي رحمته الله في هذا الكتاب العجيب مسائل مشكلة ومباحث مغلقة منها أن الجبال هل تنصفي الكروية الحسية للأرض أم لا، بحث فيه المصنف على تعيين أعظم الجبال ارتفاعاً في الزمان الحاضر وفي العهد القديم ثم بين نسبة أعظم الجبال ارتفاعاً إلى قطر الأرض بياناً شافياً.
- ٤- كتاب أبعاد السيارات والثواب وأحجامهن حسبما اقتضاه علم الفلك القديم البطليموسي.
- ٥- كتاب وجوه تقسيم الفلاسفة للدائرة ٣٦٠ جزء قد أجمع الفلاسفة منذ أقدم الأعصار على تقسيم الدائرة إلى ثلاثمائة وستين درجة ولا يدرى الفضلاء فضلاً عن الطلبة تفصيل وجوه ذلك. فذكر المصنف البازي في هذا الكتاب الذي هو نظير نفسه وجوهاً كثيرة غريبة بدعيّة قد شرح الله تعالى لها صدارة وتفرد بها حيث لم يخطر إلى الآن هذه الوجوه على قلب أحد من العلماء.

في علم الفلك الحديث الكوبرنيكسي

- ١- الهيئة الكبرى. كتاب كبير مفضل.
- ٢- سماء الفكرى شرح الهيئة الكبرى. هذا شرح لطيف مفيد جداً صنف المصنف الروحاني البازي رحمته الله هذا المتن الهيئة الكبرى بإشارة جمع من أكابر العلماء وأماثل الفضلاء ثم شرحه أيضاً بطلبهم وإشارتهم.
- ٣- الشرح الكبير للهيئة الكبرى.
- ٤- كتاب الهيئة الكبيرة. كتاب كبير جامع لمسائل الفن لا نظير له.
- ٥- أين محل السماوات السبع. هذا كتاب نفيس مُهِم لم يصنف أحداً قبل هذا في هذا الموضوع. صنفه المصنف البازي لدفع مطاعن المتنورين والفجرة حيث زعموا أن بنيان الإسلام صار متزلزلاً وقصره أصبح خاوياً، إذ بطلت عقيدة السماوات السبع القرآنية لأجل إطلاق السفن الفضائية والصواريخ إلى القمر وإلى الزهرة وغير ذلك من السيارات فدفع المصنف في هذا الكتاب العظيم مطاعنهم بأدلة مقنعة وأثبت أن هذه الأسفار الفضائية تؤيد الإسلام وأصوله وأنها لا تصادم السماوات القرآنية.
- ٦- هل للسماوات أبواب (باللغة العربي).
- ٧- هل للسماوات أبواب (بلغة الأردو).
- ٨- هل الكواكب والنجوم متحركة بذاتها (باللغة العربي).
- ٩- هل للنجوم حركة ذاتية (بلغة الأردو).
- ١٠- كتاب السدم والمجرات وميلاد النجوم والسيارات (باللغة العربي).

- ١١- هل السماء والفلك مترادفان (باللغة العربي).
- ١٢- السماء غير الفلك شرعاً (بلغة الأردو). حقق المصنف في هذين الكتابين اللطيفين البديعين أن السماء تغاير الفلك شرعاً وأن السماء فوق الفلك وأن النجوم واقعة في أفلاك لا في أثنان السماوات. واستدل في ذلك بنصوص إسلامية كثيرة وبأقوال كبار علماء علم الفلك الجديد وبأقوال أئمة الإسلام.
- ١٣- عمر العالم وقيام القيامة عند علماء الفلك وعلماء الإسلام (بلغة الأردو).
- ١٤- الفلكيات الجديدة. من عجائب كتب الفن كتاب جامع لأصول هذا الفن لا نظير له، ولكونه جامعاً متفرداً في موضوعه وأسلوب بيانه، قرره علماء دولتنا في نصاب كتب المدارس والجامعات وجعلوا تدريسها لازماً في جميع الجامعات والمدارس.
- ١٥- كتاب أسرار تقرر الشهور والسنين القمرية في الإسلام.
- ١٦- كتاب شرح حديث "أن النبي ﷺ كان يصلي العشاء لسقوط القمر ليلته الثالثة".
- ١٧- التقاويم المختلفة وتواريخها وأحوال مبادئها وتفصيل ذلك.
- ١٨- أين مواقع النجوم هل هي في أثنان السبوات أو تحتهن عند علماء الإسلام وعند أصحاب الفلسفة الجديدة.
- ١٩- قدر المدة من الفجر إلى طلع الشمس. هذا كتاب دقيق لا يفهمه إلا المهرة. ألفه المصنف عند تحكيم أكبر العلماء إتياء في هذه المسئلة الكثيرة الاختلاف وقد اختلف العلماء والعوام في هذه المسئلة كثيراً حتى أفضى الأمر إلى الجدل والقتال وذلك إلى عدة سنين فجمعوا المصنف البازي حكماً والتمسوا منه أن يحقق الحق والصواب فكتب المصنف هذا الكتاب وأوضح فيه الحسابات الدقيقة لسير الشمس فاستحسن العلماء هذا الكتاب جداً واعتقدوا صحته فافهموا وعملوا على وفق ما حقق المصنف وارتفع النزاع واضمحل الباطل.
- ٢٠- هل السماوات القرآنية أجسام صلبة أو هي عبارة عن طبقات فضائية غير مجسمة. هذا كتاب مهم وبيدع جداً.
- ٢١- هل الأرض متحركة؟ هذا كتاب مفيد جداً جمع فيه المصنف البازي أقوال علماء الإسلام وآراء الفلاسفة من القدماء والمحدثين مما يتعلق بهذا الموضوع.
- ٢٢- كتاب عيد الفطر وسير القمر. فيه أبحاث جديدة مفيدة مهمة مثل بحث المطالع وتقديم عيد مكة على عيد باكستان بيوم أو يومين. كتبها المصنف البازي رحمه الله دمعاً لمطاعن المتنورين الملحدتين على علماء الدين بأنهم لا يعرفون العلوم الجديدة.
- ٢٣- القمر في الإسلام والهيئة الجديدة والقديمة.
- ٢٤- قصة النجوم. هو كتاب ضخم.
- ٢٥- كتاب الهيئة الحديثة. كتاب كبير جامع للمسائل والأبحاث. أول كتاب ألف باللغة العربية في هذا الفن في ديار الهند وإيران وأفغانستان وباكستان وغيرها ومع هذا هو أول كتاب صنفه المصنف البازي رحمه الله في هذا الفن.

- ٢٦- شرح الهيئة الحديثة (بلغة الأردو).
- ٢٧- الهيئة الوسطى (باللغة العربي).
- ٢٨- النجوم النشطى شرح الهيئة الوسطى (بلغة الأردو).
- ٢٩- الهيئة الصغرى (باللغة العربي).
- ٣٠- ملار البشرى شرح الهيئة الصغرى (بلغة الأردو).
- ٣١- ميزان الهيئة.

في الموضوعات المتفرقة

- ١- كتاب أسرار الإسرائ إلى بيت المقدس قبل العروج إلى السماء. هذا كتاب لطيف جامع لكثير من الحكم والأسرار في الإسرائ إلى بيت المقدس.
- ٢- الخواص العلمية للاسمين محمد وأحمد اسمي نبينا ﷺ.
- ٣- كتاب الحكمة في حفظ الله الكعبة من أصحاب الفيل دون غيرهم. ذكر المصنف البازي رحمه الله في هذا الكتاب الصغیر أسراراً وحكماً مخفية في حفظ الله تعالى بيت الله من أصحاب الفيل دون غيرهم من أصحاب الحجاج الظالم ومن الملاحدة الباطنية. وهذه الأسرار لا توجد في الكتب. صنفه البازي باقتراح بعض أكابر العلماء.
- ٤- كتاب الحكایات الحکمیة.
- ٥- فردوس الفوائد. كتاب كبير في عدة مجلدات.

فتح اللہ

بمختصر لایا گیا ہے

تصنیف

محدث اعظم، مفسر کبیر، مصنف انجمن، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری
طی اللہ آثارہ و اعلیٰ درجات فی دار السلام

علم و درایت کے جہاں میں روشنی کا ایک جگمگا تا مینار

بزبان عربی یہ گراں مایہ اور عظیم النظر کتاب معبود حقیقی کے اسم ذاتی یعنی لفظ ”اللہ“ کے ساڑھے سات سو سے زائد عجیب و لطیف علمی اسرار و رموز اور حقائق و معارف پر حاوی ہے جن کے مطالعے سے اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت و ہیبت کا احساس اور اس کے علم کی جامعیت دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے۔

ایک ایسا موضوع جس پر آج تک کسی نے قلم نہیں اٹھایا

اس معرکہ الآراء و محیر العقول کتاب کو دیکھ کر مکہ مکرمہ کے بعض اولیاء اللہ و اہل کشف فرمانے لگے کہ یہ عظیم القدر کتاب اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور الہام سے لکھی گئی ہے اور اگر دو ہزار علماء کبار بھی جمع ہو جائیں تو ایسی بصیرت افروز و دقیق کتاب نہیں لکھ سکتے۔

فتح العلم

بجل إشكال التشبيه العظيم
في حديث: "كما صليت على إبراهيم"

إمام المحدثين نجم المفسرين زبدة المحققين

العلامة الشيخ مولانا محمد موسى الزحاني البازي

رحمة الله تعالى وأعلى درجاته في دار السلام

الهامي علوم کا درخشندہ و جگمگاتا سرمایہ

درودِ ابراہیمی میں ”کما صلیت علی ابراہیم“ کے الفاظ میں دی گئی تشبیہ میں یہ مغلط اشکال ہے کہ حسب قانون مشبہ بہ افضل ہوتا ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خاتم النبیین ﷺ سے افضل ہیں۔ بہت سے قدیم و مشہور مناظروں میں غیر مسلمین، مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتے تھے۔ اس کتاب میں بزبان عربی اس اشکال کے تقریباً ایک سو نوے (۱۹۰) محقق، دقیق، الہامی جوابات مؤلف نے ذکر کیے ہیں۔ اس کتاب کو دیکھ کر جامعہ ازہر (مصر) کے شیخ اکبر جناب عبدالحلیم محمود و رطہ حیرت میں پڑ گئے اور فرمایا ”اولادِ آدم میں ہم نے آج تک کسی علمی یا فنی مسئلے کے اس قدر کثیر جوابات دیکھے ہیں اور نہ سنے ہیں۔“

حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب

الکَمَلُ الْعَظِيمُ

تَعْيِينَ الْإِسْمِ الْأَعْظَمِ

تصنيف

محدث اعظم، مفسر کبیر، مصنفِ افسس، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری
طیبة اللہ انارہ و اعلیٰ درجات فی دارالسلام

انتہائی گراں مایہ اور فقید المثل علمی خزانہ

- اسم اعظم سے کیا مراد ہے؟
- کیا واقعی اسم اعظم کے ذریعے ہر دعا قبول ہو جاتی ہے؟
- رسول اللہ ﷺ نے اسم اعظم کو جاننے کے باوجود مشکل ترین حالات میں بھی اس کے ذریعے دعا کیوں نہ مانگی؟
- اولیاء کرام بھی اسم اعظم جانتے ہیں یا نہیں؟
- ہر مسلمان اسم اعظم جاننے کا مشتاق ہے۔ کتاب ہذا میں بزبان عربی ان تمام سوالات کے جوابات کے علاوہ اسم اعظم کے بارے میں وارد ہونے والی تمام احادیث و روایات مذکور ہیں۔ نیز اسم اعظم کے بارے میں علماء کرام، ائمہ، عظام اور بزرگان دین کی کتب میں موجود تمام اقوال کو ذکر کیا گیا ہے۔ ان اقوال کی تعداد تریسٹھ (۶۳) تک پہنچتی ہے۔

- مزید براں اس شاہکار کتاب میں امت محمدیہ اور سابقہ امتوں کے بزرگوں کے ساتھ اسم اعظم کے سلسلے میں پیش آنے والے بہت سے عجیب و غریب، حیران کن اور ایمان افروز واقعات بھی درج کیے گئے ہیں۔

انحویٰ نظام کاملیٰ فی طعام

بُعْیَةُ الْكَامِلِ السَّحْلِ

شرح

المَحْصُولُ الْحَاصِلُ الْجَمْعِي

مع حاشیہ

الطریق العادل إلی بُعْیَةِ الْكَامِلِ

تصنیف

محدث اعظم ہفتہ کبیر مصنف انجمن، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طی اللہ آثارہ و اعلیٰ درجات فی دار السلام

محدث اعظم حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پہلی تصنیف
جو کہ علم نحو کی مشہور و معروف کتاب شرح جامی کی مشکل ترین بحث ”حاصل
محصول“ کی محقق، بسیط اور سہل شرح ہے۔

علم نحو کا عظیم الشان اور گرانقدر سرمایہ

اس کتاب کی جامعیت و علمیت کا اندازہ حضرت مولانا شمس الحق
افغانیؒ کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے انہوں نے فرمایا ”میں نے آج
تک اسم و فعل و حرف سے متعلق اس قدر جامع و مکمل تحقیقات عرب و عجم کی
کسی کتاب میں نہیں دیکھیں۔ اس کتاب نے میرے علم میں بے انتہا اضافہ
کیا۔“ نظر ثانی کے بعد مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں مزید
علمی دقائق و قیمتی ابحاث کا اضافہ کیا ہے جس سے اس کتاب کی
ضخامت دو گنی ہو کر تقریباً پانچ صد صفحات تک پہنچ گئی ہے۔

فَتْحُ الصَّمَدِ

بنظم

اسماءُ الاسماءِ

المعروف بلقب

نظم الفقير الروحاني في
رثاء الشيخ عبد الحق الحَقَّاني

علماء، فضلاء اور ادب عربی کے شائقین کیلئے نابغہ روزگار سرمایہ

محدث اعظم، مفسر کبیر، سراج العلماء، امام الاولیاء، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تصنیف کردہ معرکتہ الآراء عربی مرثیہ جسے دیکھ کر علماء عرب بھی ورطہ حیرت میں پڑ گئے۔ ایک ایسا قصیدہ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس بے نظیر و بے مثال قصیدہ میں عربی زبان میں شیر کے چھ سو (۶۰۰) سے زائد اسماء کو جمع کر کے تقریباً دو سو (۲۰۰) اشعار کی صورت میں منظوم کیا گیا ہے جس سے نہ صرف عربی زبان کی وسعت اور خصائص و فضائل کا پتہ چلتا ہے بلکہ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی علمی وسعت و عربی زبان میں مہارت تامہ کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ قصیدہ اپنے استاد شیخ المشائخ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق رحمہ اللہ تعالیٰ کی رثاء میں تحریر فرمایا۔ تعلیم فائدہ و تسہیل فہم کیلئے مصنف نے قصیدے کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے اور حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں۔

النَّهْجُ السَّهْلُ

إِلَى

مَبَاحِثِ الْأَلِ وَالْأَهْلِ

تصنيف

مُحَدَّثٌ عَظِيمٌ، مُفَسِّرٌ كَبِيرٌ، مُصَنِّفٌ اِفْتِسَمَ، تَرْمِذِيٌّ وَقْتُ حَضَرَتِ الْإِمَامِ مُحَمَّدٍ مُوسَى رُوحَانِي بَازِي
طَبِيعَتُهُ سَانَّةٌ وَأَعْلَى دَرَجَاتِهِ فِي دَارِ السَّلَامِ

انتہائی جامع، محقق اور عظیم الشان علمی خزانہ

- بزبان عربی تقریباً چار صد صفحات پر مشتمل عجیب و بدیع کتاب۔
- لفظ ”آل“ و ”اہل“ سے متعلق انتہائی جامع اور کامل ابحاث۔
- ”آل“ و ”اہل“ کے درمیان ۳۸ لطیف و دقیق فروق کی تشریح و توضیح۔
- ”آل نبی“ سے کون لوگ مراد ہیں؟
- آل نبی کے مصداق میں ائمہ اسلام کے ۱۵ اقوال کی تفصیل۔
- اہل تشیع کے متعدد پیچیدہ اعتراضات کے دقیق جوابات۔
- جدید علمی مباحث و فنی دقائق جو دیگر کتب سلف و خلف میں نہ ملیں گے۔
- مزید برآں آج تک اسلاف کی تمام کتابوں میں لفظ ”آل“ کے صرف دو ماخذ مذکور ہیں مگر اس کتاب میں لفظ ”آل“ کے ۱۷ عجیب و غریب ماخذ کی توضیح مع ادلہ ہے جو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے علمی مرتبے کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔

النَّجْمُ السَّعْدُ

فِي مَبَاحِثِ

أَمَّا بَعْدُ

ایک مختصر لفظ یعنی ”أما بعد“ پر محدث اعظم، فقیہ افہم، امام العصر، حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی طیب اللہ آثارہ کی تحریر کردہ ایک عظیم اور منفرد کتاب۔

بلند علمی ذوق رکھنے والوں کیلئے ایک منفرد، شاہکار اور گراں قدر علمی ذخیرہ

کتاب میں شامل چند اہم مباحث کی تفصیل۔

◀ ”أما بعد“ کا شرعی حکم کیا ہے؟

◀ سب سے پہلے لفظ ”أما بعد“ کس نے استعمال کیا؟

◀ ”أما بعد“ کن مواقع میں ذکر کیا جاتا ہے؟

◀ ”أما بعد“ کی اصل کیا ہے اور اس کا کیا معنی ہے؟

◀ ”أما بعد“ سے متعلق تمام ابحاث و تحقیقات۔

◀ نیز کتاب ہذا میں حضرت شیخ المشائخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ”أما بعد“ کی نحوی

ترکیب میں تیرہ لاکھ انتالیس ہزار سات سو چالیس (۱۳۳۹۷۲۰) وجوہ اعراب ذکر کی ہیں

اور ان کی تشریح کی ہے۔ ایک مختصر سے لفظ کی اس قدر نحوی ترکیب پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی

ہے اور انسان بے اختیار عربی زبان کو سیداللسنہ اور مصنف کو سیدالمصنفین کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

◀ مزید برآں اس کتاب میں بہت سی ایسی دقیق ابحاث، علمی مسائل اور فنی غرائب

کی تفصیل ہے جن کے حصول کیلئے علمی ذوق و شوق رکھنے والے حضرات بیتاب رہتے ہیں۔

رِیاضُ السُّنَنِ

شَرْحُ السُّنَنِ لِلْإِمَامِ التِّرْمِذِيِّ

مُحَدِّثِ الْعِظَمِ، مُفَسِّرِ كَبِيرِ مُصَنِّفِ الْخَمْسِ، تِرْمِذِيِّ وَقْتُ

حَضْرَتِ مَوْلَانَا مُحَمَّدُ مُوسَى رُوحَانِي بَازِي

طَيْبُ النَّسَبِ أَثَرُهُ وَأَعْلَى دَرَجَاتِهِ فِي دَارِ السَّلَامِ

سنن ترمذی کی بزبانِ اردو عظیم الشان شرح

محذثِ اعظم حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی
تصنیفِ لطیف۔ عرصہ دراز سے علماء و خواص اس کتاب کی
اشاعت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ علم و حکمت کے بے بہا موتیوں
سے لبریز ایک عظیم علمی شاہکار۔ اب تک صرف جلد ثانی زیور طبع
سے آراستہ ہوئی ہے۔

البرکات المکیة

فی الصلوات النبویة

امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی طیب اللہ آثارہ
کی تصنیف کردہ انتہائی مبارک اور پرتاثر کتاب۔

وظائف پڑھنے والوں کیلئے بیش بہا اور نادر خزانہ

حیرت انگیز تاثیر کی حامل درود شریف کی عجیب و غریب کتاب جو عوام و خواص میں بے انتہاء مقبول ہے۔ اس کتاب میں حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے آٹھ سو ۸۰۰ سے زائد اسماء کو احادیث کی مستند کتب سے انتہائی تحقیق کے بعد درود شریف کی شکل میں یکجا کیا ہے۔ کتاب کی ابتداء میں درود شریف کے فضائل اور کتاب پڑھنے کا طریقہ تفصیلاً درج ہے۔ حضرت محدث اعظمؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بیشمار لوگوں نے بتلایا ہے کہ اس کتاب کے گھر میں پہنچتے ہی انہوں نے قلیل مدت میں اس کتاب کے عجیب و واضح فوائد محسوس کیے اور ان کی تمام مشکلات حل ہوئیں۔ وفات کے بعد ان کے ایک شاگرد نے خواب میں دیکھا کہ روضہ رسول ﷺ کی جالی کا دروازہ کھلا اور اندر سے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ انتہائی خوشی کی حالت میں مسکراتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ شاگرد نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور عرض کیا کہ استاذی آپ کی قبر مبارک سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ میری کتاب ”برکات مکیہ“ کو بارگاہ نبوی ﷺ میں شرف قبولیت حاصل ہوا ہے اسی لئے میری قبر سے جنتی خوشبو آ رہی ہے۔

مَقْدَمَةُ شَرْحِ الْبَيْضَاوَى

المُسَمَّاةُ

اِمْتَارُ التَّحْكِيمِ

لِمَا فِي

اَخْوَالِ التَّنْزِيلِ

تَصْنِيفِ

مُحَدِّثِ عَظِيمِ مُفَسِّرِ كَبِيرِ مُصَنِّفِ اَفْخَسَمِ، تَرْمِذِي وَقْتُ حَضَرَتِ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ مُوسَى رُوْحَانِي بَازِي
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَأَعْلَى دَرَجَاتِهِ فِي دَارِ السَّلَامِ

عجیب و غریب نکات کی حامل کتاب

جو دراصل تفسیر بیضاوی کی شرح ازہار التسهيل کا دو جلدوں پر مشتمل
مقدمہ ہے (ازہار التسهيل تقریباً ۵۰ جلدوں پر مشتمل ہے)۔

اپنی اہمیت کی منفرد کتاب

جس میں تفسیر بیضاوی میں مذکور شعراء کے تراجم کے علاوہ تراجم
محدثین، تراجم قراء و رواۃ قراء، تاریخ بلاد، احوال حیوانات، احوال
ملوک، فرق اسلامیہ اور ان کے عقائد کی توضیح، تاریخ انبیاء علیہم
السلام، احوال قبائل، اصول تفسیریہ، مسائل ادبیہ، تفصیل شروح و
حواشی تفسیر بیضاوی اور دیگر فوائد عظیمہ حروف تہجی کی ترتیب سے درج
کئے گئے ہیں۔ گویا یہ کتاب ایک اچھوتا، مختصر انسائیکلو پیڈیا ہے۔

گلستانِ قناعت

مسمیٰ بہ

جَنَّةُ الْقَنَاعَةِ

محدثِ اعظم، مفسرِ کبیر، شیخ المشائخ، ترمذی وقت
شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک انتہائی مفید و محقق تصنیف

قناعت سے متعلق آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ مرفوعہ و موقوفہ، اقوالِ صالحین،
مواعظِ عارفین، حکایاتِ متقین، کراماتِ اولیاء اور واقعاتِ ائمہ کرام کا
نہایت مفید، روح پرور اور ایمان افروز ذخیرہ و گنجینہ

تقریباً چھ صد صفحات پر مشتمل ایک انتہائی عجیب و بدیع کتاب جو علمی تحقیقات کے ساتھ ساتھ
اصلاحی، تبلیغی، اخلاقی مواعظ و نصائح پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دراصل اہل علم کے ایک
استفتاء کا محققانہ، واعظانہ، حکیمانہ عارفانہ مفصل جواب ہے۔ اہل علم و دانش کے
ساتھ ساتھ عوام بھی اس کتاب سے پوری طرح استفادہ کر سکتے ہیں۔

کتاب ہذا میں حرصِ دنیا، ترکِ قناعت اور حبِ دنیا کے تباہ کن نتائج کی تحقیق و تفصیل
پیش کی گئی ہے مزید برآں یہ کتاب زہد و قناعت کے علمی، اصلاحی، دنیوی و اخروی،
اخلاقی، ظاہری و باطنی فوائد و برکات اور ثمرات کی ایمان افزا تفصیلات پر بھی مشتمل
ہے۔ تکمیلِ افادہ کی خاطر کثرت سے مفید و رقت انگیز اشعار بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب

فلکیاتِ جدیدہ

و سیر القمر و عید الفطر

تصنیف محدثِ اعظم، مفتی کبیر، مصنفِ افسس، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری
طیبات اللہ آثارہ و اعلیٰ درجہ میں دارالسلام

علمِ فلکیات پر اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

ستارے کیسے وجود میں آئے؟ سیارے اور ستارے میں کیا فرق ہے؟ ستاروں کی تعداد کتنی ہے؟ نظامِ شمسی کی پیدائش کیسے ہوئی؟ سیاروں کی دائمی گردش کا راز کیا ہے؟ کیا سماء اور فلک ایک شے ہیں؟ کیا ستارے آسمانوں میں پھنسے ہوئے ہیں یا ان سے نیچے ہیں؟ تقویم کسے کہتے ہیں؟ ہیئت کے بارے میں قدیم نظریات کیا ہیں؟ ہیئتِ جدیدہ کے اہم نظریات کون کونسے ہیں؟ کرہ ہوائی سے کیا مراد ہے؟ زیریں سرخ، بالائے نفشی، لاسکی اور ریڈیائی شعاعوں میں کیا فرق ہے؟ ہمیں آواز کیسے سنائی دیتی ہے؟ فضا ہمیں نیلگوں کیوں دکھائی دیتی ہے؟ کیا قرآن اور ہیئتِ جدیدہ کے نظریات میں کوئی اختلاف ہے؟ سال کے مختلف موسموں میں شب و روز کی لمبائی کیوں بدلتی ہے؟ کیا براعظم سرک رہے ہیں؟ سورج گزرنے اور چاند گزرنے کیوں ہوتا ہے؟ کائنات کتنی وسیع ہے؟ کائنات کی ابتداء کیسے ہوئی اور اسکی عمر کتنی ہے؟ علمِ ہیئت میں مسلمان سائنسدانوں نے کیا کارنامے سرانجام دیئے؟ قدیم مسلمان سائنسدانوں کی تحقیقات اور جدید ترین سائنسی تحقیقات میں کتنا فرق ہے؟ مندرجہ بالا موضوعات کے ساتھ ساتھ نظامِ شمسی کے سیارات کے حالات، چاند کی سرگزشت، آواز، روشنی کی اقسام، شب و روز، زمین کی گردش، سمتِ قبلہ، معجزہ شقِ قمر، عناصرِ کربان، ہفتے کی تقرری کی وجوہات، براعظموں کا بیان، آسمانی بجلی کی تفصیل، زمین کی گردش، عرض بلد و طول بلد وغیرہ کے بارے میں مفصل ابواب ہیں۔ کتاب ہذا کے دوسرے حصے میں عید الفطر اور ہلالِ عید کے بارے میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ جدید طباعت میں بیشمار قیمتی تصاویر کے علاوہ اسی (۸۰) سے زائد آرٹ پیپر کے صفحات پر رنگین و نادر تصاویر بھی شامل ہیں۔

لطائف البال

ف

الفروق بين الأهل والأل

تصنيف محدث اعظم، مفسر كبير، مصنف اخصم، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طی اللہ آثارہ و اعلیٰ درجات فی دارالسلام

لفظ ”آل“ اور ”اہل“ کے درمیان فروق پر مشتمل مختصر کتاب۔ کتب اسلامیہ عربیہ میں لفظ ”آل“ اور لفظ ”اہل“ نہایت کثیر الاستعمال ہیں۔ ان دونوں لفظوں میں حضرت محدث اعظم مختلف دقیق فروق کی نشاندہی فرماتے ہیں۔ مدرسین حضرات اور طلباء کیلئے نہایت قیمتی تحفہ۔

کتاب

الأربعین البازئیر

تصنيف محدث اعظم، مفسر كبير، مصنف اخصم، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طی اللہ آثارہ و اعلیٰ درجات فی دارالسلام

حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی منتخب کردہ
نہایت قیمتی چالیس احادیث کا مجموعہ۔

نیل البصیرۃ

ف

نسبۃ سبع عرض الشعیۃ

إمام المحدثین نجم المفسرین زبدۃ المحققین
العلامة الشیخ مولانا محمد موسیٰ الروحانی البازئ
رحمۃ اللہ تعالیٰ وأعلى درجاتہ فی دار السلام

علماء وطلباء کے لئے نہایت مفید علمی خزانہ

ہیئت قدیم میں لکھی جانے والی یہ کتاب دراصل تصریح و
شرح چغینی کے ایک مشکل مقام کی شرح و توضیح ہے۔ عربی زبان میں
لکھی جانے والی یہ کتاب بہت سے ایسے قیمتی، علمی نکات پر مشتمل ہے
جو اہل علم کے لئے نہایت گرانقدر سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

الهیۃ الکبریٰ

مع شرحها

سماء الفکری

کلاهما لإمام المحدثین نجم المفسرین زبدۃ المحققین
العلامة الشیخ مولانا محمد موسیٰ الزوہانی البازي
رحمۃ اللہ تعالیٰ وطیب آثارہ

جدید ہیئت کے مسائل و مباحث کا عظیم خزانہ و جامع فتاویٰ

مدارس دینیہ کی سب سے بڑی تنظیم وفاق المدارس العربیہ کے
اراکین علماء کبار کی فرمائش پر حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بزبان عربی دو
جلدوں میں یہ ضخیم کتاب تالیف کی جس کے ساتھ نہایت مفصل اردو شرح
بھی ہے جس کی وجہ سے اردو خواں حضرات بھی اس سے مکمل استفادہ
کر سکتے ہیں۔ جدید ترین تحقیقات و آراء پر مشتمل یہ بے مثال کتاب جدید
ہیئت کے مسائل و مباحث کا عظیم خزانہ و جامع فتاویٰ ہے۔ کتاب کے
آخر میں علم ہیئت کی اصطلاحات کا نہایت اہم و مفید رسالہ بھی ہے۔
پس ہیئت کبریٰ دراصل تین نادر کتابوں کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب بہت
سی قیمتی اور نایاب تصاویر پر مشتمل ہے۔

الهیۃ الوسطی

مع شرحها

النجوم النسطی

کلاهما لإمام المحدثین نجم المفسرین زبدة المحققین
العلامة الشیخ مولانا محمد موسی الزوحدانی البازنی
رحمۃ اللہ تعالیٰ وطیب آثارہ

علم فلکیات کا شوق رکھنے والے حضرات کیلئے ایک درّ نایاب

یہ دوسری کتاب ہے جو حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی کمیٹی برائے نصاب کتب کے اراکین علماء کبار و مشائخ عظام کی فرمائش پر تصنیف کی۔ عربی متن کے ساتھ ساتھ انتہائی مفصل اردو شرح ہے جس کی وجہ سے اردو خواں طبقہ بھی اس سے مکمل فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یہ کتاب ایک شاہکار اور درّ نایاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب کی افادیت و جامعیت کے پیش نظر پاکستان، ایران، افغانستان کے بہت سے مدارس نے اسے اپنے نصاب میں شامل کیا ہے۔ یہ کتاب بیشمار قیمتی اور نایاب رنگین و غیر رنگین تصاویر پر مشتمل ہے۔ ہیئت کبریٰ، ہیئت وسطیٰ اور ہیئت صغریٰ تینوں کتب کو سعودی حکومت نے ان کی علمیت و جامعیت کے پیش نظر بڑی تعداد میں منگوا کر علماء کرام میں تقسیم کیا ہے۔

الهیۃ الصغریٰ

مع شرحها

مَدَارُ الْبُشْرِی

کلاهما لإمام المحدثین نجم المفسرین زبدة المحققین
العلامة الشیخ مولانا محمد موسیٰ الرُّوحانی البازِی
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى وَطِيبَ آثَارِهِ

علم فلکیات کی دقیق مباحث پر مشتمل ایک قیمتی کتاب

یہ تیسری کتاب ہے جو حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی کمیٹی برائے نصاب کتب کے اراکین علماء کبار و مشائخ عظام کی فرمائش پر تصنیف کی۔ عربی متن کے ساتھ ساتھ انتہائی مفصل اردو شرح ہے مصنف نے اس چھوٹے حجم والی کتاب میں علم ہیئت کی انتہائی کثیر اور دقیق مباحث جمع کر کے گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ مؤلف کی دیگر تالیفات علم ہیئت کی طرح یہ کتاب بھی جامع، محقق اور جدید مسائل فن پر حاوی ہونے کے علاوہ بہت سی قیمتی رنگین وغیرہ رنگین تصاویر پر مشتمل ہے۔

قصیدہ طوبیٰ

فی

اسماء اللہ الحسنى

تصنیف

محدث اعظم، مفسر کبیر، مصنفِ افسس، ترمذی، وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری
طیہ اللہ آثارہ و اعلیٰ درجاتہ فی دار السلام

پریشانیوں اور مصائب میں مبتلا لوگوں کیلئے ایک عظیم تحفہ

نہایت مبارک اور بے مثال و بے نظیر قصیدہ

اس مبارک قصیدے میں اللہ جل جلالہ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ سمیت تقریباً پونے دو صد نام نظم کیے گئے ہیں۔ قصیدہ طوبیٰ عالم اسلام کا پہلا قصیدہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء دعا کے انداز میں بزبان عربی منظوم ہیں اور عوام الناس کی آسانی کیلئے اردو ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔ عرب و عجم میں بے شمار علماء و خواص و عوام نے اس قصیدے کو تکالیف، پریشانیوں اور مصائب سے نجات، مشکلات کے حل اور

قضائے حاجات کے لیے بے انتہاء مفید پایا ہے۔ قصیدہ طوبیٰ پڑھنا شروع کیجئے چند دن میں ہی آپ خود اس کی برکات کا مشاہدہ کر لیں گے

قصیدہ حسنیٰ

فی
اسماءِ النبی العظمیٰ

تصنیف

محدث اعظم، مفسر کبیر، مصنفِ اخم، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی باری
طیبة اللہ آثارہ و اعلیٰ درجات فی دارالسلام

دنیاۓ اسلام میں اپنی نوعیت کا پہلا اور نہایت مبارک قصیدہ

حل مشکلات اور قضائے حاجات کیلئے بے انتہاء مفید

قصیدہ حسنیٰ دنیاۓ اسلام کا پہلا قصیدہ ہے جس میں پانچ سو (500) سے زیادہ مستند اسماء النبی ﷺ دعائیہ طریقے سے بزبانِ عربی منظوم ہیں۔ تکمیل فائدہ اور آسانی کے لئے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔ یہ قصیدہ عرب و عجم میں نہایت مقبول و معروف ہے۔ حرین شریفین (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ)، افغانستان، ایران، بنگلہ دیش، امریکہ، برطانیہ، عراق، مصر، سری لنکا، برصغیر پاک و ہند اور دیگر بہت سے ممالک میں بیشمار اولیاء اللہ و عوام اسے بطور وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ تکالیف و مشکلات کو دور کرنے اور قضائے حاجات کیلئے نہایت مؤثر، مفید اور مجرب ہے۔ قصیدہ حسنیٰ پڑھنا شروع کرتے ہی چند ایام میں آپ اپنے ہر کام میں واضح برکات محسوس کریں گے۔

پھوڑ گناہوں اور نیکیوں کے اثرات

مسمیٰ بہ

اِسْتَعْظِمُوا الصَّغِيْرَةَ

تصنيف

محدث اعظم، مفسر کبير، مصنف، ترمذی وقت حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی
طیبة القلب، آراء و اعلیٰ درجات فی دار السلام

قلب و روح کی تسکین کا سامان لئے ہوئے ایک منفرد کتاب

اندھی مادیت کے اس عہدِ زیاں کا میں گناہوں کی یلغار بڑھتی جا رہی ہے جس نے دولتِ ایمان و یقین سے بہرہ مند باعمل مسلمانوں کو سخت صدمے سے دوچار کر رکھا ہے تو عام مسلمان بھی روح و احساس سے عاری اس زندگی میں شدید مایوسی اور پریشانی کا شکار ہیں۔ اس مایوسی کے عالم میں گناہوں اور نیکیوں کی حقیقت اور ان کی تاثیر سے روشناس کروانے والی یہ الہی کتاب روشنی و ہدایت کی طرف انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ زبان و بیان کی تاثیر لیے ہوئے یہ عجیب و منفرد کتاب جس کا لفظ لفظ اور سطر سطر دل کے درپچوں پر دستک دیتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ مزید برآں اس مبارک کتاب میں امتِ محمدیہ اور گذشتہ امتوں کے بہت سے بزرگوں کے ایمان افروز واقعات بھی درج کیے گئے ہیں۔ نیز اس کتاب میں بہت سے ایسے مختصر اعمال و مختصر دعائیں بھی مذکور ہیں جن کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

رِزْقِ اُولِیاءِ کے پوشیدہ اسباب

مسمیٰ بہ تَعْلِیْمُ الرِّفْقِ فِی طَلَبِ الرِّزْقِ

تصنیف

مُحَدِّثِ اعْلَم، مُفْتَرِ کَثِیر، مُصَنِّفِ افْخَسَم، تَرْمِذِی، وَقْتُ حَضَرَتِ مَوْلَانَا مُحَمَّدِ مُوسٰی رُوحَانِی بَا زِی
طِبِّ الشَّعَاثَةِ، وَأَعْلَى دَرَجَاتِ فِی دَارِ السَّلَامِ

رِزْقِ حلال کا میسر آنا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ زمانہ حاضر میں ہر آدمی کثرتِ مصائب اور کثرتِ حاجات کے افکار کی وجہ سے پریشان اور بے چین ہے۔ اس پریشانی اور بے چینی کی سب سے بڑی وجہ مال کی محبت و حرص ہے۔ مال کی محبت ہر برائی اور ہر گناہ کی جڑ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان حلال و حرام کی تمیز ترک کر کے ہر گناہ کے ارتکاب پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں رِزْقِ حلال کی ترغیب اور حرام مال کی ترہیب سے متعلق عبرت انگیز واقعات، ایمان افروز اقوال، درد انگیز حکایات اور بزرگوں کے نصیحت آمیز مواعظ کا ایمانی ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ موقع بہ موقع مفید اشعار بھی درج کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب دراصل حضرت محدث اعظم کی دو قیمتی کتب ”ترغیب المسلمین“ اور ”گلستانِ قناعت“ کا خلاصہ ہے۔

مبارک دعائیں

مرتب

عبدِ ضعیف محمد زہیر رُوحانی بازی عفا اللہ عنہ
وعافاہ

حکومت پاکستان سے ایوارڈ یافتہ کتاب

چھوٹی اور مختصر دعاؤں کا مجموعہ جس نے ملک بھر میں مقبولیت کے
نئے ریکارڈ قائم کر دیئے۔ جیسی سائز کی اس نہایت مبارک کتاب
میں ایسی مختصر دعائیں جمع کی گئی ہیں جن کا ثواب وفائدہ بہت زیادہ
ہے۔ جو احباب اپنے فوت ہو جانے والے عزیز واقارب کے لیے

صدقہ جاریہ کے طور پر اس کتابچہ کو طبع کروا کر تقسیم کروانا چاہیں وہ

ادارہ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

علمی کتب، مؤلفان، مترجمان و دقت

مدتس

عفا الله عنه
وفاؤه
ابن

عبدِ ضعیف محمد زہمیسر روحانی بازی

(مکمل کتاب و خاصیات ابواب)

(مکمل کتاب)

علم صرف سیکھے، دُنیا کا آسان ترین طریقہ

(مکمل کتاب)

(انتہائی آسان جدید طریقہ)

(مکمل کتاب)

(مکمل کتاب)

(مکمل کتاب)

(مکمل کتاب)

(مکمل کتاب)

(یارہ بیس تا یارہ انتیس)

(جلد اول مکمل، کتاب البیع تا کتاب الغصب)

(ابتدائی تین تعلقات یکمسل)

(مکمل کتاب)

(مکمل کتاب)

(مکمل کتاب)

(جلد اول مکمل)

● نہایت آسان عام فہم درس جنہیں آپ شروحات کی بنسبت کئی گنا زیادہ مفید پائیں گے۔
● ریکارڈنگ نہایت صاف اور واضح۔ نیز ہر سبق کے ساتھ کتاب کا متعلقہ صفحہ نمبر درج کیا گیا ہے۔
● کتاب کھولنے، سی ڈی میں سے متعلقہ سبق چلائیے، آپ خود کو کمرۂ جماعت میں محسوس کریں گے۔

خوشخبری:

YouTube Channel: Jamia Muhammad Musa Albazi

ابواب الصّف

علم صرف میں کمزور طلباء و طالبات کیلئے عظیم خوشخبری

ابتدائی طلباء کیلئے دنیا کی آسان ترین اور جامع ترین علم صرف

ترجمہ وقت محدث اعظم ہفتہ کبیر، حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی

کے انوارات و برکات والا علم صرف کا انتہائی مبارک و نافع طریقہ

اب اردو ترجمہ والا ابواب الصرف کا جدید ایڈیشن بھی دستیاب ہے

مدارس دینیہ کے بعض طلباء عربی عبارت نہیں پڑھ سکتے، عموماً اس کی بنیادی وجہ علم صرف میں کمزوری ہوتی ہے کیونکہ علم نحو میں مہارت کیلئے علم صرف میں مہارت نہایت ضروری ہے۔ ایسے مایوس طلباء کیلئے یہ ابواب نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ بڑے درجات کے طلباء صرف تین چار ماہ کے مختصر عرصے میں ان ابواب کو یاد کر کے اپنی علمی بنیاد کو خوب مضبوط کر سکتے ہیں۔

علم صرف پڑھانے والے مدرسین حضرات کیلئے ایک عظیم علمی خزانہ

مدرسین حضرات اپنے تلامذہ کی مضبوط علمی بنیاد بنانے کے لئے ایک مرتبہ یہ ابواب پڑھانے کا تجربہ ضرور کر لیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صرف ایک مرتبہ کے تجربہ سے ہی وہ ان ابواب کو ہمیشہ کیلئے اپنائیں گے۔ پاکستان و بیرون ملک میں طلباء و طالبات کے جن مدارس نے بھی ان ابواب کا تجربہ کیا وہ اس کے ناقابل یقین نتائج دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ان ابواب کو پڑھانے اور سننے کا خاص طریقہ جاننے کیلئے حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ کے بیٹے مولانا محمد زہیر روحانی بازی رحمہ اللہ کے دروس انٹرنیٹ (یوٹیوب وغیرہ) پر موجود ہیں جن سے بآسانی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

مزید معلومات و تفصیلات کیلئے جامعہ محمد موسیٰ البازی رابطہ نمبر 0301-8749911

جامعہ محمد موسیٰ البازی برہان پورہ، عقب گورنمنٹ بوائز ہائی سکول رائے وٹھلاہور